www.KitaboSunnat.com

ISLAMIC RESEARCH CENTRE
REORI TALAB, VARANASI
INDIA

83

فتح الباب مؤلفہ نواب صدیق حسن خاںؒ

کی تلخیص و ترتیب بنام

عقیدۃ المؤمن

www.KitaboSunnat.com

از

عبد المعید سلفی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علامہ نواب سید صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی کتاب

فتح الباب لعقائد اولی الالباب

کی تلخیص و ترتیب بنام

عقیدۃ المومن

از

عبدالمعید عبدالجلیل سلفی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ، بنارس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب — فتح الباب لعقائد اولی الالباب

مؤلف — علامہ سید نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ
(۱۲۴۸ — ۱۳۰۷ھ)

تلخیص و ترتیب : عبد المعید عبد الجلیل سلفی

اشاعت اول : صفر ۱۴۰۷ھ = اکتوبر ۱۹۸۶ء

کاتب — ابو بکر گونڈوی

مطبع —

المکتبۃ [illegible] فیض آباد
۹۹ [illegible]
نمبر ....

ملنے کے پتے

۱ — مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی - ۲۲۱۰۱۰

۲ — مکتبہ جریدۃ ترجمان ۴۱۱۶ ، اردو بازار ، جامع مسجد
دہلی - ۱۱۰۰۰۶

۳ — الدار السلفیہ ، ۶/۸ - اے ، حضرت تیرپس
شیخ حفیظ الدین روڈ ، بمبئی ۴۰۰۰۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

260

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

دین محمدی کے تین رکن ہیں۔ ایمان، اسلام، اور احسان، عربی، فارسی اور اردو میں عقائد کے سلسلے میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سب ایمان کی شرح ہیں۔ احکام عبادات اور معاملات کے بیان میں جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں وہ سب اسلام کی شرح ہیں، سلوک و تصوف کے باب میں جو کتابیں تصنیف ہوئی ہیں وہ سب احسان کی شرح ہیں، ان تینوں قسم کی کتابیں اس امت میں صدر اسلام سے لے کر اب تک بہت کچھ لکھی جا چکی ہیں، ان میں محدثین کی کتابیں بہت ٹھیک ہیں، البشر ہونے کے ناطے ہو سکتا ہے ان کی کتابوں میں کچھ رطب و یابس رہ جائے، ویسے ماہرین قرآن و حدیث علماء محدثین سے عام طور پر غلطی نہیں ہوتی اور اگر ان سے غلطی ہو جائے تو اتفاقاً ہوتی ہے انہیں اس پر اصرار نہیں ہوتا، نیز اس زمرہ صادقین کے دوسرے علماء اس غلطی کو دور کر دیتے ہیں۔

اس کے برعکس زمرۂ تقلید نے قرآن و سنت کو طاق نسیاں پر رکھ دیا… اپنی فکر و نظر تصنیف و تالیف کی ایک نئی بنیاد ڈالی اور رائے، قیاس، ظن ا… تخمین پر کلی اعتماد کیا اس لئے ان کی کتابیں تناقض اور غلطیوں سے بھر گئیں، ف… عقائد، ایمان اور عمل کا کوئی بھی مسئلہ ہو مذکورہ اساس پر اس میں اختلاف ک…

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھرمار ہوگئی اور امام و پیشوا کی کثرت نظر آنے لگی، ہر ہر مسئلہ کے الگ الگ امام تیار ہوگئے اور اس کے کچھ اتباع پیدا ہوگئے جن کا دوسرے امام سے کوئی سروکار نہیں رہا اس طرح امت فرقوں میں بٹ گئی۔

لیکن چونکہ اللہ کو اس امت کی بقا منظور ہے اس لئے قیامت تک ایک گروہ حق سلامت رہے گا، عقائد و اعمال میں ان کے اندر ایسے اختلافات نہیں رونما ہوسکتے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں، یہ وہی گروہ ہے جس کا ذکر اوپر گذرا یعنی علمائے حدیث، اصحاب الحدیث یا محدثین کا گروہ، اس گروہ کے تمام علماء عقیدہ و عمل میں متفق اللفظ والمعنی چلے آئے ہیں، اگر کسی سے غلطی ہوئی ہے تو اس کی اصلاح کرلی گئی ہے جس عالم کی بات حدیث و قرآن کے موافق ہو اسے وہ قبول کرتے ہیں اور جو قرآن و حدیث کے نص کے خلاف ہو اسے نہیں مانتے، ان کے قبول وعدم قبول کا معیار ہے "ما انا علیہ واصحابی،، (جس پر میں (رسول) ہوں اور میرے صحابہ ہیں) اور " فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ،، (زمر: ۱۸) (میرے ان بندوں کو بشارت دے دو جو بات سنتے ہیں پھر اچھی بات کو مانتے ہیں) قرآن و حدیث میں ان کی فضیلت و تعریف مذکور ہے،

ان کے سوا اسلام میں جو دیگر فرقے ہیں وہ سب کے سب اہل بدعت ہیں خواہ انکی بدعت ہلکی ہو یا بھاری تر، بدعت کا لفظ حدیث میں جہاں کہیں آیا ہے اس کا ذکر مذمت اور برائی کے ساتھ آیا ہے، ایک حرف بھی کسی خبر و اثر میں ایسا نہیں آیا ہے جس سے کسی بدعت کی کچھ بھی تعریف ہوتی ہو، دین نے ہر بدعت کو علی العموم گمراہی قرار دیا ہے اس کا قاعدہ کلیہ حدیث میں موجود ہے، "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ،، (ہر بدعت گمراہی ہے) بدعت صرف عمل ہی میں نہیں رونما ہوتی ہے بلکہ سب سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے عقائد میں آتی ہے جب بدعت عقیدہ میں در آتی ہے تو بدعتی ہر بدعت کرنے لگتا ہے اور اعمال میں بھی فساد رونما ہوتا ہے اور احسان میں بھی ریاکاری اور شو بازی آجاتی ہے، ان فسادوں سے وہی شخص بچا ہوا ہے جس نے قرآن و حدیث کو اپنا پیشوا ٹھہرایا ہے، زید و عمرو کے فسون و فسانہ سے اپنے دل و دماغ اور سمع و بصر کو بچایا ہے،

بدعات و خرافات کی گرم بازاری اور اختلاف و افتراق یا زور و نفاق اسی وقت عام ہوتا ہے جب اتباع کتاب و سنت ترک کر دیا جائے۔ اور لوگ قرآن و حدیث کے مقابلے میں اپنی باتیں پیش کرنے لگیں، رب کریم نے فرمایا،

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (النساء: ۸۲) — اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے،

رسول رحمت نے فرمایا:

ومن یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا، — میرے بعد جو باحیات ہوگا عنقریب وہ بڑا اختلاف دیکھے گا،

کلام الٰہی اور کلام نبوی دونوں میں "اختلاف کثیر" آیا ہے اور دونوں اس بات پر متحد ہیں کہ جو کچھ ان کے موافق نہیں وہ "اختلاف کثیر" میں داخل ہیں،

اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے ہر عقیدہ و عمل کو میزان اعتدال قرآن و حدیث پر تولے، اگر اس میزان پر اس کا عقیدہ و عمل پورا اترے تو اپنے آپ کو مومن مسلمان محسن، موفق اور متبع قرآن و حدیث سمجھے اور اگر قرآن و حدیث کے میزان پر اس کا عقیدہ و عمل پورا نہ اترے تو خود کو شیطان کے نقشہائے قدم پر چلنے والا سمجھے کیونکہ سارے انسان ایک ہی رب کے بندے ہیں ایک ہی رسول کی امت ہیں ان کی ایک ہی کتاب و سنت ہے، رسول نے قرآن و حدیث ہی پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے، یہ کہیں نہیں فرمایا کہ "کل نفس ودینھا"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ہر آدمی کا الگ دین) قرآن میں یہ تو کفار کے لئے فرمایا گیا "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" (تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین) ہر مسلمان کے عقیدہ و عمل کی بنیاد قرآن و حدیث ہونا چاہیئے کسی کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس فاسد اور رائے پر عمل کرے،

لیکن مشکل یہ ہے کہ ظن و تخمین کی بنیاد پر اختلافات رونما ہوئے تو فروعی مسائل میں چار مذاہب کو فروغ ملا، اصول دین یعنی عقائد میں بھی تین گروہ تیار ہو گیا، ماتریدی اشعری اور حنبلی، حنفی عقائد میں ماتریدی ہیں، شافعیہ اور مالکی اشعریت پر کاربند ہیں، حنبلی نہ ماتریدی ہیں نہ اشعری بلکہ ان کا عقیدہ ظاہر قرآن و حدیث کے مطابق ہے حنبلی اصحاب اتباع قرآن و سنت میں پوری امت میں ممتاز ہیں، وہ نہ فروع میں تقلید اور بے بنیاد رائے و قیاس کے قائل ہیں نہ اصول عقائد میں کسی کے مقلد ہیں، اشعریت اور ماتریدیت سے مختلف مسائل میں ان کا اختلاف ہے تمام مسائل عقائد میں نہیں ہے

(1) ماتریدیت ابو منصور ماتریدی (ت ۳۳۳ھ) کی طرف منسوب ہے جنہوں نے مسائل عقائد میں ایک خاص طرز اختیار کیا اور بہت سے لوگ ان کے ان افکار کو ماننے لگے، ابو منصور ماتریدی اور امام ابو حنیفہ کے درمیان تین واسطے ہیں،

(2) امام ابوالحسن اشعری (۲۶۰ - ۳۳۵ھ) اشعریت کے بانی کہے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پرانے خیالات سے رجوع کر لیا تھا اور امام احمد کے ہم خیال ہو گئے تھے اور ظاہر قرآن و حدیث سے ماخوذ عقائد پر ان کا ایمان تھا، دس واسطوں سے حضرت ابو موسیٰ اشعری تک ان کا سلسلہ نسب پہونچتا ہے،

خراسان و عراق وغیرہ میں اشعری عقائد کا رواج ہوا اور ہندوستان اور ماوراء النہر میں ماتریدیت کے قائل پائے جاتے ہیں، ان دونوں گروہوں میں بارہ مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے باقی سب مسائل میں متفق ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقائد کے سلسلے میں اسلاف کرام اور محققین محدثین۔ اہلحدیث کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ نہ اپنے کو ماتریدی کہتے ہیں نہ اشعری بتلاتے ہیں نہ حنبلی ٹھہراتے ہیں وہ فقط متبع سنت کہلانا پسند کرتے ہیں، جو بات قرآن و حدیث میں آئی ہے اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کی تصدیق کرتے ہیں خواہ وہ کسی کے موافق ہو یا مخالف، یہی طریقہ قدیم سے سلف صالحین کا آج تک رہا ہے کہ وہ سوائے اتباع سنت کے کسی طرف انتساب پسند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ حنبلی کہلانا بھی پسند نہیں کرتے تھے باوجودیکہ امام احمد بن حنبل اتباع سنت میں تمام ائمہ مجتہدین میں ممتاز تھے اور متفقہ طور پر امام اہل سنت مانے گئے، ہر وہ مسلمان جو یہ پسند کرتا ہے کہ نرا اللہ کا بندہ اور رسول کا امتی اور متنذی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام نسبتوں سے آزاد ہو کر صرف محمدی بن جائے،

علم عقائد کو علماء اسلام نے اشرف علوم لکھا ہے کیونکہ اس سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے، یہ تمام اعمال کا سرچشمہ بنتا ہے وہ غیبی علوم جو انسانی دسترس سے باہر ہیں، اس سے ہمیں ان کا علم حاصل ہوتا ہے، آیات و احادیث قطعیہ اس کی دلیلیں ہیں۔

علم عقائد پر نئی پرانی چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں موجود ہیں لیکن اکثر کتابیں مذاہب اربعہ کے مقلدین کی ہیں، انہوں نے عقائد کو اپنے اپنے انداز پر بیان کیا ہے، عقلی دلیلوں کو عقیدہ کے نفی و اثبات میں اہم تر تسلیم کیا ہے اگر کہیں کسی حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے تو اس کی صحت و ضعف کی جانچ نہیں کی ہے آیات سے استدلال کیا ہے تو کہیں جمہور مفسرین کے خلاف استنباط کیا ہے، اس طرح کی مدون کتابیں ان کا کتب علم کلام کہلاتی ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ہر مخالف عقیدہ پر کلام کیا ہے اور اس میں کافی دراز نفسی کی ہے، شرح مواقف، عقائد نسفی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں کیا کچھ نہیں ہے ان کے بے شمار مسائل قرآن وحدیث کے صریح نصوص کے مخالف ہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء اہلحدیث ان پر اعتماد کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

عقائد کے باب میں وہی کتابیں معتمد ہیں جن کی دلیلیں آیات بینات اور احادیث صحیحہ ہوں اور جنہیں محققین محدثین نے تالیف فرمائی ہے، جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن القیم کی کتابیں یا صابونی و سفارینی وغیرہما کی عقائد کی کتابیں، ان کتابوں میں عقائد کا بیان قرآن وحدیث سے ہوا ہے اس میں رائے اور قیاس کی آمیزش نہیں ہوئی ہے، انواع شرک اور اقسام بدعت کی بھی خوب سے خوب توضیح وتردید کی گئی ہے، حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیا گیا ہے، کفر والحاد کو واضح کر دیا گیا ہے، مسئلہ توحید اور صفات الٰہی میں ان حضرات کی مستقل کتابیں بھی موجود ہیں،

زیر نظر رسالہ میں معتمد علیہ کتابوں کے طرز پر عقائد اسلام کو بیان کیا جائے گا، اس میں ہر مسئلہ دلیل قرآن وحدیث سے مدلل ہوگا، کوشش یہ ہوگی کہ دسیوں دلائل میں سے چند دلیلوں کا انتخاب کر لیا جائے کیونکہ ارادہ مختصر کتاب کی تالیف کا ہے جس عقیدہ میں اتفاقاً کہیں اہل علم کا اختلاف ہوا ہے وہاں راجح قول یعنی ظاہر کتاب وسنت کے موافق کو بیان کیا گیا ہے، اس کتاب میں سلف صالحین یعنی صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے عقائد کو پیش کیا گیا ہے کیونکہ انہیں کا سمجھا ہوا مستفتہ عقیدہ صحیح عقیدہ ہے، انہیں کے عقائد پر چل کر ہدایت مل سکتی ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باب اول

ربّ العالمین کی معرفت

معرفتِ الٰہی

اصحاب حدیث۔ اللہ ان کے مردوں پر رحم فرمائے اور زندوں کو محفوظ رکھے کا عقیدہ ہے کہ اللہ پاک ایک ہے رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں اس میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اللہ کے لئے جو صفات قرآن میں آئے ہیں یا رسول اللہ نے بیان فرمائے ہیں وہ سب اللہ کے لئے ثابت ہیں وہ صفتیں ایسی نہیں ہیں جیسے کسی مخلوق کی ہوتی ہیں، مثال کے طور پر اللہ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنے ہاتھ سے کی فرمایا:

يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص: ۷۵)	اے ابلیس تجھے کس شے نے باز رکھا کہ اس کی سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

اس جگہ اگر ید (ہاتھ) کے معنی قدرت وقوت ٹھہرایا جائے تو یہ قرآن میں تحریف ہوگی یہ تحریف معتزلہ اور جہمیہ نے کی ہے، اہل سنت اس لفظ کو بلا تشبیہ تعطیل اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاویل استعمال کرتے ہیں اس کی کوئی کیفیت نہیں بیان کرتے، کسی شخص کو اپنی کیفیت تو معلوم ہی نہیں کہ اس کی فلاں صفت کی کیفیت و ماہیت کیا ہے خالق کی کیفیت بھلا کیسے معلوم ہو سکتی ہے،

قرآن کریم اور صحیح احادیث میں رب پاک کے لئے جو الفاظ آئے ہیں اہلحدیث جوں کا توں انہیں اپنی بول چال میں استعمال کرتے ہیں۔ اس میں اگر بظاہر کوئی تشبیہ تمثیل نکلتی ہے تو نکلا کرے وہ اس کا علاج اس آیت سے کرتے ہیں،

لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر (الشوری: ۱۱) — اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے،

اس ایک جملہ نے سارے اگلے پچھلے جھگڑوں کو چکا دیا ہے، اصحاب حدیث کا اعتقاد جس طرح اس ایک صفت ید (ہاتھ) کے بارے میں ہے ان کا ایسا ہی اعتقاد ہر صفت حق کے بارے میں ہے خواہ وہ صفات قرآن کریم میں مذکور ہوں، خواہ حدیث نبوی میں بیان ہوئے ہوں سب کو ظاہر الفاظ پر تسلیم کرتے ہیں وہ ظاہر لفظ کے مطابق صفات کا اعتقاد رکھتے ہیں لفظ و معنی بدلنے کو تحریف تبدیل اور تاویل جانتے ہیں اور تاویل کو تکذیب کا شاخسانہ سمجھتے ہیں، کسی صفت کو مخلوق کی صفت کی طرح نہیں جانتے، بغیر کمی بیشی اضافت اور کیفیت کے سب پر یکساں ایمان لاتے ہیں، حدیث یا نص کے لفظ کے شرعی اور لغوی عرف و معنی کو ختم کرنا ناپسند کرتے ہیں،

اگر تاویل کا دروازہ ہی کھول دیا جائے تو پھر کس کی تاویل کو مانا جائے، ہر کس و ناکس تاویل کر رہا ہے ہر شخص ایک نیا مفہوم و مطلب پیش کر رہا ہے آخر ایک کو قبول کریں دوسرے کو چھوڑ دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے، ہر ایک عالم ہے کوئی جاہل ہے تو نہیں گویا تاویل کا دروازہ کھولنا حیرانی کا دروازہ کھولنا ہے اور ضلالت میں پھنسنا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے بہتر یہی ہے کہ ظاہر لفظ پر اعتقاد ہو اور کیفیت اللہ کو سونپ دیا جائے اور یہ خیال ہو،

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ — اس کا علم صرف اللہ کو ہے،

(آل عمران : ۷)

یہی کمال علم کی دلیل ہے اور عالم و دانشور کا شیوہ یہی ہے رب پاک نے راسخین فی العلم کا شیوہ بتلایا کہ کہتے ہیں "اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (ہم اس قرآن، پر ایمان لائے کل ہمارے رب کی طرف سے ہے) رب پاک نے ان کے اس جذبۂ تسلیم و رضا کی تعریف کی اور انہیں دانشور بتلایا "وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ" (آل عمران ۷) نصیحت صرف اصحاب دانش ہی قبول کرتے ہیں)

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ تاویل کرنے والے نہ علم میں رسوخ رکھتے ہیں نہ وہ عقل و شعور ہی کے مالک ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اس کی تاویل نہیں جانتا تو پھر تاویل کرنا حماقت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ سوال یہ ہے کہ کیا تاویل کرنے والوں کی تاویل اللہ کو معلوم نہیں تھی کہ مولین اللہ کو یہ تاویل بتانے چلے ہیں، نیز کلام پاک کا اعجاز تسلیم شدہ حقیقت ہے تاویل کرنے والوں کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو یہ قدرت حاصل نہ تھی کہ صفات الٰہی کا بیان ایسی عبارت سے کرتا جس میں تشبیہ و تجسیم کی خلل اندازی نہ ہوتی، اب وہ ایسی صلاحیت اور قدرت بیان لے کر آئے ہیں اور نیز یہی الفاظ میں صفات الٰہی کی تفصیل پیش کر رہے ہیں، العیاذ باللہ،

تاویل سے تو یہ بھی لازم آتا ہے کہ اللہ عاجز ہے اور اس کی مخلوق قادر ہے رب پاک نے اپنی صفات میں ایسے الفاظ استعمال کئے جن کا ظاہر و باطن کفر و الحاد ہے اور یاران تاویل نے وہ الفاظ تراشے ہیں جن کا ظاہر و باطن سراپا تنزیہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے یہ کلمات اسی شخص کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کو اقرار حشر و نشر نہ ہو کسی مومن کی زبان سے ایسی بات نہیں نکل سکتی،

وجودِ باری اصحاب الحدیث اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اس جہانِ فانی کا بنانے والا ایک ہے، اس کو اللہ کہتے ہیں وہ سب سے اول ہے اور یہ عالم حادث ہے،

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (اعراف: ۵۴)
بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا،

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ (زمر: ۶۲)
اللہ ہر شے کا خالق ہے،

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ابراہیم: ۱۰)
کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کے بارے میں شک ہے،

قرآن مجید میں تقریباً پانچ سو آیتیں ایسی ہیں جو وجودِ باری کی دلیل ہیں دہریوں کے سوا سارے جہان کے ذی علم ایک خالق کے قائل ہیں اور دنیا کو حادث جانتے ہیں جس کا یہ خیال ہو کہ عالم قدیم ہے وہ کافر ہے اثبات صانع کے لئے یاروں نے صدہا عقلی دلیلیں تراشی ہیں لیکن قرآنی دلائل کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، خالق کو قرآن و حدیث سے پہچاننے کے بجائے حکمت یونان سے پہچاننا ایمان کی سلامتی کی دلیل نہیں ہے، امام غزالی نے بجا فرمایا ہے، فی فطرۃ الانسان وشواھد القرآن ما یغنی عن اقامۃ البرھان (انسان کی فطرت اور قرآن کی شہادتوں میں جو کچھ ہے اس کے بعد دلیل لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

ملا علی قاری نے لکھا ہے لفظ "قدیم" اسماء حسنیٰ میں سے نہیں ہے اکثر سلف نے اس لفظ سے انکار کیا ہے بعض خلف مثلاً ابن حزم رحمہ اللہ بھی اس کے منکر ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شریعت میں "قدیم" کی جگہ پر "اول" آیا ہے جو "قدیم" سے بہتر ہے، آخر ہمیں ان الفاظ کو چھوڑ کر جنہیں اللہ نے اپنے اسماء کے لئے استعمال کیا ہے دوسرے الفاظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے، متکلمین بھی عجیب ہیں یہ لوگ قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں یا جنہیں رسول اللہ نے بتلائے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور انسانی بول چال کے بے معنی الفاظ کا اطلاق اللہ پر کرتے ہیں، مثلاً اللہ کی تعریف میں یہ لکھتے ہیں کہ وہ نہ عرض ہے نہ جوہر ہے نہ جسم ہے نہ کسی چیز کے اندر ہے نہ کسی جہت میں ہے نہ متحرک ہے نہ نازل ہے نہ داخل عالم ہے نہ خارج ہے، اس کے برعکس اللہ نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے،

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ	کہہ دو وہ اللہ ہے، اکیلا بے نیاز اللہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ	اس نے نہ جنا نہ جنا گیا، کوئی اس کا
كُفُوًا اَحَدٌ (اخلاص)	ہمسر نہیں،

اس سورت اور مذکورہ متکلمین کی تعریف میں اب اگر کوئی زیرک موازنہ کرے تو اسے حقیقت کا اندازہ ہوگا اور اسے دونوں تعریفوں کا فرق معلوم ہو جائے گا وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ متکلمین کی تعریف اور ان کی عبارت بالکل لغو اور مہمل ہے اور مذکورہ تعریف زبانی یعنی مذکورہ سورت جو وحی منزل ہے اس کے ہر لفظ کے اندر بہت سے معانی اور مطالب ہیں اور متکلمین کی تعریف میں ہرزہ سرائی کے سوا اور کچھ نہیں ہے،

قدیم کی طرح ایک لفظ "واجب الوجود" ہے، قرآن وحدیث میں اس لفظ کی جگہ اللہ نے اپنے لئے "آخر" استعمال کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ذات باری ہمیشہ باقی رہے گی، جس بات کی وضاحت متکلمین "واجب الوجود" سے کرنا چاہتے ہیں رب پاک نے "آخر" سے کی ہے، پھر ہم ایک "سنی" لفظ چھوڑ کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"بدعی" لفظ کیوں استعمال کریں، قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام آئے ہیں، یہ اس کے مشہور اسماء ہیں، ان کے سوا اور بھی الفاظ مدح قرآن وحدیث میں آئے ہیں جیسے ماہد، منشی، زارع جو الفاظ زبانِ رسالت یا فرمان باری میں مذکور ہیں ہمیں انہیں الفاظ کو ثنائے رب میں استعمال کرنا بہتر ہے، ان منصوص الفاظ کو بدلنا قطعاً درست نہیں، اسی طرح قرآن وحدیث میں غیر وارد الفاظ کو ثنائے رب میں استعمال کرنا ناجائز سمجھنا چاہیئے خواہ ان کے معنی درست ہی کیوں نہ ہوں، جیسے اول آخر اور اللہ کی جگہ واجب الوجود اور خدا کا استعمال،

صفات باری: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، وہ سب سے بڑا ہے وہ معدوم نہیں ہو سکتا، جتنی صفاتِ کمال ہیں خواہ ذاتی ہوں یا فعلی وہ سب سے متصف ہے جیسے علم، قدرت، حیات، سمع، بصر، ارادہ تکوین، کلام، رزق رسانی، تخلیق وغیرہ اور جتنی صفات نقص ہیں وہ ان سب سے پاک ہے جیسے عجز، جہل، کذب، کوری، کرنی، ظلم، موت،

خالق: تمام مخلوق کو اسی نے پیدا کیا، جب خلق نہ تھی تب بھی وہ ازل میں خالق تھا جو کچھ عالم ملک وملکوت میں ہے اور عالم لاہوت وناسوت میں جو چیزیں موجود ہیں سب کو اسی نے پیدا کیا وہی سب کا خالق ہے سبھی اس کی مخلوق ہیں انسان، جن، ملائکہ، شیاطین سبھی کو اسی نے پیدا کیا،

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (زمر: ۶۲) ہر شی کا خالق اللہ ہے،

خلق کہتے ہیں فعل، تکوین، ایجاد، احداث، اختراع اور ابداع وغیرہ کو، مختصراً خلق نام ہے معدوم کو وجود میں لانے کا، یہ رب پاک کی ازلی صفت ہے،

علم: تمام کا علم اللہ کو ہے وہ زمین کی تہ سے آسمان کی چوٹی تک کی تمام موجودات، معدومات، ممکنات، مستحیلات، جزئیات اور کلیات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کو جانتا ہے، زمین و آسمان کے ذرے ذرے چیونٹی کی چال اور اندھیری رات میں بھوس پتھر پر ذرہ کی حرکت کا بھی اسے علم ہے،

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْر (ملک: ۱۴)	کیا وہ نہیں جانتا ہے جو باریک بیں خبردار ہے،
وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (انعام: ۵۹)	اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں صرف وہی انہیں جانتا ہے وہ بحر و بر کی ساری چیزیں جانتا ہے کوئی پتہ بھی گرے وہ اس کو بھی جانتا ہے، زمین کی تاریکیوں خشک و تر میں ایک دانہ بھی ہو،
وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ: ۲۵۵)	وہ اس کے کسی علم کا کلی ادراک نہیں کر سکتے مگر صرف اتنا جتنا وہ چاہے،
اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ (النساء ۱۶۶)	اسے اپنے علم سے اتارا،
اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ (فصلت ۴۷)	قیامت کا علم اسی کے پاس ہے،
رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (اعراف ۸۹)	ہمارا رب ہر شی کو اپنے علم سے احاطہ کئے ہے
اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ (الاحقاف ۲۳)	یقیناً علم اللہ کے پاس ہے،

موسیٰ علیہ السلام نے جب کہا کہ میں بڑا عالم ہوں تو اللہ نے ان پر عتاب کیا کہ علم اللہ کے سپرد کیوں نہ کیا (بخاری، ابی بن کعب) امام بخاری نے حدیث استخارہ میں جابر سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں انی استخیرک بعلمک ہم تیرے علم کا استخارہ کرتے ہیں اور امام بیہقی نے مرفوعاً روایت کی ہے جس میں اللہ کے علم غیب کا ذکر ہے اللھم بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق، اے اللہ تیرے علم غیب قدرت خلق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں ہے، دہریہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی ذات کو نہیں جانتا ہے لیکن رب پاک نے فرمایا:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (انعام: ۱۰۱) — وہ ہر شے کو جانتا ہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (طلاق: ۱۲) — اور اللہ کو ہر شے کا مکمل علم ہے،

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ: ۲۵۵) — لوگ اس کے کسی علم کا ادراک صرف اتنا کر سکتے ہیں جتنا وہ چاہے،

فلاسفہ اور دہریہ کی کفریہ باتیں ان کو کافر قرار دیتی ہیں،

صفت علم رب پاک کی تمام صفات سے برتر ہے، یہ صفت رب پاک کی ازلی صفت ہے،

قدرت: ساری ممکنات پر وہ قادر ہے اس کی قدرت کاملہ سے کوئی شے خارج نہیں ہے اس ازلی صفت کا اثر مقدورات میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب قادر ان پر اپنی قدرت ظہور فرمائے، قادر کے یہ معنی ہیں کہ چاہے وہ ایجاد عالم کرے یا نہ کرے بہرحال وہ قادر ہے؛

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ: ۲۰) — اللہ ہر چیز پر قادر ہے،

بَلٰى قَادِرِينَ عَلٰى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ (۴: قیامۃ) — یقیناً ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیاں برابر کر دیں،

حدیث عثمان میں مرفوعاً آیا ہے،

اَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ (مسلم) — میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ۔

ومن علم انی ذو قدرۃ فاستغفرنی غفرت لہٗ بقدرتی (بیہقی)	جس نے مجھے صاحب قدرت جانا پھر مجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوا اپنی قدرت سے میں اسے بخش دوں گا ،

قدرت کو کسی جگہ قوت کے لفظ سے بھی ذکر کیا گیا ہے ،

مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً (قصص : ۷۸)	کون اس سے قوت میں زیادہ ہے ،
وَهُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (ذاریات : ۵۸)	وہ زبردست رزق رساں اور عظیم طاقت والا ہے ،

حدیث سجدہ میں آیا ہے :

شَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ	جس نے آنکھ اور کان کو پھاڑا اپنی طاقت و قوت سے ،

فلاسفہ کا یہ خیال کہ اللہ ایک سے زیادہ پر قادر نہیں ہے ، نظام کا یہ تصور کہ وہ جہل و قبح کی تخلیق پر قدرت نہیں رکھتا ہے ، مجنی کا یہ گمان کہ جو بندہ کرسکتا ہے وہ اللہ نہیں کرسکتا اور عام معتزلہ کا یہ وسوسہ کہ بندے کے نفس مقدور پر اسے قدرت نہیں ہے نہایت باطل اور غلط بات ہے ، بعض اہل علم کا یہ قول کہ اگر اللہ چاہے تو مثل جبریل علیہ السلام اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سیکڑوں بندے پیدا کرسکتا ہے غلط نہیں ہے اس لئے کہ قدرت اور چیز ہے اور تکوین اور بات ہے خود ماتریدیہ اس کے قائل ہیں ، قدرت کا مطلب یہ ہے کہ قادر سے مقدور کا صدور ممکن ہے یہ اور بات ہے کہ قادر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بالکل امکان کا وقوع بھی بالفعل ہوجائے اور تکوین کا مطلب یہ ہے کہ ممکن فی الحال موجود ہوجائے ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (یٰسٓ ۸۱)

کیا وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ انہیں کے مثل پیدا کردے، یقیناً! وہ تو خلاق اور جاننے والا ہے،

اس سے معلوم ہوا کہ قدرت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے نتیجے میں بالفعل مقدور کا خارج میں صدور بھی ہو، رب پاک نے رسول پاک کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اس لئے ان کا مثیل پیدا نہیں ہو سکتا البتہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مثیل پیدا کر سکتا ہے،

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب: ۴۰)

لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں،

حدیث میں آیا ہے۔

وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

میرے ذریعہ سلسلۂ نبوت ختم کر دیا گیا ہے،

ارادہ: پوری کائنات اسی کے ارادہ سے وجود پذیر ہے، سارے حادثات کا وہی ایک مدبر ہے، قلیل کثیر، عسر یسیر، خیر و شر، نفع و ضرر، حلو مر ایمان و کفر، عرفان و نکران، فوز و خسران، نقصان و زیادتی، طاعت و عصیان، سب کچھ اسی کے ارادہ سے ہے، وہ جو چاہے وہ ہو جاتا ہے، جو نہ چاہے وہ نہ ہوگا،

حدیث رسول ہے:

ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن،

اللہ جو چاہے وہ ہوگا اور جو نہ چاہے وہ نہ ہوگا،

رب پاک کا ارشاد ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

رب العالمین کی مشیت ہی تمہاری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبُّ الْعَالَمِيْنَ، (تکویر: ۲۹)	مشیت ہے،
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ (القصص، ۵۶)	لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے
وَيَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ (فاطر، ۱)	مخلوق میں اللہ جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے،
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (بروج ۱۶)	جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ اسے بہت زیادہ کرتا ہے،

رسول اکرم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے گئے تو فرمایا:

لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ	کچھ حرج نہیں اگر اللہ نے چاہا تو سب بہتر ہوگا

مشیت و ارادہ ہم معنی ہیں فرمایا

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرہ ۲۵۳)	لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے،
وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (مائدہ - ۱)	اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے،
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ (النساء ۲۶)	اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے واضح کردے،
يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ	اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے،

ابوسعید کی روایت ہے:

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (مسلم)	جب اللہ کسی چیز کی تخلیق کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کوئی چیز روک نہیں سکتی،

حضرت معاویہ کی روایت ہے:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ،	اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں تفقہ عطا کرتا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمع بصر: سارے اصوات کے حروف اور کلمات کو وہ سنتا ہے، سارے جلوہ ہائے کائنات اس کی نگاہ میں ہیں یہ دیکھنا اور سننا رب پاک کی ازلی صفت ہے، کوئی مسموع اور دیکھی جانے والی چیز اس پر مخفی نہیں رہ سکتی، کوئی چیز خواہ کتنی ہی دور کتنی بھی سخت تاریکی میں ہو اور جس قدر بھی مخفی ہو وہ اللہ سے مخفی نہیں رہ سکتی، مسموعات اور مبصرات کے سلسلے میں اگر سمع و بصر سے مراد علم لیا جائے تو قرآن و حدیث میں تحریف کے مرادف ہوگا، ظاہر ہے جو دیکھنا اور سننا نہ ہو اسے سمیع و بصیر نہیں کہا جا سکتا،

سمع و بصر کے متعلق اللہ نے فرمایا:

وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (شوریٰ ۱۱) — وہ سننے اور دیکھنے والا ہے،

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (لقمان ۲۸) — بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے،

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا (مجادلہ ۱) — اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا،

اِنَّنِي مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى (طٰہٰ ۴۶) — میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں،

ام یحسبون انا لا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ (زخرف ۸۰) — کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے راز و سرگوشی کو سنتے نہیں ہیں،

رسول اکرم نے فرمایا:

تَدْعُوْنَ سَمِيعًا بَصِيرًا (بخاری، ابوموسیٰ) — تم سننے اور دیکھنے والے کو پکارتے رہو،

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ (بخاری و مسلم، عائشہ) — بے شک اللہ نے تمہاری قوم کی بات سن لی ہے،

وہ نرالا ہے: کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ: ۱۱) اس کی طرح کوئی شی نہیں ہے

وہ کسی شے کے مشابہ نہیں ہے جہمیہ الحدیثوں کو مشبہ کہتے ہیں حالانکہ وہ خود معطلہ ہیں۔ تشبیہ تو اسی وقت لازم آتی ہے جب کسی کو اللہ کے مثل یا اللہ کو کسی شے کے مثل مانا جائے، اہلحدیث سلف صالحین ایسا عقیدہ رکھنا کفر سمجھتے ہیں، امام ترمذی نے لکھا ہے کہ ان صفات کو ماننا تشبیہ نہیں ہے، تشبیہ یہ ہے کہ کہا جائے سمع کسمع و بصر کبصر، یہی حکم تمام صفات کا ہے کہ کسی ایک صفت میں بھی تشبیہ جائز نہیں،

وہ یکتا ہے۔ اللہ کا کوئی ضد نہیں ہے جو اس سے کسی بات میں جھگڑے،

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء: ۲۲) اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا دوسرے معبود ہوتے تو دونوں زمین و آسمان تباہ ہو جاتے

نہ کوئی ہمسر ہے: فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (بقرہ: ۲۲) اللہ کے بہت سے ہمسر نہ بناؤ،

ایک صحابی نے نبی اکرمؐ سے فرمایا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں،

آپ نے فرمایا: اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا، کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرا دیا،

مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ اللہ کا مدمقابل ہے نہ اس کے برابر ہے، امام شوکانی نے فرمایا: اثباتِ صفات میں ایسا مبالغہ جو تجسیم تک پہونچا دے اور نفی صفات میں ایسا غلو جس سے تعطیل لازم آئے افراط و تفریط ہے۔

سلف کا طریقہ فقط یہ تھا کہ جو کچھ اللہ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے اسے ثابت مانتے اور اپنی ذات سے جس کی نفی کی ہے اس کو منفی سمجھتے، ان کا قاعدہ کلیہ "لیس کمثلہ شئی" تھا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلیل وجود باری : وجوب وجود، استحقاق عبادت اور خلق و تدبیر میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے، وجود باری کی دلیل رب پاک کا یہ فرمان ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء: ۲۲) اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے معبود ہوتے تو وہ تباہ ہو جاتے، اس آیت کو برہان تمانع کہتے ہیں، یہ دلیل اس بات سے روکتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود ہو،

دلیل استحقاق عبادت : استحقاق عبادت کی دلیل یہ آیت ہے، وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (النساء ۳۶) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ،

حقیقت خلق : تیسری بات، خلق و تدبیر، کی صورت یہ ہے کہ ایجاد عالم میں اللہ کی تین صفتیں کارفرما ہیں، ایک صفت ابداع یعنی بغیر کسی مادہ کے کسی چیز کو عدم سے وجود بخشنا، رسول رحمت سے پوچھا گیا سب سے پہلے کیا چیز تھی آپ نے فرمایا اللہ تھا اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی، دوسری صفت خلق کی ہے یعنی کسی چیز کو چیز سے پیدا کرنا، مثلاً آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور جان کو آگ سے پیدا کیا گیا، تیسری صفت تدبیر کی ہے یعنی سارے جہان کا بندوبست رکھنا، انتظام کرنا جیسے ابر سے پانی برسانا، زمین سے غلہ میوہ پیدا کرنا، یا مثلاً ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو سرد کر دیا گیا اور ایوب علیہ السلام کے لئے ایسا چشمہ جاری ہوا جس سے ان کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں یا جیسے رب پاک نے سارے عرب و عجم کو دیکھ کر ناپسند فرمایا پھر رسول اکرم کو وحی بھیجی انہوں نے لوگوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں پہونچا دیا، ان تمام صفات کے ہوتے اور یہ تمام کارِ کائنات سنبھالنے کے بعد رب پاک کی ذات پاک کے سوا کون مستحق عبادت ہو سکتا ہے یقیناً کوئی اس کے سوا مستحق عبادت نہیں ہو سکتا،

عبادت نام ہے حد درجہ تعظیم بجالانے کا، یہ تعظیم صرف رب العالمین کے واسطے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیبا ہے ،

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (فاتحہ : ۴)
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے طلب گار رہیں ،

اللہ کے سوا کوئی نہ کسی بیمار کو شفا دے سکتا ہے نہ کسی کو رزق دے سکتا ہے نہ کوئی اس کے سوا کوئی بلا ٹال سکتا ہے نہ کوئی کسی کی مراد پوری کرسکتا ہے ،

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (شعراء ۸۰)
جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (ذاریات : ۵۸)
یقیناً اللہ ہی وہ ذات ہے جو رزق رساں ہے زبردست قوت کا مالک ہے۔

وَنَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ (انعام ۱۵۲)
ہم ہی تمہیں اور انہیں روزی دیتے ہیں ،

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (نمل ۶۲)
کون ہے جو پریشان حال کی دعائیں سنتا اور پریشانی دور کرتا ہے ،

دوسری آیت میں لفظ "رزاق" کے بعد جو یہ فرمایا کہ وہ قوت والا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کسی مخلوق کی پرورش اس کے دشمن سے کرا دیتا ہے، نمایاں مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے ، فرعون دشمن رسول نے ان کی پرورش کی ، رب پاک یہ چاروں کام ، شفا دینا ، روزی دینا ، مراد پوری کرنا ، بلا ٹالنا ، صرف لفظ کن ، ہو جا سے کرتا ہے ،

وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (بقرہ - ۱۱۷)
جب وہ کسی چیز کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اس کے لئے صرف کن، ہو جا، فرماتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے ،

یہاں لفظ "کن" سے مطلب یہی ہے کہ صرف یہی لفظ فرمایا جاتا ہے ، خلق و ایجاد کے لیئے یہ لفظ مجازاً نہیں استعمال فرمایا ہے کہ سارے کام کے انجام دینے کا ا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لفظ سے تعبیر فرمایا بلکہ صرف یہی لفظ رب پاک فرماتا ہے اور سب کچھ ہو جاتا ہے ،

فخر الاسلام بزدوی بھی اسی کے قائل ہیں نیز مذکورہ چاروں کام عام معروف اسباب کے تحت بھی انجام نہیں پاتے ، یعنی جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے بیمار کو شفا دی ، امیر نے لشکر کو رسد بانٹا ایسا بھی نہیں بلکہ چاروں کام محض لفظ "کن" سے انجام پا جاتے ہیں ۔

اللہ کا نہ کوئی وزیر ہے نہ پشت پناہ نہ اپنے غیر میں داخل ہے نہ وہ غیر سے مل کر مرکب ہے وہ ذات وصفت دونوں میں اکیلا و نرالا ہے ، نہ کوئی حادث اس کی ذات سے وابستہ ہے ، نہ اس کی ذات میں کسی طرح کا حدوث ہے اور جو حدوث نظر آتا ہے تو دراصل وہ صفات باری کا وہ اثر و تعلق ہے جو متعلق و موثر میں ہوتا ہے جب رب پاک کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے صفات کا اثر ظاہر ہو تو قضاء و قدر کے مطابق موثر و متعلق ظاہر ہو جاتا ہے بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ اثر و تعلق بھی حادث نہیں ہے ، حادث وہی موثر و متعلق ہے ، یہی وجہ ہے کہ اثر و تعلق کے احکام موثرات و متعلقات کے تفاوت کی بنا پر مختلف ہوتے ہیں اس کی ذات پاک و صفات ہر طرح کے حدوث و تجدد اور تغیر و تبدل سے پاک ہیں ، اس کی صفات جہل و کذب سے منزہ ہے ، اس کے وعد و وعید کبھی مختلف نہیں ہوتے ،

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (ق : ۲۹) میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی ،

محققین یہی کہتے ہیں مگر لوگ کہتے ہیں کہ وعید کی عدم تکمیل جائز ہے اس لئے کہ یہ فضل الٰہی ہے ،

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (سجدہ : ۴) اللہ عرش کے اوپر ہے ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ : ۵) یہ آیت قرآن کریم میں سات جگہ آئی ہے ، سلف نے اس کو محکم ٹھہرایا ہے تمام محدثین ائمہ مجتہدین ، علماء محققین اور راسخین فی العلم کا یہی عقیدہ ہے قدریہ معتزلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور جہمیہ استوا کا انکار کرتے ہیں، یہ لوگ قرآن میں تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہے،
ہیں "علی العرش" اور حدیث میں "فوق العرش" کے الفاظ نہیں کہ انہوں نے
ساتویں آسمان کے اوپر ہے اس کے باوجود رب پاک کے علم سمع اور بصر سے کوئی چیز
نہیں رہتی ہے، حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے زیادہ مرد وزن اور اطفال
شہری و دیہاتی موجود تھے، سب کے سامنے رسول رحمت نے انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر
اشارہ کیا تھا اللہ کو سب کے اوپر بتایا تھا، اثبات علو پر اعلام الموقعین میں قرآن کی
اٹھارہ دلیلیں مذکور ہیں کتاب الکافیہ الشافیہ میں ہے کہ اس کے مصنف
نے اس عقیدہ کے مخالفین سے مناظرہ و مباہلہ کرنا چاہا تھا مگر مخالف بھاگ گئے اور
اہل حق کے مقابلہ میں ہار گئے استشفاد الرجیح میں اس پاکیزہ عقیدہ، اللہ عرش کے
اوپر ہے، پر تفصیل سے دلیلیں مذکور ہیں، اس معاملہ میں سب سے عمدہ فیصلہ امام دار الہجرہ
مالک بن انس نے کیا ہے، کسی نے ان سے سوال کیا تھا انہوں نے اس کو جواب دیا،
الکیف غیر معلوم والاستواء غیر مجھول والایمان بہ واجب والسوال
عنہ بدعۃ، کیف معلوم نہیں، استوار مجہول نہیں، استوار پر ایمان لانا .....
واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، پھر سائل سے کہا مجھ کو ڈر لگتا ہے کہ
کہیں تو گمراہ نہ ہو پھر اس کو اپنے پاس سے نکلوا دیا،

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، استوار مجہول نہیں کیف قابل فہم نہیں استوار کا
اقرار ایمان ہے اور اس کا انکار کفر ہے، ابن مبارک نے فرمایا "نعرف ربنا فوق
سبع سمٰوات علی العرش استوی بائنا من خلقہ ولا نقول کما قالت
الجھمیۃ انہ ھاھنا" سات آسمانوں کے اوپر اپنے رب کو ہم پہچانتے ہیں،
وہ اپنی مخلوق سے جدا عرش پر مستوی ہے ہم ویسا نہیں کہیں گے جیسا کہ جہمیہ نے کہا ہے
کہ اللہ وہاں (زمین) پر ہے، ابن خزیمہ نے فرمایا، جو شخص عرش پر اللہ کے استوار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا انکار کرے وہ کافر ہے ، اس کا خون مباح ہے اس سے توبہ کرائیں گے اگر توبہ نہ کرے تو فی الفور اس کی گردن ماردی جائے گی اور اس کی لاش مزبلہ پر ڈال دیں گے تاکہ اس کی بدبو سے اہل اسلام اور معاہدین کو ایذا نہ پہونچے اس کا مال فے ہے کوئی مسلمان اس کا وارث نہیں ہوسکتا ، حدیث میں ہے لایرث المسلم الکافر (مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ہے) یہی قول تمام ائمہ سلف و محدثین کا ہے ،

رہ گئیں وہ آیتیں جو قرب و معیت پر دال ہیں تو ان پر بھی ظواہر الفاظ کے مطابق ایمان لانا واجب ہے اور ان کی کیفیت کا علم اللہ کے حوالہ کرنا چاہیئے اکثر مفسرین نے ان کو علم مدد اور نصرت پر محمول کیا ہے لیکن صحیح تو یہ ہے کہ ہمیں ان کی تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، ہمیں فقط ان کی تصدیق کرنی چاہیئے ، اور ان کی کیفیت خدا کو سونپنا چاہیئے یہی بہتر ہے ،

بعض علماء کا یہ کہنا کہ جن راسخین فی العلم کو اللہ نے علم لدنی دیا ہے وہ استوا و تفوق کی حقیقت کو جانتے ہیں ایک غیر قانونی آہنگ ہے کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک آیت شریف والراسخون فی العلم (علم میں ادراک تام رکھنے والے) کلام منقطع ہے اپنے ماقبل پر معطوف نہیں ہے ، صحابہ و تابعین کی جماعت کا یہی قول ہے اکثر نحویوں کا بھی یہی خیال ہے ، اخفش کسائی اور فراء اسی کے قائل ہیں اکثر مفسرین و محدثین بھی یہی کہتے ہیں سمعانی نے فرمایا علم راسخین کے قائل بہت تھوڑے ہیں ، ترجمان قرآن حبر امت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھا ہے کہ " واو " استیناف کے لئے ہے اس کے سوا آیت مذکورہ اہل زیغ و فتنہ کی ذم اور مفوضین علم الی اللہ کی مدح میں اتری ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا متشابہ کا معنی کسی کو معلوم نہیں اور جو معنی شناسی کا دعویٰ کرتا ہے وہ صاحب زیغ و فتنہ ہے لیکن جو ٹھوس علم رکھتے ہیں اور راہ حق پر گامزن ہیں ان کا یہ مقولہ ہے :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا — متشابہ پر ہمارا ایمان ہے کل اللہ کی طرف سے ہے،

حضرت انس، ابوامامہ، واثلہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول رحمت سے پوچھا کھا راسخین فی العلم کون سے لوگ ہیں، آپ نے فرمایا،

من برت یمینہ، وصدق لسانہ واستقام قلبہ، وعف بطنہ وفرجہ فذلک من الراسخین فی العلم (طبرانی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر)

جن کی قسم سچی ہو، زبان راست باز ہو، دل سلامت ہو، پیٹ پارسا اور شرم گاہ عفیف ہو، اس کا شمار راسخین فی العلم میں ہوگا،

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عالم ہو کر جھوٹی قسم کھاتا ہے یا دروغ گوئی کرتا ہے یا قلب سلیم نہیں رکھتا یا شکم دستر کو گناہ سے نہیں بچاتا ہے وہ راسخین فی العلم میں داخل نہیں ہے چاہے وہ کتنا ہی پڑھا لکھا ہو،

فلاسفہ اور معتزلہ کا خیال ہے کہ مسئلہ صفات باری تعالیٰ سے بڑا مشکل اور ناقابل فہم کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے انہوں نے سرے سے صفات کا انکار کر دیا، کرامیہ کہتے ہیں کہ صفات باری ازلی نہیں ہیں یہ زائل ہو جائیں گے، اشاعرہ کہتے ہیں کہ صفات الٰہی نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات،

قرآن وحدیث میں ایسی لایعنی بحث کا قطعاً ذکر نہیں، یہ سب بے کار کی بحثیں ہیں جو خواہ مخواہ عقیدہ کی عملی قوت کو تباہ کرتی ہیں، اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صفات ذات الٰہی سے زائد امور ہیں ان کا بھی یہ تصور لایعنی عجمی تصور ہے اور کتاب وسنت کے بیان کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے، بڑا درست فرمایا ہے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کہ ان تمام مباحث میں حق بات یہ ہے کہ نبی رحمت نے ان مباحث میں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ ایسے تعمق اور بحث وگفتگو پر روکا اور ڈانٹا ہے اسلئے کسی کو کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حق نہیں پہونچتا کہ جس بات سے آپ نے منع فرمایا ہے اسے چھیڑے۔

جہمیہ کا یہ کہنا کہ اللہ اپنی ذات سے ہر جگہ موجود ہے اس کی دلیل آیات معیت قرب اور نجویٰ وغیرہ ہیں اور یہ آیتیں استوا کی محکم آیتوں کے خلاف نظر آتی ہیں، اس سلسلے میں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم نبوت صلے اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سبھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ اس جہاں سے الگ تھلگ اپنی مخلوق سے جدا عرش پر رونق افروز ہے، ہمیں معیت اور تباین کی آیتوں کے درمیان اختلاف سے کیا غرض، آخر جس ذات برتر وبالا نے یہ فرمایا کہ وہ احسان وصبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اسی نے تو یہ فرمایا ہے کہ وہ بالائے عرش ہے اب ہمیں یہ کیسے حق پہونچتا ہے کہ کہیں معیت اور علو میں تضاد ہے، ہمیں اپنے فہم ونظر کو قصوروار ٹھہرانا چاہیئے کہ اس ذات عظیم کے متعلق فیصلہ کرنے بیٹھیں اور معیت اور استواوالی آیتوں میں تعارض دکھلائیں، ارباب دانش وبینش کے نزدیک ہر آیت کا اپنا موقع ومحل ہے،

صفت نزول الٰہی :

اصحاب حدیث نے جس طرح استوار کو ثابت مانا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت نزول کو بھی تسلیم کیا ہے یعنی وہ ہر رات آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے، یہ نزول مخلوق کے نزول کے مشابہ نہیں ہے، اس نزول کی کیفیت وتمثیل ان کے نزدیک مسلم ہے نزول کے سلسلے میں جو صحیح حدیثیں نبی رحمت سے مذکور ہیں انہیں ان کے ظاہری معنیٰ کے ساتھ اصحاب حدیث مانتے ہیں اور اس کا علم کیف اللہ کو سونپتے ہیں، اسحق بن راہویہ سے امیر عبداللہ بن طاہر نے کہا اے ابو یعقوب حدیث میں آیا ہے ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا، ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر آتا ہے، بتائیے یہ نزول کیسا ہے انہوں نے کہا :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعز اللہ الامیر لا یقال لأمر الرب کیف انما ینزل بلا کیف ، اللہ امیر کو عزت بخشے ، اللہ کے معاملہ میں چوں و چرا نہیں کیا جاتا وہ بغیر کیف کے نازل ہوتا ہے ،

ابن مبارک سے کسی نے اس نزول کی کیفیت پوچھی انہوں نے فرمایا ، ینزل کیف یشاء (اللہ جیسے چاہتا ہے اترتا ہے) پھر کہا اذا جاءک الحدیث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخضع لہ (جب نبی کریم کی کوئی حدیث تم تک پہونچے تو اس کے آگے جھک جاؤ) حدیث نزول صحیحین میں آئی ہے ، اس مسئلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی ایک مستقل کتاب ہے نزول رب کے مسئلہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں : اذا مضی نصف اللیل او ثلثاہ ینزل اللہ الی السماء الدنیا جب آدھی رات یا دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے ، صابونی نے حدیث کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے پھر لکھا ہے کہ اخبار نزول کو علماء حجاز و عراق نے اپنی سند سے ثابت کیا ہے ، ابن خزیمہ نے کہا ہے " نزول رب کے سلسلے میں وارد احادیث کے مشتملات پر یقین قلب اقرار لسان اور کامل استیقان کے ساتھ ہم گواہ ہیں ہم کیفیت بیان نہیں کرتے کیونکہ رسول اکرم نے ہم کو صرف نزول رب کی خبر دی ہے کیفیت نزول کی خبر نہیں دی ہے ،

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرفہ کے روز فرمایا " آج وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرے گا ، اسی طرح نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر نزول رب کا ذکر آتا ہے ،

صابونی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب احادیث نزول ثابت ہو گئیں تو اہل سنت اصحاب حدیث نے بغیر تشبیہ کے ان حدیثوں کو قبول کیا ان کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ کی کوئی صفت بھی مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہے ، صفت کا مسئلہ ذات سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

متعلق ہے جس طرح ذات رب یکتا و بے مثال ہے یہی حال اس کی صفت کا ہے ، رب پاک خواہ عرش سے آسمان دنیا پر آدے بہر حال وہ اللہ ہی ہے اور بندہ اگرچہ فرش سے بالائے آسمان چلا جائے بہر حال وہ بندہ رہے گا ، رسول اکرم نے معراج کی تو ان کی عبدیت اور کامل ہو گئی ،

کلام الٰہی : اصحاب حدیث کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ، کتاب ، وحی مستطاب اور تنزیل جلیل ہے مخلوق نہیں ہے ، جو اس کلام کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے ، مخلوق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب کا معنی اللہ کی طرف سے ہے اور لفظ رسول اکرم کا ہے ، یہ عقیدہ معتزلہ کا تھا ، اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ وہی کلام ہے جس کو جبریل علیہ السلام اللہ کی طرف سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے ، یہ کلام قرآن عربی زبان میں ہے ، بے علموں کی تعلیم کے لئے آیا ہے جاہلوں کو ڈراتا اور خوشخبری سناتا ہے ،

إِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ (شعراء ۹۵ - ۱۹۲)	یقیناً وہ - قرآن ، سارے جہان کے رب کا اتارا ہوا ہے اس کو روح امین جبریل ، لے کر تمہارے دل پر اترے ہیں تاکہ تم واضح عربی زبان میں ڈرانے والے ہو جاؤ ،

یہ وہی کلام الٰہی ہے جس کو رسول اللہ نے امت تک پہنچایا ہے ،

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ (مائدہ : ۶۷)	اے رسول جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اسے پہنچا دو ،

حدیث رسول میں آیا ہے .

اتمنعونی ان ابلغ کلام ربی	کیا تم مجھے اپنے رب کے کلام کی تبلیغ سے روکتے ہو ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کلام سینوں میں محفوظ ہے،

بَلْ هُوَ اٰيَاتٌۢ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (عنکبوت ۴۹)

بلکہ وہ قرآن۔ ایسی واضح آیتیں ہیں جو علماء کے سینوں میں ہیں،

یہ کلام زبانوں پر جاری ہے،

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ (قیامہ، ۱۸)

جب ہم اسے پڑھیں تو اس کے پڑھنے کے بعد پڑھو،

یہ کلام مصحفوں میں لکھا ہوا ہے،

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ (طور: ۲-۳)

قسم ہے لکھے ہوئے کتاب کی کھلی ہوئی جھلیوں میں،

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (واقعہ: ۷۷-۷۸)

یہ قرآن کریم ہے محفوظ کتاب میں،

رسول اکرم کے فرمان میں ہے،

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يسافر بالقرآن الى ارض العدو

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے کہ قرآن کو لے کر دشمن کے ملک میں سفر کیا جائے،

عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا،

حتى انظر فى كلام الله

یہاں تک کہ میں کلام اللہ میں دیکھ لوں،

عکرمہ مصحف کو ہاتھ میں لے کر کہتے هٰذا كلام ربى (یہ میرے رب کا کلام ہے) کانوں سے سنا گیا ہے یعنی انہیں الفاظ حروف اور اصوات کے ساتھ حتى يسمع كلام الله (یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے) اشعریہ اسی کے قائل ہیں ماتریدی کا یہ قول کہ اس آیت کے معنی ہیں (یہاں تک کہ وہ ایسی بات سن لیں جو رب پاک کو بتلائے) ظاہر قرآن کے خلاف ہے، ان کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفسِ کلام نہیں سنا بلکہ ایک آواز سنی جو کلام پر دلالت کرتی تھی، بہرحال قاری یا تلاوت کرنے والا قرآن کسی بھی طرح پڑھے تلاوت کرنے والا خواہ زبانی پڑھے یا لکھا ہوا پڑھے وہ کلام اللہ ہے ہرگز مخلوق نہیں ہے، خلق قرآن کا اعتقاد رکھنا صریح کفر ہے اکابر اہلحدیث جیسے ابن خزیمہ، ابوبکر اسماعیلی، ابن مہدی اور طبری وغیرہم کا یہی عقیدہ ہے، امام احمد بن حنبل امام اہلحدیث کی پکڑ دھکڑ اسی مسئلے پر ہوئی تھی، اگر امام احمد ثابت قدم نہ رہتے تو اہلحدیث کا مذہب دنیا سے جا چکا تھا مگر اللہ نے یہ مرتبہ گویا انہیں کے لئے رکھ چھوڑا تھا اسی مقبولیت کا اثر تھا کہ ان کے جنازہ مبارک میں آٹھ لاکھ آدمی شریک ہوئے، یہ عزت دنیا میں کسی بادشاہِ وقت کو بھی حاصل نہیں ہوئی تھی، بغداد میں ایک شخص بھی نہ بچا جس نے یہ سعادت حاصل نہ کی ہو، ان کے بعد یہ ہجوم شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے جنازہ میں ہوا، ایسا ہجوم پھر کسی دوسرے کے جنازہ میں نہ ہوا، امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے جو شخص یہ کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق (قرآن کو میرا پڑھنا مخلوق ہے) وہ جہمی ہے اور جو غیر مخلوق کہتا ہے وہ بدعتی ہے، طبری نے فرمایا یہی بات حق ہے اس میں کفایت وقناعت ہے یعنی قرآن کے یہ الفاظ جو ہماری زبان سے ادا ہوتے ہیں مخلوق نہیں ہیں بلکہ بعینہٖ وہی کلمات وعبارات ہیں جنہیں اللہ نے نازل کئے ہیں، اب اس سلسلہ میں یہ بحث کرنا کہ قرآن مخلوق ہے یا نہیں طریقۂ سنت کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں غور کرنا ہی بیجا ہے، لفظ ومعنی سب اللہ کی طرف سے ہیں، کلام الٰہی ایک صفت ہے اور سکوت وآفت کے منافی ہے، اس کلام میں اللہ نے امر ونہی کی ہے، احوالِ گذشتہ اور حال واستقبال کی اطلاع دی ہے، تمام آسمانی کتابیں اس صفت کلام کی تفصیل ہیں، اس کلام کا ثبوت خود کلام الٰہی سے ہے،

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (النسآء ۱۶۴) اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے ،

ما منکم من احد الا یکلمہ اللہ	تم میں کے ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت
یوم القیامۃ	کے دن کلام کرے گا ،

اہل کلام نے اگرچہ بشدومد اس بات کا انکار کیا ہے کہ اللہ کا کلام من جملہ حروف واصوات ہو لیکن علمار اہلحدیث نے کلام الٰہی کے لئے حرف وصوت تسلیم کیا ہے ، ان کی دلیل ابن مسعودؓ کی مرفوع روایت ہے ،

رسول رحمت نے فرمایا : جس نے اللہ کی کتاب کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں (رواہ ترمذی وصححہ) دوسری روایت ہے : میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے ، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے ،، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ،، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت حرف بہ حرف واضح ہوتی تھی ،، (ابو داؤد ، نسائی ، ترمذی وصححہ) اس طرح کی اور حدیثیں ہیں جن میں حروف کا ذکر آیا ہے ، صوت کا ذکر عبداللہ بن انس کی طویل حدیث میں حشر کے ذکر میں آیا ہے کہ ،، اللہ اہل محشر کو ایسی آواز سے پکارے گا جس کو دور والا ویسا ہی سنے گا جیسے نزدیک والا ،، (احمد) امام بخاری اس حدیث کو بطور تابع لائے ہیں ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ،، جب اللہ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو اس کی آواز آسمان والے اس طرح سنتے ہیں جیسے چکنے پتھر پر کوئی زنجیر گرتی ہو اس وقت وہ سب سجدہ میں گر پڑتے ہیں ،

ان احادیث کے سوا خود قرآن کریم میں اس کے لئے ،، قول ،، اور ،، کلمات ،، کا لفظ آیا ہے اور ظاہر ہے کہ کلمہ اور کلام حروف سے مرکب ہوتا ہے اور تلفظ کے وقت اس میں آواز موجود ہوتی ہے ، حنابلہ کے اس عقیدہ پر تفتازانی کا یہ کہنا کہ حرف وصوت کا عقیدہ بالکل لغو ہے ، بالکل نا انصافی ہے علمار اہلحدیث اور حنابلہ کا یہ عقیدہ تفتازانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ان جیسے یونانی فلسفہ کے اسیروں کے عقیدہ کیطرح بے دلیل نہیں ہے، مذکورہ قرآن وحدیث کی دلیلیں ایسی قوی اور صحیح ہیں کہ تفتازانی وغیرہ کی باتیں لائق توجہ نہیں مذکورہ دلیلیں اسی طرح صحیح اور قوی ہیں جس طرح نفس کلام اللہ کی ثبوت کی دلیلیں قوی و صحیح ہیں۔ جب دونوں باتوں کی دلیلیں یکساں ہیں پھر ایک دلیل کو ماننا دوسری کا انکار کرنا انصاف کا خون کرنا ہے، ہمارے نزدیک جو منکر حرف وصوت ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نفس کلام کا بھی انکار کر دے اور صاف صاف کہہ دے نہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے نہ کلام اس کی صفت ہے یہ جبابرۂ عقل دراصل اس خلجان میں پڑ گئے کہ معروف طریقۂ تکلم ہی رب پاک کا بھی طریقۂ تکلم ہے گویا انسانی صفت کلام کو ان کی عقل زبردستی اللہ کے لئے ثابت مان کر استحالہ پیدا کرتی ہے اور پھر اس طریقۂ کلام کو اللہ کے لئے ثابت نہیں مانتی ہے یہ ہے عقل کی کرشمہ سازی اور رسائی، یہ بیچارے یہ نہ سمجھے کہ تکلم کے لئے مخارج حروف وادوات صوت کا ہونا ضروری نہیں ہے، آخر سنگریزوں نے تسبیح کی تھی، زہر آلود بکری بول اٹھی تھی، درخت وپتھر نے سلام کیا تھا، جہنم ھل من مزید (کچھ اور ہے؟) کہے گی، یہ بھی تو معہود طریق تکلم کے خلاف ہے، پھر اگر قادر وقدیر بھی عام طریقۂ تکلم کے برخلاف گفتگو کرے تو اس میں مشکل کیا ہے اور لوگوں کو پریشانی کیوں ہو، اشعریہ اور ماتریدیہ کا وہ کلام نفسی جس کا وہ عقیدہ رکھتے ہیں قرآن وحدیث میں سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں،

بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں صفتِ کلام کے اثبات پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور صفت قول تکلم، اسماع، وعدم خلق قرآن، تلاوت ومتلو کا فرق اور کلام کے حروف واصوات ہونے کو کتاب وسنت سے بہت اچھے اور تحقیقی ڈھنگ میں ثابت کیا ہے اور کہیں طرز تاویل بھی اپنایا ہے، حسن العقیدہ میں ہے "قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ نے اس کلام کو رسول اکرم کی طرف وحی کی ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ (شوریٰ: ۵۱)

کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اس سے ہمکلام ہو سوائے وحی کے ذریعے یا پردے کے اوٹ سے یا رسول بھیجے اور اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے،

یہ ہے حقیقت وحی، وحی یوں ہوتی ہے کہ کوئی بات دل میں ڈال دی جائے یا خواب دکھلا دیا جائے یا غیب کی طرف توجہ کرنے کے وقت ضروری علم کا دل میں القا ہو جائے، وراء حجاب یہ ہے کہ ایک کلام سنا دیا جائے خارج میں اس کا قائل نظر نہ آئے، ارسال رسل خود ظاہر ہے،

صفت عزت:

رب کریم کی ایک صفت عزت ہے،

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (روم ۲۷) وہ باعزت باحکمت ہے،

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (احزاب ۲۵) اور اللہ قوی وباعزت ہے،

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء ۱۳۹) یقیناً تمام عزت اللہ کے لئے ہے،

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الصٰفٰت: ۱۸۰) پاک ہے تیرا رب عزت والا رب ان کی وصف بیانی سے،

وعزتك لا اسالك غيرها (بخاری ابوہریرہؓ) تیری عزت کی قسم اس کے سوا تجھ سے نہ مانگوں گا،

اعوذ بعزتك (بخاری ابن عباسؓ) تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں،

العز ازاری والکبریاء ردائی عزت میرا لباس اور کبریائی میری چادر ہے،

صفت جلال، مجد، جبروت، کبریا اور عظمت یہ ہم معنی الفاظ ہیں، قرآن کریم اور حدیث شریف میں ان کا ذکر کثرت سے آیا ہے،

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (رحمٰن ۷۸) جلال وعزت والا،

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین میں کبریائی اسی کی ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعزتی وجلالی وعظمتی (انس، بخاری) — میری عزت، جلال اور عظمت کی قسم،

سبحان ذی الجبروت والملکوت — جبروت اور بادشاہت والے کی پاکی بیان کرتے ہیں،

اہل الثناء والمجد (ابن عباس، مسلم) — تعریف اور مجد والا

حیات

امام بیہقی نے فرمایا ہے، صفات الہی کا ثبوت قرآن و حدیث دونوں سے ہے اللہ کی ایک صفت حیات ہے،

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (بقرہ: ۲۵۵) — وہ حی اور قیوم ہے،

هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (مومن ۶۵) — وہ حی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں،

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ (فرقان: ۵۸) — اس حی (زندہ) پر توکل کر جس پر موت نہیں آتی،

رسول رحمت نے فرمایا:

انت الحی الذی لایموت (بخاری، مسلم) — تو وہ زندہ ہے جو مرتا نہیں،

www.KitaboSunnat.com (ابن عباس)

وھو حی لا یموت بیدہ الخیر (بیہقی: عمر) — وہ زندہ ہے مرتا نہیں، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے،

یاحی یاقیوم برحمتك استغیث — اے حی و قیوم میں تیری رحمت کی مدد چاہتا ہوں،

www.KitaboSunnat.com

متفرق صفات اور قرآن و حدیث کا ان کے متعلق موقف:

ان صفات کے علاوہ بعض آیات اور اکثر احادیث میں دیگر بہت سی صفات کا ذکر ملتا ہے مثلاً:

ذات، نفس، شخص، سر، صورت، وجہ، عین، یدین، یمین، کف، مشیات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصابع، ساعد، ذراع، صدر، ساق، قدم، رجل، اور جنب وغیرہ اس طرح رحم، ظل اللہ، استوار، فوق، من فی السمار، رفع، عروج، صعود، معیت، مصافی دنو، قرب، اتیان، نزول، ہرولہ، وطار، وجہ، منفس، نقدیر نفس کا بھی ذکر قرآن وسنت میں موجود ہے، اللہ کے سامنے مصلی کا ہونا، ضحک، عجب، فرح تبشبش نظر، غیرت، ملال، استحیار، استہزار، خدلعیت، مکر، فراغ، تردد، فضل، رحمت محبت، رضا، سخط، غضب، عداوت، ولایت، اختیار، صبر، اعادۂ خلق، مصافحہ اطلاع، اشراف، عندیت، تقلیب قلوب، سبق کلمہ، شفاعت بالاذن کا بیان بھی کتاب وسنت کے اندر پایا جاتا ہے،

قرآن وحدیث میں ان صفات کی دلیلیں موجود ہیں، کتاب الجوائز والصلات میں ان کے تمام ادلہ مذکور ہیں۔

نسفی کا یہ فرمانا کہ اللہ محدِثِ عالم ہے اور وہ واحد، قدیم، حی، قادر، علیم، سمیع بصیر، شائی اور مرید ہے، بجا ہے قرآن وحدیث میں یہ ثابت ہے لیکن اس کے بعد جو یہ لکھا کہ اللہ نہ عرض ہے نہ جسم ہے نہ جوہر نہ مصور، نہ محدود نہ معدود، نہ متبعض، نہ متجزی نہ متناہی، نہ موصوف بماہیت، نہ موصوف بہ کیفیت، نہ وہ کسی جگہ متمکن ہے، نہ اس پر کوئی زمانہ جاری ہو سکتا ہے یہ بالکل غلط ہے اور فلاسفہ مجار کی عبارات والفاظ سے ماخوذ ہے اگر ان الفاظ کے معانی صحیح تسلیم کر لئے جائیں پھر بھی انہیں استعمال کرنا درست نہیں، قرآن وحدیث کے الفاظ ومعانی کافی وشافی ہیں، کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمان ان وحشیانہ الفاظ کو استعمال کریں، کتاب وسنت میں صفات الٰہی کے متعلق آمدہ تفصیلات، الفاظ اس کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ اللہ ورسول کا معجزنما کلام اور حکمار یونان، فلاسفہ نافرجام کا کلام ضلالت دونوں میں بڑا فرق ہے، ملت اسلام کے وہ ائمہ کلام ومتکلمین جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی وہ یہ کہہ گئے ہیں، علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلدین الاعراب والعجائز والصبیان (تم دیہاتیوں، بوڑھیوں اور بچوں کے ذہن پر جم جاؤ) امام الحرمین جوینی، امام رازی اور امام غزالی وغیرہم نے آخر عمر میں اس بات پر ندامت و خجالت ظاہر کی کہ ہم نے بے فائدہ عمر علم کلام میں برباد کر دی، اس علم سے معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی، اس سے صرف حیرت شکوک و شبہات کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، حق و سچائی صرف قرآن و حدیث کی واضح اور سیدھی سادی باتوں میں ہے، ہم اسی پر مر رہے ہیں، صفات الٰہی کی معرفت صرف قرآن و حدیث سے حاصل ہو سکتی ہے جس نے ان کی بات چھوڑ کر دوسرے کی سنی وہ گمراہ ہوا اور معطل عابد عدم اور ممثل عابد صنم ہو گیا، معطل اندھا ہے اور ممثل بے نور، اللہ کا دین غلو اور اباحیت، افراط اور تفریط کے درمیان ہے، سچ صرف اتنی بات ہے کہ صفات کا انکار نہ کیا جائے البتہ ان کی کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے، سلف کا مسلک اثبات بلا تشبیہ اور تنزیہ بلا تعطیل ہے اسی اعتقاد پر سارے ائمہ اسلام اور مجتہدین کرام گذرے ہیں جیسے مالک، ابو حنیفہ شافعی، ثوری، اوزاعی، ابن مبارک، امام احمد اور ابن راہویہ وغیرہم یہی اعتقاد مشائخ امجاد کا بھی تھا جیسے فضیل بن عیاض، ابوسلمان الدارانی اور سہل التستری وغیرہم ان ائمہ کا اصول دین میں باہم کوئی اختلاف نہ تھا، یہی عقیدہ سارے محدثین و محسنین کا ہے، تمام آسمانی کتابیں، ادیان رسل اور روئے زمین کے جملہ دانشور اسی کے قائل ہیں، مٹھی بھر معتزلہ اور جہمیہ فرعونیہ نے مسئلہ صفات کا انکار کیا ہے لیکن علماء عظام نے ان کے لتے لے ڈالے ہیں اور ان کے کھوٹے اور جھوٹے مسلک کا بھیجہ ادھیڑ ڈالا ہے، اثبات کمال کے لئے ہمارے لئے یہ آیت کافی ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (رحمٰن عرش پر مستوی ہے) نقص و زوال کی نفی کے لئے یہ آیت شافی ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (اس جیسی کوئی شے نہیں ہے) اگر اعتقاد اجمالی درکار ہے تو سورہ اخلاص کفایت کرتی ہے اور اگر اعتقاد تفصیلی مطلوب ہے تو قرآن کریم اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ رسول رحیم بس کرتی ہے، اگر ہم اللہ کو اسی طرح پہچانیں جس طرح اسے افلاطون ارسطو، بوعلی سینا اور ابن سبعین وغیرہم نے پہچانا ہے تو ہمیں پھر ایسی معرفت کی ضرورت کیا ہے، اس سے تو بلا معرفت رہنا بھلا ہے ہم ان کے بندے اور ان کی امت نہیں ہیں، ہمارے لئے ارشاد ربانی اور ہدایت نبوی کافی وشافی ہے، ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون (انہیں چھوڑ دو اپنی غور وخوض میں جھک ماریں) یہ بیچارے حکماء کیا اور ان کی عقل کیا ما التراب ورب الارباب (مٹی کہاں اور رب الارباب کہاں!!)

اسماء وصفات الٰہی کی بے مثالی:

شرح حسن العقیدہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے، نہ اس پر کوئی حاکم ہے وہی سب کا حاکم ہے، غیر کے واجب کرنے سے اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، جب وہ کوئی وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے اور یہ ایفائے عہد خود اس کے اپنے اوپر عائد کردہ ذمہ داری سے ہوتا ہے، اس کے تمام کام حکمت سے پُر ہوتے ہیں اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس کا نام ہی حکیم ہے جو اس کی حکمت کا عکاس ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے) اس کی مصلحت کا قاعدہ کلیہ ہے، اس کی ذات پاک پر کسی کا کوئی حق واجب نہیں ہے نہ وہ کسی اصلح خاص کا پابند ہے اگر ایسا ہوتا تو کسی کافر فقیر معذب فی النار کو پیدا نہ کرتا کیوں کہ اس کے لئے عدم وجود سے صالح تر ہے اللہ کے لئے کوئی امر قبیح نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے وہ سب حسن ہے، حدیث میں آیا ہے الخیر کلہ بیدیک والشر لیس الیک (تمام بھلائی تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے اور برائی کی تیری طرف نسبت نہیں ہو سکتی) اس کے فعل وحکم میں جور وظلم نہیں ہو سکتا اس نے ہر خلق وامر میں حکمت کی رعایت کی ہے وہ حکمت کی رعایت محض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس لئے نہیں کرتا کہ وہ اپنی ذات وصفات کو کامل کرنا چاہتا ہے یا اس سے کوئی حاجت وغرض وابستہ ہے اور حکمت کی رعایت نہ کرنے میں اس کے ساتھ ضعف وقبح وابستہ ہو جائے گا بلکہ حکمت کی رعایت اس بنا پر ہوتی ہے کہ اس میں انسانوں ملکوں اور مخلوقات کی بھلائی اور خیر پایا جاتا ہے اور مشیت ایزدی سے سمجھوں کو وہ خیر ملتا ہے، اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے عقل کی بساط کیا کہ کسی چیز کے حسن وقبح کو معلوم کر سکے یا ثواب وعقاب کا حکم لگا سکے، تمام امور میں حسن وقبح اللہ کے حکم وقضا سے ہوتا ہے، لوگوں کو جو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اتفاقاً اس کی مصلحت کبھی عقل میں آجاتی ہے اور ثواب وعقاب کی مناسبت معلوم ہو جاتی ہے کبھی وہ مصلحت فرمانِ رسالت سے معلوم ہو جاتی ہے کبھی بالکل نہیں معلوم ہوتی ذات واحد میں تمام صفات ایک ہی ہیں ان میں تکرار وتعدد کا دخل نہیں ہے اور تجدد وتعلق کے مطابق وہ لامتناہی ہیں بلکہ خود یہ تعلق وتاثیر بھی متعدد نہیں ہے، تعدد ہے تو موثرات ومتعلقات میں ہے تعلق اور تاثیر کے احکام اپنے نتائج کے اعتبار سے متفاوت ہوتے ہیں، یہ تفاوت موثرات اور متعلقات کے مطابق ہوتے ہیں، اللہ کی ذات حدوث تغیر اور تجدد سے پاک ہے،

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

اسمارِ الٰہی رؤیتِ باری

www.KitaboSunnat.com

اسمارِ الٰہی: اسمارِ الٰہی کا ثبوت قرآن وحدیث اور سلف امت کے اجماع سے ہے، رب پاک نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (اعراف: ۱۸۰)	اچھے نام اللہ کے لئے ہیں، اللہ کو انہیں ناموں سے پکارو،
اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (بنی اسرائیل: ۱۱۰)	تم اللہ کو پکارو یا رحمان کو پکارو تم جس کسی کو پکارو،
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل)	اچھے نام اسی کے لئے ہیں،
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (حشر: ۲۴)	وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا بنانے والا صورت گری کرنے والا اچھے نام اسی کے لئے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شوکانی نے فرمایا کہ یہ آیتیں اجمالی طور پر اسمارِ الٰہی پر مشتمل ہیں تفصیلاً نہیں، صاوی نے فرمایا نام سے مراد وہ الفاظ ہیں جو صرف ذات یا ذات وصفات دونوں پر دلالت کرتے ہیں، بیضاوی نے فرمایا کہ اسمار سے مراد الفاظ ہیں یا صفات ہیں، اللہ کا نام تمام ناموں پر اس لئے برتر اور اشرف ہے کہ یہ نام اچھے معانی تبلاتے ہیں،

حضرت حذیفہ کی حدیث ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب بستر پر جاتے تو فرماتے:

اللھم باسمک احیی وباسمک اموت (بخاری)

اے اللہ تیرے نام سے زندہ ہوتا ہوں اور تیرے ہی نام سے مرتا ہوں،

حدیث بطاقہ میں ہے

فلا یثقل مع اسم اللہ شیئ

اللہ کے نام کے برابر کوئی شے وزنی نہیں ہو سکتی،

اس طرح کی اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں،

اسمارِ الٰہی کے ثبوت پر علمارِ قرآن وحدیث کا اجماع ہے، اثباتِ اسمار پر ان کا کوئی مخالف نہیں ہے،

جب اسمارِ الٰہی کا ثبوت تینوں ذرائع سے ہو چکا تو جو کوئی غیر اللہ کو پکارتا ہے وہ مشرک ہے، کوئی فرشتوں اور شیطانوں کا نام جپتا ہے کوئی اولیارِ اللہ کا وظیفہ خواں ہے کوئی یا رسول اللہ کا نعرہ لگا رہا ہے، کسی کو اصحاب بدر کے ناموں کے ورد میں تقویٰ کا تصور ہے، کچھ لوگ تمام انبیار کے ناموں کی تسبیح پھیرتے ہیں لیکن یہ تمام اعمال خلاف شرع ہیں، اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا چاہیئے نہ کسی کا نام جپنا چاہیئے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے نام توقیفی ہیں: مشہور یہ ہے کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں یہی بات ٹھیک ہے، مگر بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ توقیف نہ اسماء میں ہے نہ صفات میں، معتزلہ اور کرامیہ کا کہنا ہے کہ جب کسی لفظ کا معنی اللہ کے حق میں ثابت ہو پھر عقل بھی اس کو تسلیم کرے تو اسے اللہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے، طیبی نے کہا کہ عجم نے اللہ کے ایسے نام رکھے ہیں جو شرع شریف میں نہیں آئے ہیں، لیکن ان ناموں کی صحت پر اتفاق ہے جیسے لفظ ایزد یا یزدان، یا خدا فارسی میں یا گاڈ انگریزی میں، یا نرنکار ہندی میں مگر غزالی وغیرہ محققین کا مختار مذہب یہ ہے کہ جب یہ سارے نام توقیفی ٹھہرے تو انہیں پر توقف کرنا چاہیئے دوسروں کے تراشیدہ ناموں سے احتراز کرنا چاہیئے، غزالی نے تو یہاں تک فرمایا کہ رسول اکرم کے جو نام آپ کے والدین نے نہیں رکھا ہے نہ خود آپ نے مقرر فرمایا ہے ہم کو وہ نام رکھنا بھی درست نہیں ہے، یہی حال بڑوں کے نام کا ہے، جب یہ بات مخلوق کے حق میں درست نہیں ہے تو اللہ کے حق میں بالاولی ممتنع ہے بلکہ اس پر اتفاق ہے کہ جس نام یا صفت سے نقص کا توہم ہو گو نفس میں وارد ہو اس کو بھی نہ بولنا چاہیئے، جیسے ماہر، زارع، خالق حالانکہ فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ہم بہترین بچھانے والے ہیں اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ یا ہم اگانے والے ہیں، فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى (انعام: ۹۶) دانا اور بیج کا پھاڑنے والا، قرآن میں مذکور ہے، اسی طرح ماکر دہنار سے بھی احتراز لازم ہے، اگرچہ مَكَرَ اللّٰهُ (عمران ۵۴) اللہ نے تدبیر کی، وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا (ذاریات: ۶۷) اور آسمان کو ہم نے بنایا بھی رب پاک نے فرمایا ہے، ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے حق میں انہیں اسماء و صفات کا اطلاق درست ہے جو شریعت میں آچکے ہیں جیسے اسماء حسنیٰ، اپنی طرف سے اللہ اور رسول کے لئے کوئی نام اور صفت تراشنا نہیں چاہیئے جیسا کہ دلائل الخیرات میں لفظ قندیل عرش اللہ وغیرہ آیا ہے کیونکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دونوں کے نام توقیفی ہیں، قیاسی نہیں، البتہ بعض اہل علم کے نزدیک ایسے نام و صفات کا اطلاق جائز ہے جن پر علمار امت نے اجماع کر لیا ہے جیسے لفظ ایزد خدا وغیرہ،

اسمار حسنیٰ کی تقسیم: حلیمی کا خیال ہے کہ اسمار حسنیٰ کی تقسیم پانچ طرح ہو سکتی ہے اور ان سے پانچ عقیدے ثابت ہوتے ہیں،

۱ - اثباتِ باری تعالیٰ، ان اسمار میں معطلہ کی تردید ہے جیسے حی، باقی، وارث وغیرہ ۲ - توحیدِ حق تعالیٰ، ان میں مشرکین کی تردید ہے، جیسے کافی، علی، قادر وغیرہ، ۳ - اللہ کی تنزیہ ان میں مشبہ کی تردید ہے، جیسے قدوس، مجید، محیط وغیرہ، ۴ - یہ اعتقاد کہ ہر موجود اللہ کا ہی ایجاد و اختراع کیا ہوا ہے ان میں علت و معلول کے قائلین کی تردید ہے جیسے، خالق، باری، مصور، قوی وغیرہ، ۵ - اس بات کا اعتقاد کہ سارے موجودات و مخترعات کا مدبر و متصرف وہی ایک اللہ ہے جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے جیسے قیوم، علیم، حکیم وغیرہ، ان میں طبائع، تدبیر کواکب و تدبیر ملائکہ کے قائلین کی تردید ہے، بیہقی نے فرمایا، اسمار الٰہی میں ایسے نام ہیں جو دو معنی بتلاتے ہیں اور دو یا دو سے زیادہ اقسام میں داخل ہوتے ہیں، سید محمد بن اسمٰعیل امیر نے اسمار الٰہی کے اطلاق کا ضابطہ یہ بیان کیا ہے ۱ - وہ نام جو دعا، ندا اور حاجت براری اور مشکل کشائی کے لئے پکارے جاتے ہیں جیسے یا غفور، یا رحیم، یا رزاق، یا حی، یا قیوم برحمتك استغیث، ۲ - وہ نام جو باب اخبار میں آتے ہیں جیسے اللہ مومن، اللہ متکلم، اس طرح پر ان کا بولنا درست ہے، دعا میں یہ اسمار نہیں بولے جاتے، مثلاً یوں نہیں کہا جاتا یا متکلم اغفرلی، یہی حال لفظ ماہد و زارع کا بھی ہے، یہ اسمار اگرچہ نصاً وارد ہیں لیکن انہیں اخبار سے دعا میں استعمال نہیں کر سکتے"۔ امام رازی کا خیال ہے کہ اسمار و صفات تین طرح پر ہیں، ایک وہ جو قطعاً ثابت ہیں، دوسرے وہ جو قطعاً ممنوع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں، تیسرے وہ جو کسی کیفیت کے ساتھ وابستہ ہیں، پہلی قسم میں وہ نام آتے ہیں جو مفرد اور مضاف دونوں طرح بولے جاتے ہیں جیسے قادر، قاہر، دوسرے یہ کہ کسی صفت رب یا اسم الٰہی کے ساتھ قبیح شے کا ذکر کیا جائے جیسے یہ کہا جائے خالق القردۃ،

تیسرے وہ نام ہیں جن کا اطلاق مفرد ادرست نہیں مگر مضافا درست ہے جیسے منشئ کہ منشی الخلق درست ہے مگر صرف منشئ کہنا درست نہیں، دوسری قسم کی توجیہہ کی صورت یہ ہے کہ بہت سے اسمار سمعًا وارد ہیں ان کا اطلاق جائز ہے اور اس کو مایلیق بہ پر محمول کریں گے، تیسری قسم وہ ہے کہ اسمار سمعًا آئے ہیں ان کا اطلاق درست ہے مگر اس پر قیاس کرنا یا اشتقاق کے ذریعے ان میں تصرف کرنا جائز نہیں جیسے "ومکر اللہ"، "ویستھزئ بھم"، ان دونوں فعلوں سے اشتقاق کرکے ماکر و مستھزی کہنا جائز نہیں ہے،

اہل علم کی ایک جماعت نے اسمار حسنیٰ کی شرح عربی، فارسی بلکہ اردو میں بھی لکھی ہے اس سلسلے میں بہترین بات وہ ہے جو بیہقی نے بحوالہ حلیمی کتاب الاسمار والصفات میں اور شوکانی نے شرح عدۃ میں یا مفسرین و محدثین نے متعلقہ آیات کی تفسیر اور احادیث کی تشریح میں لکھا ہے، انہوں نے اس آیت:

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اعراف - ۱۸۰)	جو لوگ اسمار الٰہی میں الحاد کرتے ہیں انہیں چھوڑ دو عنقریب انہیں اپنے کئے کا بدلہ مل جائے گا،

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو لوگ اللہ کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں حق و صواب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسمار حسنیٰ کے سوا دیگر نام تراشتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ اپنے کئے کی سزا پالیں گے یہ خود تراشیدہ نام وہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے لئے نہیں بتلائے جیسے یا سخی، یا رفیق وغیرہ اسی طرح یہ بھی الحاد میں داخل ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے لئے جوہر، جسم، عقل، علت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واجب الوجود، علۃ العلل اور اول الاوائل وغیرہ خود تراشیدہ الفاظ استعمال کئے جائیں، تھوڑی دیر اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ان کے معانی صحیح ہیں پھر بھی توقیف الٰہی ایسی خود تراشیدگی سے روکتی ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ اسماء الٰہی میں الحاد کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ اللہ کے ناموں کو غیر اللہ کے لئے بولا جائے جیسا کہ کفار نے کہا تھا کہ انہوں نے اپنے بتوں کے نام لات، عزیٰ اور منات، اللہ، عزیز، اور منان سے نکال کر ٹھہرائے تھے، مسیلمہ کذاب نے اپنا نام رحمن رکھا تھا، اسی قسم میں یہ بھی داخل ہے کہ بعینہٖ اسماء الٰہی کو کسی مخلوق کے لئے استعمال کیا جائے، جیسا کہ ہندو راجاؤں کو اَن داتا یعنی رازق کہتے ہیں، یہ وصف اللہ کے لئے ہے، اس وصف میں اللہ کے ساتھ کسی امیر اور رئیس کو غریب پرور اور خداوند نعمت کہنا درست نہیں اس لئے کہ یہ الفاظ رب اور ولی نعمت کا ترجمہ ہیں، دوسرے اللہ کا وہ نام رکھنا جو جائز نہیں جیسے ابو المسیح، ابو العزیز وغیرہ وغیرہ، نصاریٰ اسے اب، ابن اور روح القدس کہتے ہیں، کرامیہ اللہ کی تعبیر لفظ جسم سے کرنا جائز سمجھتے ہیں، معتزلہ اثنائے کلام میں لکھ جاتے ہیں کہ اگر اللہ ایسا کرتا تو سفیہ اور مستحق الذم ہوتا نعوذ باللہ، ان الفاظ میں نہایت درجہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے، ایسی بول چال، گفتگو اور باہمی تکلم سے رب پاک کی تنزیہ ضروری ہے، تیسرے یہ کہ بندہ اپنے رب کا ذکر ایسے لفظ سے کرے جس کے معنی نہیں جانتا ہے نہ اس کے مسمی کو پہچانتا ہے، شاید وہ مسمی ایسا ہو جو ذو الجلال کے وصف کے شایانِ شان نہ ہو، یہ تینوں قسمیں الحاد کی ہیں معلوم ہوا کہ جس لغت اور زبان کا کوئی شخص عالم و عارف نہ ہو اس لغت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ بولے خواہ وہ لفظ برا ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ یہ بات خلافِ توقیف ہے پس جو اسم و صفت شریعت میں وارد نہیں ہے اس کے اطلاق سے احتراز کرنا چاہیئے، اللہ کے اسماء حسنیٰ کیا کم ہیں کہ ان کو چھوڑ کر تیرے میرے نام رکھے ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پکارے جائیں،

اللہ کے ننانوے نام ان کا حصر و حفظ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو گن لیا یا سیکھ لیا یا یاد کر لیا وہ بہشت میں جائے گا، اللہ ایک ہے یکتائی کو دوست رکھتا ہے (بخاری مسلم) ترمذی نے ان ناموں کو نام بنام ذکر کیا ہے لفظ اللہ سے شروع کر کے لفظ صبور پر گنتی ختم کی ہے، یہ حدیث حسن ہے، حفاظ کی ایک جماعت نے ان اسماء کو اس روایت میں مدرج کہا ہے یعنی غیر مرفوع، مگر بعض طرق سے یہ نام مرفوعاً بھی آئے ہیں گو ان کی سند ضعیف ہے، بعض علماء نے ان اسماء کا تتبع خود قرآن کریم سے کیا ہے، کسی نے صرف ننانوے نام گنائے ہیں کسی نے ان سے کم و بیش نام گنائے ہیں، بخاری و مسلم کی مذکورہ حدیث میں لفظ "احصاھا" آیا ہے دوسری روایت میں لفظ "من حفظھا" آیا ہے، بخاری نے اس لفظ کی تفسیر لفظ احصاھا ٹھہرایا ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ احصاء کے معنی ہیں ان اسماء کے معانی پر عمل کرنا مثلاً جب رازق کہے تو اسی پر رزق کا اعتماد رہے کسی غیر سے آس نہ لگائے، بعض لوگ کہتے ہیں احصاء یہ ہے کہ اللہ کو تمام ناموں سے پکارا جائے صرف بعض ناموں سے ہی نہ پکارا جائے، کسی کا کہنا ہے کہ احصاء کا مطلب ہے اسماء الٰہی کو ازبر کرنا، مذکورہ لفظ کا مطلب خواہ کچھ بھی ہو جو ان اسماء کا محصی ہے یا حافظ یا ان پر عامل ہے وہ موعود بہ جنت ہے "اللھم ارزقنا" اگر یہ نام کسی کے نوک زبان پر نہ رہیں اسے یہ یاد نہ ہوں مگر وہ ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہتا ہے تو وہ بھی مستحق جنت ہے اس لئے کہ یہ سارے نام قرآن پاک میں مع شی زائد کے موجود ہیں، رہی یہ بات کہ اس حدیث سے حصر اسماء ثابت ہوتا ہے یا نہیں سو حدیث مذکور میں کوئی لفظ حصر نہیں بتلاتا ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اتنے ہی ناموں کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یاد کرنے اور ان کے دلالات پر عمل کرنے سے جنت مل جاتی ہے دوسرے لفظوں میں جنت حصرِ اسمار کی وجہ سے نہیں ملے گی بلکہ صرف مذکورہ شمار کے اسمار کی یاد اور ان پر عمل سے جنت مل جاتی ہے عدم حصر کی تقویت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے رسول اکرم نے فرمایا "اسألك بكل اسم سميت به نفسك" (احمد ابن حبان مع تصحیح) (میں تجھ سے ہر اس نام سے مانگتا ہوں جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کر رکھا ہے) بعض علمار کا خیال ہے کہ اللہ کے ہزار نام ہیں مگر یہ کم ہیں، حقیقت میں اسمار الٰہی خواہ کتنے ہوں ہم کو اسی قدر معلوم ہیں جتنے قرآن و حدیث میں آئے ہیں، حدیث مذکور سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اسم عین مسمی ہوتا ہے یہ درست نہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ اس جگہ تسمیہ مراد ہے اور اس مسئلہ میں کسی غور و خوض کی ضرورت نہیں ہے، سلف نے اس میں غور و خوض سے احتراز کیا ہے یہ بلا خلف میں علم کلام کے راستے سے آئی ہے، اسلام کی خوبی یہ ہے کہ مسلمان لایعنی کلام سے بچے اور گمراہوں کے ساتھ كُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ (ہم خوض کرنے والوں کے ساتھ خوض کرتے ہیں) پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ نے قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر کو اس آفت سے عافیت میں رکھا تھا جب متکلم فقہار اور صوفیا آئے تو یہ خرافات لائے اور اس کو علم سمجھا اور یہ نہ سمجھے کہ حدیث میں آیا ہے ان من العلم جهلا بعض علم جہالت ہوتی ہے،

اسمار الٰہی کی قسم: رہی یہ بات کہ ان ناموں کی قسم کھانی چاہیئے یا نہیں، سو فتح الباری میں لکھا ہے کہ اللہ کے جو نام قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اس کی قسم کھائی جا سکتی ہے، شوکانی نے بڑے اختصار سے فرمایا ہے الحلف انما يكون باسم الله او صفته له ويحرم بغير ذالك (قسم اللہ کے نام اور اس کی صفت کی کھائی جا سکتی ہے اس کے سوا کی قسم کھانا حرام ہے) اسم سے مراد ننانوے نام ہیں اور صفت سے مراد مثلاً کہا جائے ورب الکعبۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والذی نفسی بیدہ ، ومقلب القلوب وعزتک وغیرہ ، غیر اللہ کی قسم کھانا خواہ وہ پیغمبر ہو یا پیر یا بادشاہ یا امیر یا قبر ہو یا اور کچھ اس لئے حرام ٹھہرا ہے کہ حدیث میں آیا ہے من حلف بغیر اللہ فقد کفر (جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا) اس کو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے، دوسری روایت یوں ہے فقد اشرک (احمد) (اس نے شرک کیا) تیسری روایت ہے، فقد کفر واشرک (اس نے کفر کیا اس نے شرک کیا) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو تہدید و تغلیظ پر محمول کیا ہے لیکن میں (شاہ ولی اللہ) اس کا قائل نہیں، میرے نزدیک اس سے مراد یمین منعقدہ و یمین عموس باسم غیر اللہ ہے یعنی ایسی قسم کھانے والا یقیناً کافر و مشرک ہو جاتا ہے، جاہلوں میں کوئی شاہ مدار کی قسم کھاتا ہے، کوئی مسعود سالار کی، کوئی کسی دوسرے پیر فقیر ملا اور شیخ کی، کوئی اعضائے جسم یار کی، یہ تمام قسمیں خالص کفر و شرک ہیں، اگر ایسی قسمیں کھانے والا توبہ نہ کرے تو گویا اس نے ایمان کو خیر باد کہہ دیا، ایمان کا شائبہ بھی اس نے نہ چھوڑا، البتہ موزون کلام میں شعراء کی قسم اگر قابل عفو ہو تو کچھ بعید نہیں اس لئے کہ ان کی قسمیں کسی مطلب کی خاطر نہیں ہوتی ہیں وہ محض انبساط خاطر کے لئے گپ شپ کرتے ہیں، وہ گل و ریحان، لعل و دستار تک کی قسم کھاتے ہیں یہ قسم اگر اللہ چاہے گا تو یمین لغو میں شمار ہو گی جس کے متعلق فرمان الٰہی ہے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ (مائدہ: ۸۹) اللہ تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہ کرے گا)

اسمائے الٰہی کی معنوی تقسیم:

وہ اسمائے مبارکہ جو اثبات باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں، اللہ کے ہونے کا اعتراف، و اقرار کراتے ہیں یہ ہیں ۱۔ اول، قدیم، باقی، حق، مبین، ظاہر، وارث، واحد بیہقی نے قدیم کی سند کو متصل اور حدیث کو مرفوع بتلایا ہے پس اگر یہ روایت صحیح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے تو یہ نام گو اسماء حسنیٰ میں نہیں ہے مگر جائز الاطلاق ٹھہرے گا ورنہ نہیں، ان آٹھ ناموں کے معنی کتاب الجوائز والصلات میں لکھے ہیں ۲ - وہ نام جن سے رب پاک کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے یہ ہیں: واحد، وتر، کافی، علی، رفیع ۳ - وہ نام جن سے ابداع واختراع ثابت ہوتی ہے یہ ہیں: اللہ، حی، قیوم، وہ نام جن کو اسم اعظم کہا گیا ہے یہ ہیں: ۴ - عالم، قادر، حکیم، سمیع، جلیل، بدیع، باری، ذاری، خالق، خلاق، صانع، فاطر، ہادی، مصور، مقتدر، ملک، ملیک، جبار، ۵ - وہ نام جن سے تشبیہ کی نفی ہوتی ہے یہ ہیں: احد، عظیم، عزیز، متعال، باطن، کبیر، سلام، غنی، سبوح، قدوس، مجید، قریب، محیط، فعال، قدیر، غالب، طالب، واسع، جمیل، واجد، محصی، قوی، متین، ذوالطول، سمیع، بصیر، علیم، علام، خبیر، شہید حسیب، ۶ - وہ نام جو تدبیر الٰہی کو بتلاتے ہیں وہ یہ ہیں: مدبر، قیوم، رحمٰن، رحیم حلیم، کریم، اکرم، صبور، عفو، غافر، غفار، غفور، رؤف، حمد، حمید، قاضی، قاہر قہار، فتاح، کاشف، لطیف، مومن، مہیمن، باسط، قابض، جواد، منان، مقیت رزاق، رازق، جبار، کفیل، غیاث، مجیب، ولی، والی، مولی، حافظ، حفیظ، ناصر نصیر، شاکر، شکور، بر، خالق، متکبر، رب، مبدی، معید، محیی، مجیت، ضار، نافع، وہاب، معطی، مانع، خافض، رافع، رقیب، تواب، دیان، دنی، ودود، عدل حکیم، مقسط، صادق، نور، رشید، ہادی، منان، جامع، باعث، موخر، مقدم معز، مذل، وکیل، سریع الحساب، ذوالفضل، ذوانتقام، مغنی، طبیب، شافی حی، کریم، یہ سب چھیاسی نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے تصرف وتدبر پر دال ہیں اور انہیں اسماء کی کثرت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سارے عالم میں اللہ کے سوا کسی کی کوئی تدبیر اور تصرف نہیں ہے، یا روں کا استغاثہ کرنا، زندہ یا مردہ، قبر یا شجر، حجر، حیوان یا انسان سے غیر اللہ سے استعانت صریح شرک ہے، اللہ کے سوا کوئی کسی مفلس کو آسودہ نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرسکتا، نہ کسی بیمار کو شفا دے سکتا ہے نہ کسی حاجت مند کی مراد پوری کر سکتا ہے، اللہ ہی مصیبت زدہ کی بلا ٹالتا ہے، لاولد کو اولاد بخشتا اور مخلوق کو کھلاتا پلاتا، سلاتا جگاتا، بٹھاتا، چلاتا، مارتا اور جلاتا ہے،

وہ نام جو مختلف ابواب میں داخل ہو سکتے ہیں یہ ہیں: ذوالعرش، ذوالجلال والاکرام، فرد اور ذوالمعارج،

رؤیت باری تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کو آنکھ سے دیکھنا عقلاً جائز اور نقلاً واجب ہے، مسلمان اللہ کو قیامت کے دن اپنی آنکھ سے دیکھیں گے،

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (قیامہ: ۲۳-۲۲)	اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے.

حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے: فرمایا تم کو سورج کے دیکھنے میں جب کہ وہ صاف ستھرا ہو کچھ زحمت ہوتی ہے، ہم نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا تم اپنے رب کے دیکھنے میں شک نہ کرو گے جس طرح تم سورج چاند کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے (رواہ الشیخان)

دوسری روایت میں یوں آیا ہے "بے شک قریب ہے کہ تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم سورج کو دیکھتے ہو اور تم کو اس کے دیکھنے میں کچھ دھوکا نہیں ہوتا، ابن قیم نے قصیدہ نونیہ میں رویت باری تعالیٰ کے اثبات میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے،

اس کے بعض اشعار یہ ہیں:

ویرونہ سبحانہ من فوقھم	نظر العیان کما یری القمران
ھذا تواتر عن رسول اللہ لم	ینکرہ الا فاسد الایمان

لوگ رب پاک کو اپنے اوپر بلا حجاب دیکھیں گے جس طرح سورج اور چاند کو آنکھ والا دیکھتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ رسول اللہ سے تواتر سے ثابت ہے ، اس کا انکار وہی کرسکتا ہے جس کا ایمان خراب ہو چکا ہو
شیخ الاسلام نے بھی اس مسئلہ میں ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے ، احادیث میں رویت باری کی بہت سی دلیلیں ہیں ، سب کا احصاء ممکن نہیں ، حادی الارواح میں ابن قیم نے اس مسئلہ پر تفصیل سے لکھا ہے ، مشہور یہ ہے کہ معتزلہ اور شیعہ رویت کے منکر ہیں خوارج اور بعض مرجیہ کا بھی یہی مذہب ہے ، ان فرقوں کی دلیل لفظ "لن ترانی" (تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے) ہے ، یہ حضرات لن کو نفی تابید کے لئے مانتے ہیں لیکن ان کا یہ دعویٰ باطل ہے ، عربی زبان میں اس دعوے کا ثبوت موجود نہیں ، ان کا یہ دعوی محض "لن ترانی" ہے ، رویت باری پر تمام صحابہ ، تابعین اور ائمہ اسلام کا اتفاق ہے ، رویت الٰہی کے منکر فقط یہی جہمیہ ، معطلہ ، باطنیہ اور رافضیہ ہیں ، ان کی دوسری دلیل " لا تدرکہ الابصار " (آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں) ہے ، یہ ان کی بصیرت وبصارت کا قصور ہے کہ اس آیت سے نفی رویت سمجھتے ہیں ، حالانکہ یہی آیت ثبوت رویت کی دلیل ہے اس لئے کہ اس میں ادراک کی نفی فرمائی گئی ہے رویت کی نہیں ، ادراک اور چیز ہے رویت اور چیز ، بہت سی چیزیں دیکھی جاتی ہیں لیکن ان کی حقیقت کا ادراک نہیں ہو پاتا ، صابونی کا خیال ہے کہ اہل سنت اس بات کے گواہ ہیں کہ اہل ایمان اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے ، اللہ کی طرف نظر کریں گے ، رسول اکرم کی صحیح حدیث میں آیا ہے " انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر " (تم لوگ اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو) یہ رویت کی تشبیہ رویت سے ہے نہ کہ مرئی کی تشبیہ مرئی سے ، زہری نے اس سلسلے میں بڑی مناسب بات کہی ہے علی اللہ البیان وعلی الرسول البلاغ وعلینا التسلیم (اللہ نے بیان کر دیا ، رسول نے پہونچایا ، ہمیں ماننا چاہئے) رویت باری دو طرح ہو سکتی ہے ، ایک انکشاف تام بلیغ یہ عقلی تصدیق سے زائد چیز ہے اور نظری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم سے برتر، اس کو یوں سمجھئے جیسے ایک شخص چاند کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے اس حالت میں چاند اس پر منکشف رہتا ہے، چاند کی صورت اس کی نگاہ دل میں پھرتی رہتی ہے۔ یہ انکشاف بلاشبہ نظر کے انکشاف سے ایک زائد انکشاف ہوتا ہے، اس دیکھنے کو آنکھ کا دیکھنا کہہ سکتے ہیں لیکن رویت بغیر مقابلہ، جہت، لون اور شکل کی تعیین کے ساتھ ہوتی ہے، اس رویت کی مثال ایسے ہے جیسے رسول اکرم نے فرمایا انی اراکم من وراء ظھری، رواہ الشیخان (میں تم لوگوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں) معتزلہ اس طرح کے دیکھنے کے قائل ہیں بعض اہل سنت بھی اس طرف مائل ہیں لیکن ان کی یہ بات غلط ہے ان کی غلطی فقط اتنی ہے کسی طریق رویت کی اس ایک صورت کو مانتے ہیں اور رویت کے صرف اس ایک معنی کو تسلیم کرتے ہیں حالانکہ ان کی اس بات پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے،

رویت کی دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات یکتا کے مناسب مختلف صورتوں میں جلوہ گر نظر آئے گا، حدیث میں آیا ہے،

ان اللہ یتجلی بصور کثیرہ لاھل الموقف (اللہ تعالیٰ محشر والوں کے لئے مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوگا)

دوسری حدیث میں ہے ادخل ربی وھو علی کرسیہ (میں اپنے رب کے پاس اس وقت آؤں گا جب وہ اپنی کرسی پر ہوگا)

تیسری حدیث میں ہے: ان اللہ یکلم ابن آدم شفاھا (اللہ ابن آدم سے دو بدو گفتگو کرے گا) محدثین اس رویت کے قائل ہیں، اس بنیاد پر اللہ کو سب مسلمان سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے، یہ رویت شکل، لون، جہت اور مواجہ کے ساتھ ہوگی جیسا کہ رسول اللہ نے خواب میں دیکھا تھا، آپ نے فرمایا: رأیت ربی فی احسن صورۃ (میں نے اپنے رب کو حسین تر صورت میں دیکھا) دوسری روایت میں آیا ہے فی صورۃ شاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(نوجوان کی صورت میں) غرضکہ دنیا میں جو خواب میں نظر آتا ہے وہاں بیداری میں دکھلائی دے گا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہا ہے ہم دونوں صورتوں کے معتقد ہیں اور اگر اللہ اور رسول کی کوئی دوسری صورت مراد ہے تو اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اگرچہ وہ صورت بعینہ ہم کو معلوم نہ ہو، رازی نے کہا رسول اللہ کا اللہ کو خواب میں مخصوص صورت میں دیکھنا جائز ہے، معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی اللہ کو بچشم سر حالت بیداری میں نہیں دیکھ سکتا ہاں خواب میں اگر کوئی دیکھے تو دیکھ سکتا ہے، امام احمد بن حنبل نے بارہا خواب میں اللہ کو دیکھا، بات چیت کی، یہ پوچھا کہ اے رب تیرا قرب کس عمل سے مل سکتا ہے، فرمایا تلاوت قرآن سے کہا سمجھ یا بے سمجھے، فرمایا جس طرح ہو، ابو منصور ماتریدی نے خواب میں رویت باری کا انکار کیا ہے، لیکن ان کا یہ انکار حدیث خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے، حاصل کلام یہ ہے دلیل سمعی رویت باری کو دارِ آخرت میں واجب بتاتی ہے، رب پاک نے فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس ۲۶) جنہوں نے اچھائی کی ان کے لئے حسنی ہے اور مزید

لَهُمْ مَا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق: ۳۵) ان کے جنت حسب خواہش ملے گا اور ہمارے پاس مزید ہے،

زیادہ اور مزید سے مراد یہی رویت باری ہے اس باب میں حضرت ابو سعید کی جو روایت شیخین کے حوالہ سے نقل کی گئی اسے اکیس صحابہ نے روایت کی ہے، اس رویت پر امت کا اجماع ہو چکا ہے،

نسفی کا یہ لکھنا کہ یہ رویت نہ کسی مکان میں ہوگی نہ جہت میں بلکہ مواجہہ اتصال شعاع اور بندہ رائی اور اللہ کے درمیان مسافت کے ساتھ ہوگی، اس قول کا شق اول گو درست ہو مگر جب کہ یہ قیود کسی مرفوع حدیث میں نہیں آئی ہیں تو ان کا ذکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہی کیا ضروری ہے، ظاہر حدیث پر ایمان لانا اور کیفیت کو اللہ کے سپرد کرنا ہمارے لئے کافی ہے، ان کا یہ سارا بکھیڑا اس لئے ہے کہ تشبیہ نہ لازم آوے، لیکن ہمیں تشبیہ سے کیا غرض، جیسا اللہ ویسی اس کی رویت وہ کسی طرح دکھلائی دے مخلوق کی تمثیل نہیں ہو سکتی،

یہ رویت جنت میں جانے سے پہلے اور پیچھے دونوں جگہ ہوگی، کتاب و سنت اور اجماع صحابہ، ائمہ اسلام اور المحدثوں کا اس پر اتفاق ہے، یہ رویت جہت فوق و علو میں ہوگی نہ کہ جہت اسفل، خلف، یمین، شمال اور رو در رو میں، حدیث میں آیا ہے،

فاذا الرب قد اشرف علیھم من فوقھم (رواہ اہل السنن)

(ناگاہ ان کے اوپر سے اللہ ان کو جھانکے گا)

علی قاری نے کہا ہے احادیث رویت معنوی طور پر تواتر سے ثابت ہیں، ان کا قبول کرنا واجب ہے اہل بدعت کی ملمع سازی لائق التفات نہیں،

صنفِ نازک کی رویت باری:

عورتوں کے رویت باری میں اختلاف ہے، حق یہ ہے کہ یہ بھی گاہ گاہ اللہ کو دیکھیں گی جس طرح دنیا میں روزِ عید دربار عام ہوتا ہے، عورتیں گو خاص مومنوں کی طرح اللہ کو ہر صبح و شام نہ دیکھیں عام مسلمانوں کی طرح جمعہ کے روز دیکھیں گی: قالہ السیوطی صحیح تو یہ ہے کہ اس بات پر کوئی واضح دلیل موجود نہیں جس سے پتہ چلے کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کو مردوں کے وقتِ رویت کے سوا دوسرے اوقات میں دیکھیں گی، رویت کی دلیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رویت میں سب یکساں ہوں گو درجات میں متفاوت ہوں، یہ اور بات ہے کہ مرد بہشت میں زیادہ ہوں گے عورتیں کم ہوں گی، مگر جو عورتیں جنت میں جائیں گی تو ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رفعتِ مقام میں کوئی چیز مانع نہ ہوگی، مغفرت بھی ہو، دخول بہشت بھی ہو، اب محرومیٔ دیدار کیوں؟ فاطمہ، خدیجہ، عائشہ، آسیہ، مریم، رضوان اللہ علیہن اجمعین تو ہزاروں لاکھوں، کروڑوں مردوں سے بہتر ہیں انہیں دیدار گاہ گاہ نصیب ہو خاص بندوں کی طرح صبح و شام نہ ہو انوکھی بات معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

خلقِ افعالِ عباد وغیرہ

بندوں کے جتنے کام ہیں سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، ممکن کے اندر اتنی قدرت نہیں کہ وہ ممکن کی تخلیق کر سکے، سارے ممکنات عرض، جوہر اور افعال عباد سبھی اللہ کی مخلوق ہیں، معاملہ صرف اتنا ہے کہ اللہ نے اسباب و وسائط کو اپنے فعل کے درمیان پردہ بنا دیا ہے، البتہ انسانوں کے اختیاری فعل اور جمادات کی حرکت نشو و نما میں فرق ہے اللہ نے اپنے بندوں کو قدرت اور ارادہ سے نوازا ہے اس کی یہ سنت جاریہ ہے کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کام کو وجود بخش دیتا ہے اسی ارادہ اور قدرت کی بنیاد پر بندہ کو کاسب کہتے ہیں، اسی بنیاد پر مدح و ذم، اور ثواب و عقاب مرتب ہوتا ہے، حیوان و جماد کی حرکت اور فعل کے درمیان فرق نہ کرنا کفر ہے، بداہت عقل اور شریعت کے خلاف ہے، مضروب پر ضرب کے بعد جو درد اور شیشے میں شکستگی کے بعد جو کسر پائی جاتی ہے یہ مخلوق رب ہیں بندہ کو اللہ کے کام میں کچھ بھی دخل نہیں ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ بطریق تخلیق نہ بطریق اکتساب، اسی طرح غیر اللہ کو کسی چیز کا خالق جاننا کفر ہے یہی وجہ ہے کہ قدریہ کو حدیث شریف میں امت اسلامیہ کا مجوسی قرار دیا گیا ہے، اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس جگہ قدریہ سے مراد معتزلہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کاروبار میں مستقل قدرت رکھتا ہے اس کے افعال خود اس کی مخلوق ہیں، حیوان کے افعال میں اللہ تعالیٰ کا کچھ دخل نہیں ہے قدر کے یہ منکر ہیں اس لئے قدریہ کہلاتے ہیں، آج کل کے نصاریٰ اور نیچریوں کا یہی خیال ہے، یہ اعتقاد قرآن شریف کے بالکل خلاف ہے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی) مجوس کہتے ہیں کہ پارسیوں کے دو خدا ہیں، ایک خیر کا جس کو یزدان کہتے ہیں دوسرا شر کا جس کو اہرمن کہتے ہیں، قدریہ ان سے بھی زیادہ بدتر ہیں کیونکہ مجوس تو دو ہی خدا مانتے ہیں اور قدریہ غیر متناہی خالق ٹھہراتے ہیں کیونکہ بندوں کی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، یہ ہر بندے کو اپنے افعال کا خالق سمجھتے ہیں، بندے کا کوئی بھی فعل ہو کفر یا ایمان، طاعت یا عصیان، خواہ اعضاء سے ہو یا دل سے، سب کام اللہ ہی کی مشیت، ارادہ، حکم، قضا، اور تقدیر سے انجام پاتے ہیں، اگر اللہ کی مشیت نہ ہو تو کوئی کام نہیں ہو سکتا، کافر و فاسق کا کفر و فسق اللہ نے ان کے مطابق اختیار کرنے کا ارادہ کیا ہے اس لئے کہ ان پر کوئی جبر نہیں ہے، ان کو ایمان و اطاعت کا ذمہ دار ہونا درست ہے البتہ بندوں کے افعال اختیاری ہیں جن پر انہیں اطاعت و معصیت کی بنا پر ثواب یا عقاب ملتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنے تمام فعل میں مجبور ہیں، اور ان کے حرکات و سکنات جمادات کی طرح ہوں اور ان کو کوئی قدرت ارادہ اور اختیار حاصل نہ ہو یہ عقیدہ بالکل باطل ہے، حرکت بطش اور حرکت رعشہ کے درمیان فرق ایک ضروری اور بدیہی امر ہے، یہ بھی معلوم ہے کہ حرکت اول اختیار سے ہوتی ہے حرکت ثانیہ نہیں اگر اصلی بندہ کا کوئی فعل نہ ہوتا تو وہ مکلف بھی نہ ہوتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ اسے ثواب وعقاب کی توقع ہوتی، خود قرآن کریم میں آیا ہے جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اس کا بدلہ جو وہ کرتے تھے) پھر فرمایا فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے وہ کفر کرے) بندہ کا فعل اگرچہ اس کے اختیار میں ہے لیکن اس اختیار میں اسے کوئی اختیار نہیں ہے غرضیکہ فعل میں مختار اختیار میں مجبور ہے یا صورت میں مختار ہے معنی میں مجبور ہے، جزاء اعمال کے لئے وجود اختیار اور کسب شرط ہے عارضی طور پر بالذات نہیں، یہی بات تمام صحابہ اور تابعین سے مفہوم ہے، قضاء وقدر، جبر واختیار کا مسئلہ نہایت باریک اور حیرت انگیز ہے اس میں زیادہ گہرائی میں اترنے کی کوشش آدمی کو گمراہ کر دیتی ہے، یہاں عجز وسکوت ہی کافی ہے، لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ اس سے اس کے کئے کی بازپرس نہیں ہوسکتی البتہ لوگوں سے بازپرس کی جائے گی، درحقیقت یہ ساری حیرانیاں اہل بحث وجدل کو ہوتی ہیں اور گمراہی انہیں کا دامن پکڑتی ہے کیونکہ یہ عقائد کا اثبات کاروانۂ عقل سے چاہتے ہیں اور ہم کو مسئلہ عقائد رسول رحمت سے معلوم ہو چکا ہے، ہمارے لئے رسول کے بتائے ہوئے امور پر ایمان لانا کافی ہے کوئی عمل اس مسئلہ کی حقیقت دریافت کرنے پر موقوف نہیں ہے، اِعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ (عمل کرو توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے) خبر شارع کے بعد بھی اگر قلب انسانی میں کچھ خلجان باقی ہے تو اسے پھر کسی اور ایمان کا بندوبست کرنا چاہیئے۔

فعل حسن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور فعل قبیح سے ناراض، جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، فعل استطاعت کے بعد ہوتا ہے، قدرت سے فعل صادر ہونے کی یہی حقیقت ہے، استطاعت کا لفظ سلامتی آلات واسباب اور جوارح پر بولا جاتا ہے اور تکلیف کا صحیح ہونا اسی استطاعت پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موقوف ہے، جو بات بندے کی طاقت و وسعت میں نہیں ہے اس کام کا ذمہ دار بھی اس کو نہیں بنایا جاتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (البقرہ) اللہ وسعت سے زیادہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا، معلوم ہوا کہ انسان پر جو کچھ گزرتا ہے وہ سب اس کی وسعت میں داخل ہے اگر وہ اس کی وسعت میں داخل نہ ہوتا تو وہ بلا اس کے سر پر نہ آتی، یہ اس ذمہ داری کو اگر اپنی طاقت سے باہر خیال کرتا ہے تو یہ اس کی سمجھ کا پھیر ہے، صابونی کہتے ہیں اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ اعمال عباد خیر ہوں یا شر سب کا ارادہ اللہ ہی کرتا ہے، اگر کسی کو اس کی مشیت پر ایمان نہیں ہے تو وہ کفر کرتا ہے، اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی طرح کا کر سکتا تھا اگر وہ چاہتا کہ کوئی اس کی نافرمانی نہ کرے تو ابلیس پیدا نہ کرتا، کافر کا کفر اور مومن کا ایمان سب اسی کی قضا و قدرت اور مشیت و ارادے سے ہوتا ہے اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکُمْ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ (اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے، اسے اپنے بندوں کا کفر پسند نہیں، اور اگر شکر گذار بنو وہ تم سے خوش ہو جائے گا) بندہ کا اکتساب اللہ کی مخلوق ہے اس میں کچھ شک نہیں جو اس بات کا منکر ہے اس کا شمار اہل ہدایت و دین میں نہیں کیا جاتا ہے جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے اس کو اللہ کے یہاں کوئی عذر و حجت سود مند نہ ہوگی بلکہ پوری حجت اللہ کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو سب کو راہ پر لگا دے لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جہنم جن و انس سے بھر دی جائے گی اب اس قرارداد کے خلاف کیوں کر ہو سکتا ہے، اللہ نے ایک فریق کو اپنے فضل سے جنت نعیم کے لئے پیدا کیا ہے اور دوسرے فریق کو اپنے عدل سے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے، کوئی گمراہ ہے اور کوئی ہدایت یاب، کوئی شقی ہے اور کوئی سعید، کوئی رحمت سے قریب ہے اور کوئی اس سے دور کس کا مقدر ہے کہ پوچھ سکے یہ کیا ہوا اور کیا ہوتا ہے البتہ انسان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا؟ کس لئے کیا؟ کس کے لئے کیا؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اس وقت اُلٹے والوں کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا، عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں آیا ہے کہ فرشتہ ماں کے پیٹ ہی میں لکھ جاتا ہے کہ رزق، عمل اور اجل کیا ہے، شقی ہے یا سعید، یہاں تک کہ بعض آدمی جنت کے لئے کام کرتا ہے جنت اس سے ایک ہاتھ رہ جاتی ہے اتنے میں قسمت کا لکھا آگے آجاتا ہے اور پھر وہ اہل نار کا کام کرنے لگتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح اس کے برعکس، غرضیکہ خیر و شر، نفع و ضرر سب اللہ کی قضا و قدر سے ہوتا ہے کوئی اس کو پھیر نہیں سکتا نہ کوئی اس سے بچ سکتا ہے آدمی کو وہی پہونچتا ہے جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نفع و نقصان پہونچا سکے،

اَنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ (انعام ۱۸)

اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہونچادے تو اس کے سوا کوئی اسے دور نہیں کرسکتا اور اگر تم کو کوئی نفع دیدے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹا نہیں سکتا،

اصحاب حدیث کی یہ رائے ہے کہ انسان کا انجام کار مبہم ہے کوئی نہیں جانتا کہ کب خاتمہ ہوگا بھلا یا برا، اور نہ کسی کے جہنمی ہونے کا یقینی حکم لگایا جاسکتا ہے، نہ جنتی ہونے کا ہی حکم لگایا جاسکتا ہے اس لئے کہ یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے ہمیں نہیں معلوم کون انسان کس حالت میں مرے گا اسی لئے وہ انا مومن ان شاء اللہ کہنا صحیح سمجھتے ہیں اور جو شخص اسلام پر مرا ہے اس کے لئے جنت کی گواہی دیتے ہیں اور جو کفر پر مرا ہے اس کو دوزخی سمجھتے ہیں اور جنہوں نے گناہ کمائے ہیں اور توبہ نہیں کی ہے انہیں عذاب ہوگا، پھر توحید پر ایمان اور اس میں اخلاص کی بنیاد پر جنت میں جائیں گے، بفضل الٰہی کوئی موحد مومن مسلم مخلص جہنم میں باقی نہ رہے گا اور جو شخص کفر پر مرا ہے وہ جہنم میں جائے گا وہ عذاب سے ہرگز چھٹکارا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ پائے گا، رسول اللہ نے جن کے لئے جنت کی گواہی دی ہے وہ بلاشبہ جنتی ہیں، جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم،

یہ بات کہ کسی متعین شخص پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا درست ہے لیکن قرائن حالات سے اتنا معلوم کیا جاسکتا ہے کہ فلاں شخص کے اعمال اہل جنت کے ہیں اور فلاں شخص کے اعمال اہلِ نار کے، پھر جو کوئی جن اعمال میں گرفتار ہے اس کا وہی حکم ہے کیونکہ جو جنت میں جانے والا ہوتا ہے اس سے کام بھی اچھے ہوتے ہیں اور جو جہنم میں جانے والا ہوتا ہے وہ برے کام کرتا ہے کل میسر لما خلق لہ

فالھمھا فجورھا وتقواھا (شمس ۸) نفس انسانی کو اس کے فجور اور تقویٰ کا الہام کیا ہے

اس آیت سے یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ فاجر زیادہ متقی کم ہوتے ہیں فاجر اہل جہنم ہیں اور متقی اہل جنت،

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم (انفطار ۱۴-۱۳) نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور برے لوگ جہنم میں،

اس پیمانے پر ہر آدمی اپنے اعمال و افعال کو جانچ سکتا ہے کہ اس سے کس طرح کے کام ہوتے ہیں اگر اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو سمجھے کہ ان شاء اللہ جنت ملے گی اور اگر فسق و فجور ہوتا ہے یا کفر و شرک اور زور کا مرتکب ہے تو سمجھ لے کہ وہ ان شاء اللہ جہنم میں جاوے گا، واللہ اعلم،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

نبوت ملائکہ کتب الٰہی اور یوم آخرت

ارسال رسل

رسولوں کے بھیجنے میں عظیم حکمت اور مصلحت ہے

لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل (النساء ۱۶۵)

تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر حجت نہ رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے پاس انسانوں ہی میں سے رسول بھیجے، اللہ کے رسول اہل ایمان و اطاعت کو بشارت دیتے ہیں اور اہل کفر و عصیان کو ڈراتے ہیں، لوگ دینی و دنیاوی امور میں علم و عمل میں جس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں انبیاء اسے بیان کرتے ہیں، اللہ نے بہشت کو نیکوں کے لئے بنایا ہے اور دوزخ کو بدکاروں کا گھر ٹھہرایا ہے، جن کاموں سے بہشت ملے اور دوزخ سے چھٹکارا نصیب ہو عقل انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دریافت نہیں کرسکتی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے، انہوں نے بتایا کہ فلاں کام کرنے سے بہشت ملے گی اور فلاں کام کا انجام دوزخ ہے اب جس کا جی چاہے اچھے کام کرے اور جنت لے اور جس کا جی چاہے برے کام کرے اور دوزخ خرید لے اللہ کی حجت اس کے بندوں پر تمام ہو چکی ہے، کسی شخص کے لئے کسی طرح کا کوئی عذر باقی نہیں رہا،

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے تمہیں رحمتِ عالم کی حیثیت سے (انبیاء ۱۰۷) بھیجا ہے،

اللہ نے پیغمبروں کو معجزات دیئے، معجزہ کا مطلب ہوتا ہے عادت کے برخلاف کام، یہ معجزہ اللہ کا کام ہوتا ہے نہ کہ فعل رسول، انسان کے بس میں نہیں کہ وہ سنتِ الٰہی توڑ سکے، معجزہ رسول اور نبی کی صداقت پر قطعی و یقینی دلیل ہوتا ہے جب معجزہ کا مشاہدہ ہوتا ہے تو بے اختیار نبی کی سچائی کا علم حاصل ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف عقلی دلائل کچے دھاگے کی ایک گرہ کی حیثیت رکھتے ہیں، عقلی دلائل سے مخالف کو قائل نہیں کیا جاسکتا ہے نہ ان سے نزاع و جدال کا دروازہ بند کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر شخص اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرسکتا ہے، علم کلام اور فلسفہ کی پوری تاریخ اس بات کی صداقت کی گواہی دے گی، معجزہ کا مشاہدہ کرنے کے باوجود کافر رہنا ازلی عناد و شقاوت کی دلیل ہے،

سلسلہ نبوت: سب سے پہلے جو نبی آئے وہ آدم ابوالبشر علیہ السلام تھے اور سب سے آخر میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آئے، آدم کے بعد شیث بن آدم نبی ہوئے، ان کے بعد ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب، لوط، شعیب، موسیٰ، ہارون، یونس، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، الیسع علیہم السلام آئے، رسول اکرم محمد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، حضرت آدم کی نبوت قرآن کریم سے ثابت ہے اس پر امت کا اجماع ہے آپ کی نبوت کا انکار کفر ہے، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت دعویٰ رسالت اور اظہارِ معجزہ سے ثابت ہے، یہ دعویٰ متواتر ہے، قرآن کریم نے فرمایا،

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین، لیکن رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔

(احزاب ۴۰)

مسلم میں حضرت ابوہریرہ کی مرفوع روایت ہے۔

ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون، میں پوری مخلوق کے پاس بھیجا گیا ہوں اور مجھی پر سلسلۂ نبوت ختم ہے،

خلق کا لفظ عموم پر دال ہے خلق سے مراد جملہ اجزائے عالم اور تمام اقسام موجودات اور کائنات ہیں اس لئے آپ کو سارے عالم کے لئے مبعوث سمجھا گیا ہے،

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (انبیاء ۱۰۷) ہم نے تمہیں رحمتِ عالم کی حیثیت سے بھیجا ہے،

عالم بھی اس پر دال ہے عالم نام ہے تمام ماسوی اللہ کا تو جس طرح اللہ رب العالمین ہے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں وللہ الحمد،

پیغمبروں کی تعداد کا پتہ بعض احادیث سے ملتا ہے مگر وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہونچتی ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ انبیاء کی تعداد میں حصر و تعیین نہ کیا جائے کیونکہ ذکر عدد میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید ان میں کوئی ایسا شخص داخل ہو جائے جو نبی نہیں ہے یا ہو سکتا ہے کہ کوئی نبی اس گنتی سے باہر رہ جائے اللہ نے فرمایا:

منھم من قصصنا علیک و ان میں سے بعض کا بیان ہوا اور کچھ کا بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منھم من لم نقصص (غافر: ۷۸) ہم نے نہیں کیا،

جب اللہ نے ہی ہمیں انبیاء کی تعداد نہیں بتائی تو اب ہم کس طرح گنتی کر سکتے ہیں، تمام انبیاء اللہ کی طرف سے پیغام لائے، وہ سچے تھے اور اپنی امت کے دوست اور خیر خواہ تھے، گناہوں سے معصوم تھے اور اپنے عہدۂ نبوت سے کبھی کوئی برطرف نہیں ہوا۔ نسخ شریعت کا مطلب برطرفی نہیں ہوتا ہے اور عصمت کا مفہوم یہ ہے کہ وحی سے پہلے اور وحی کے بعد وہ باتفاق امم صدور کفر سے معصوم ہیں رہے صغائر تو عمداً ان سے ان کا صدور ممکن ہے جمہور کا یہی خیال ہے اور سہواً بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے، ان سے اتفاقاً اگر کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو فی الفور اس پر متنبہ کر دیئے جاتے ہیں، قرآن شریف میں انبیاء کے جو بعض زلات ثابت ہیں ان کی تاویل نہیں ہو سکتی اس سلسلے میں کان امر اللہ قدرا مقدورا سامنے رکھنا بہتر ہوگا، اولیاء اللہ سے ولایت الٰہی چھن سکتی ہے اگر ان کی وفات ایمان پر ہوئی تو مومن دوزخی ہیں ورنہ نہیں، موت کے بعد ان کی استمداد و استغاثت، ان کی قبروں سے مدد مانگنا ان کو سجدہ کرنا ان کی نذر و منت کرنا قرآن و حدیث کی کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

انبیاء کرام: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پاس رسول بھیجے یہ لوگ اللہ اور مخلوق کے درمیان سفیر ہیں، بعض لوگوں کا یہ قول کہ ان کے بھیجنے کی کیا حاجت ہے عقل ہدایت کے لئے کافی ہے عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے، انبیاء کا کام یہ ہے کہ یہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لائیں یہ تمام لوگوں سے کئی باتوں میں ممتاز ہوتے ہیں یہ باتیں یکجا صرف انہیں میں پائی جاتی ہیں جو ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں ایک بات خرق عادت ہے یعنی وہ معجزات جو عادات کے خلاف ہوتے ہیں اور معروف معیاروں کو توڑ دیتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں، دوسری بات فطرت کی سلامتی اور اخلاق کا کمال ہے ان سے کبھی گناہ نہیں سرزد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں گناہ سے تین طرح بچاتا ہے، ایک یہ کہ ان کی خصلت کمالِ اعتدال اخلاق اور فطرت کی سلامتی پر ہوتی ہے اس لئے کسی طرح گناہ پر ان کی طبیعت آمادہ ہی نہیں ہوتی ہے وہ معاصی سے سخت متنفر رہتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کو یہ وحی آتی ہے کہ معاصی پر عقاب ہوگا اور طاعات پر ثواب ملے گا یہ وحی ان کو ارتکاب معاصی سے روکتی ہے، تیسرے یہ کہ اللہ ان کے اور معاصی کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہے اور کوئی غیبی سبب پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا انہوں نے اللہ کا برہان دیکھا اور گناہ سے باز رہ گئے،

رسل بشر: رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں اس پر لوگوں کا اجماع ہے اور بالضرورۃ یہ بات صحیح ہے البتہ عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہیں، فلاسفہ معتزلہ اور بعض اشاعرہ اس بات کو نہیں مانتے ہیں بلکہ ملائکہ کو بشر سے بہتر جانتے ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق علم کلام سے ہے کتاب وسنت سے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے نہ صحابہ نے کبھی اس میں کچھ کلام کیا ہے اس کو اہل کلام نے عقلی دلائل سے استنباط کیا ہے اس لئے سلف کی راہ پر چلنا نجات کا راستہ اختیار کرنا ہے کوئی افضل ہو یا نہ ہو، اس سے ہمارا نہ کوئی فائدہ ہے نہ نقصان، بعض لوگ علم وفضل اور دینداری کے باوجود ایسے مسائل میں الجھتے ہیں حالانکہ یہ لاحاصل چیز ہے، ان مسائل میں وقت گذارنے کے بجائے ذکر واذکار اور درس قرآن وحدیث میں گذارنا زیادہ بہتر ہے، اسی طرح کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ، پھر قبر نبوی افضل ہے یا عرش مجید، شیخ عبدالقادر جیلانی بہتر ہیں یا امام اعظم کوئی یہ وہی مثل ہے کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی ہے یا سلیم شاہ کی، کسی کی داڑھی بڑی ہو یا چھوٹی اس سے کسی کو کیا غرض حساب اپنے! اپنے اعمال اور افعال کا ہوگا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب کو اپنی اپنی فکر کرنی چاہیئے، تیرے میرے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، کوئی بزرگ ہوا تو کسی کو کیا مل جاوے گا کوئی مفضول ہوا تو کسی کا کیا چھن جائے گا، اکثر لوگوں کے اوقات ایسے ہی لایعنی مباحث اور اشغال میں برباد ہو جاتے ہیں، کبھی انہیں اللہ و رسول کی یاد نہیں آتی ہے نہ عاقبت و آخرت ہی کی انہیں فکر ہوتی ہے،

افضل الرسل: سب سے افضل نبی خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام ہیں،

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس	تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کیلئے وجود بخشا
گئی ہے، (آل عمران: ۱۱۰)	

امت کی خیریت نبی امت کے کمال کے تابع ہے، جب نبی اکمل ہوگا تو امت بھی کامل ہوگی فرمایا گیا

تلک الرسل فضلنا بعضھم	یہ رسول ہیں بعض کو بعض پر ہم نے
علی بعض (البقرہ: ۲۵۳)	فضیلت دی
ولقد فضلنا بعض النبیین	ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت
علی بعض، (الاسراء: ۵۵)	بخشی ہے۔

رسول اکرم نے فرمایا:

انا سید ولد آدم	میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔

ولد آدم اور بنی آدم کا اطلاق عرف عام میں نوع البشر پر ہوتا ہے، دوسری حدیث میں یوں آیا ہے،

آدم ومن دونہ تحت لوائی	آدم واں کے سوا دوسرے بھی میرے
جھنڈے کے نیچے ہیں۔	

ان احادیث سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر افضلیت اور برتری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتی ہے، آپ کے بعد فضیلت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے، پھر موسیٰ عیسیٰ اور نوح علیہم السلام کو، انہیں پنج تن کو اولوالعزم کہتے ہیں، گو بعض لوگوں نے اور دل کو بھی بتلایا ہے مگر مشہور قول یہی ہے، قرآن پاک میں اولوالعزم رسولوں کا ذکر اجمال کے ساتھ آیا ہے،

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل، (احقاف: ۳۵)	ایسے صبر کرو جس طرح اولوا العزم رسولوں نے کیا،
فضلت علی الانبیاء بست (ترمذی)	مجھے انبیاء پر چھ چیزوں سے برتری حاصل ہے،

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ آوے گا، جس نے بھی آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد آج تک ساری دنیا میں کسی جگہ نبوت کا دعوی کیا وہ جھوٹا نکلا اور تباہ و برباد ہوا، آپ کی دعوت تمام جن و انس کے لئے ہے،

معراج نبوی: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی ہوئی، آپ بیداری کی حالت میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ آسمان دنیا تک گئے، پھر وہاں سے بحکم الٰہی جہاں تک جانے کی اجازت ملی گئے، یہ باتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جس کا ان حدیثوں پر ایمان نہیں وہ بدعتی اور گمراہ ہے، مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانا تو قرآن کے نص قطعی سے ثابت ہے اس کا انکار صریح کفر ہے رہا زمین سے آسمان کے اوپر جانا سو یہ بات خبر مشہور مستفیض سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا مبتدع اور ضال ہے، آسمان سے جنت و عرش تک جانا اخبار آحاد سے ثابت ہے، معراج کہاں تک ہوئی اس میں اختلاف ہے، جنت، عرش، اس سے بھی آگے یعنی قاب قوسین تک پہونچنے کی بات لوگوں نے کی ہے، لوگوں کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ نے وہاں رب پاک کو دیکھا تھا یا نہیں، حضرت عائشہ اور دیگر ایک جماعت کا خیال ہے آپ نے رب پاک کو نہیں دیکھا البتہ جبریل علیہ السلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو دیکھا، حضرت عبداللہ بن عباس اور ایک جماعت کا خیال ہے آپ نے اللہ کو دیکھا ہے، پھر کسی کا کہنا ہے کہ یہ رویت آنکھ سے ہوئی، کسی نے کہا دل سے ہوئی، اشاعرہ بچشم سر دیکھنے کے قائل ہیں، تفتازانی دل سے دیکھنے کو مانتے ہیں، اس سلسلے میں بعض لوگوں نے توقف اختیار کیا ہے، یہی آخری بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ رویت بصر یا رویت کی تصریح نہیں آئی ہے جس پر اطمینان ہو، ہمیں کچھ زیادہ غور و فکر کرنے اور اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے،

معجزہ قرآن: نبی امی کا سب سے عظیم معجزہ قرآن کلام اللہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا، دیگر انبیاء کے معجزات رونما ہوئے لیکن ختم ہو گئے، ہر پیغمبر کو ایک دو قسم کا معجزہ دیا گیا تھا لیکن خاتم النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کا معجزہ عنایت ہوا، سارے انبیاء میں جتنے کمالات جدا جدا تھے آپ کی ذات واحد میں سبھی اکٹھا کر دیئے گئے اور مزید دوسرے کمالات بھی ملے، ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری، جو بزرگی آپ کو ملی تھی وہ کسی کو نہ ملی تھی ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

انبیاء و رسل ملائکہ اور اولیاء اگرچہ اشرف مخلوقات ہیں لیکن ساری مخلوقات کی طرح انہیں کوئی علم و قدرت حاصل نہیں وہ صرف اتنا ہی جانتے اور اس کی قدرت رکھتے ہیں جو انہیں اللہ کی طرف سے مل جائے، جس طرح تمام مسلمان اللہ کی ذات و صفات پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح ان کا بھی ایمان تھا، انہیں ذات و صفات الٰہی کے ادراک حقیقت میں اپنے عجز و قصور کا اعتراف تھا، عبدیت کے تقاضے اور حقوق وہ شکر الٰہی سے ادا کرتے تھے اس لئے صفات الٰہی میں اللہ کے خاص بندوں کو شریک کرنا یا اس کی عبادت میں انہیں شریک کرنا کفر ہے، غیر انبیاء کو صفات انبیاء میں بھی شریک کرنا ممنوع ہے، یہود نے انبیاء کا انکار کیا تو کافر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرے، نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانا اور عرب نے ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں ٹھہرایا اور فرشتوں کے لئے علم غیب تسلیم کیا تو کفر میں مبتلا ہو گئے۔ نیچریہ نے ملائکہ و شیاطین کے وجود کا انکار کیا تو کافر ہو گئے، مقصود یہ ہے کہ انبیاء کی متابعت ہر بات میں ہونی چاہیئے وہ جس کی خبر دیں اس پر ایمان لانا چاہیئے اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیں انہیں کرنا چاہیئے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے بچنا لازم ہے، قاضی ثناء اللہ رح نے اپنی کتاب "مالا بد منہ" میں فرمایا ہے "جس شخص کا بھی قول و فعل ہو اگر پیغمبر کے قول و فعل سے بال برابر بھی انحراف کرے اسے ٹھکرا دینا چاہیئے"، قاضی صاحب کے اس عظیم جملے سے تقلید کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے، قاضی صاحب حنفی فقیہہ تھے ان کے قاعدہ کے مطابق ان کی یہ بات حنفیہ کے خلاف حجت ہے، اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوٰۃ کے ترجمہ میں بدعت حسنہ کی جڑ کاٹ دی ہے، آپ نے لکھا ہے کہ ایک ادنیٰ سنت بھی بدعت حسنہ سے بہتر ہے مثلاً سنت کے مطابق استنجا کرنا مدرسہ اور خانقاہ بنانے سے بہتر ہے اس لئے کہ سنت سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور بدعت سے ظلمت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ نوبت "ختم"، "طبع" اور "رین" کو پہونچ جاتی ہے، یہ دونوں عالم بڑے فاضل عابد، زاہد، عامل اور حنفی مذہب کے امام تھے، امید کہ حنفیہ ان کے فتوی کا انکار نہ کریں گے اگر کریں تو کیسے کر سکتے ہیں، آخر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تو یہی فرمایا ہے

من أبی فقد عصانی، جس نے میرے قول و فعل کا انکار کیا وہ میرا نافرمان ہے،

پھر فرمایا کہ ایسا شخص جہنم میں جائے گا،

کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے

کلیہ قاعدہ ہے جو ہر بدعت کو شامل ہے خواہ اس کو کوئی حسنہ کہے یا مستحب یا واجب،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افسوس تو یہ ہے کہ کسی بھی بدعت کو حدیث میں حسنہ نہیں کہا گیا ہے پھر اس تقسیم کو نہ ماننے والوں پر نکیر کیوں کیا جائے ۔

ولایت: ولایت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ ولی معصوم ہو، اس سے خطا اور غلطی نہ ہو، ولی بعض علوم شریعت سے بے خبر رہ سکتا ہے بعض امور دین اس پر مشتبہ ہو سکتے ہیں وہ کبھی خوارق عادت کو کرامات سمجھ لیتا ہے اور شیطان کے دھوکے میں آجاتا ہے اسے خبر نہیں رہتی کہ یہ کام شیطان کا ہے اس خطا کے سبب وہ ولایت سے خارج نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے خطا و نسیان کو معاف فرمایا ہے ، ولی کی بات ماننا کسی کے لئے ضروری نہیں ہے نہ اس کے ہر الہام واقعہ اور کشف پر اعتماد کرنا لازم ہے ، ہر ولی کے ہر قول و فعل کو کتاب و سنت پر پرکھنا چاہیئے اگر وہ صحیح نکلے تو ماننا چاہیئے ، اور اگر کتاب و سنت کے مطابق نہ ہو بلکہ ان کے مخالف ہو تو معذرت ان کی پیروی کر کے معصیت میں پڑنا جائز نہیں ،

کراماتِ اولیاء: کراماتِ اولیاء برحق ہیں، ولی وہ ہوتا ہے جو متقی ہو اور اللہ کی ذات و صفات خوب پہچانتا ہو، ایمان و اسلام میں مخلص و محسن ہو، اس کی کرامت خرقِ عادت ہوتی ہے جس سے یہ خرقِ عادت صادر ہو اور وہ مومن صالح العمل نہ ہو تو سمجھو کہ وہ کرامت نہیں ہے بلکہ استدراج ہے جس طرح ابلیس آن کی آن میں زمین طے کر کے مشرق و مغرب میں پہونچ کر وسوسہ ڈالتا ہے یا خون کی طرح آدمی کی رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے یا فرعون کے حکم سے دریائے نیل بہتا تھا یا جس طرح کہ دجال کے متعلق اخبار صحیحہ میں آیا ہے اس طرح کے کاموں کو کرامات نہیں کہتے ہیں بلکہ قضاء حاجات کہتے ہیں ، اللہ اپنے دشمنوں کے کام استدراج کے لئے کر دیتا ہے دنیا میں مکر ہوتا ہے اور عقبیٰ میں عقوبت ہوتی ہے ،

سنستدرجہم من حیث لا یعلمون ہم انہیں اس طرح پکڑیں گے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واملی لھم إن کیدی متین — انہیں علم بھی نہ ہوگا، میں انہیں بتاتا ہوں کہ میری تدبیر بڑی مستحکم ہے، (اعراف ۸۳ - ۱۸۲)

حدیث میں آیا ہے جب تم دیکھو کہ اللہ نے کسی بندے کو نعمت اس کے حسب مراد دی اور وہ گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ کا استدراج ہے یعنی وہ اس نعمت پر دھوکہ کھا کر زیادہ تر عصیان و کفران کرتا ہے، ایسا استدراج اللہ کی طرف سے ہو سکتا ہے یہ نقلاً ثابت ہے اور عقلاً جائز ہے قصۂ ابلیس میں آیا ہے

انظرنی الیٰ یوم یبعثون — قیامت کے دن اٹھائے جانے تک مجھے مہلت دیجئے۔ (ص - ۷۹)

فرمایا:

فانک من المنظرین الیٰ وقت الیوم المعلوم (ص - ۸۱ - ۸۰) — تجھے قیامت تک مہلت ملی،

رہی کرامات اولیاء اللہ تو قرآن شریف نے حضرت مریم اور حضرت سلیمان کی کرامت کا ذکر ہے، شواہد النبوۃ میں صحابہ کرام اور اہل بیت کی کرامات کا ذکر ہے، سحر و طلسمات اور شعبدہ سے خرق عادت نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ کام آلات و اسباب کے ذریعہ ہوتے ہیں،

اولیاء کرام طعام، لباس، رکب اور مکان میں کسی سے ممتاز نہیں ہوتے، نہ ان کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ ولی اللہ ہیں بلکہ مباحات میں یہ تمام لوگوں کی طرح ہوتے ہیں، اولیاء ہر طبقے میں ہوتے ہیں تجار، اہل حرفہ، کسان، اصحاب سیف و سنان، علماء سبھی میں اولیاء ہوتے ہیں بشرطیکہ مبتدع، فاسق اور فاجر نہ ہوں، پھر ان میں جو زیادہ متقی ہو وہی بڑا ولی ہے، اولیاء کی پہچان یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث پر جمے رہتے ہیں ان سے ہٹتے نہیں، وہ معصوم نہیں ہوتے ہیں نہ قرآن و حدیث پر پرکھنے سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے ان کی کسی بات کو ماننا جائز ہے، اس باب میں علامہ ابن تیمیہ رح کی کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان نہایت عمدہ ہے،

اولیاء سے کرامت کا ظہور نقض عادت کے طور پر ہوتا ہے، مثلاً لمبی مسافت وہ تھوڑی دیر میں طے کر لیتے ہیں، ضرورت کے وقت کھانا پانی موجود ہو جاتا ہے، مریم علیہا السلام کی یہی کرامت تھی، یا پانی پر چلے جاتے ہیں یا ہوا میں اڑ جاتے ہیں، یا جانور ان سے بات کرتا ہے یا کسی بلا کا آنا روک دیتے ہیں، یا دشمنوں کی جمع درہم برہم کر دیتے ہیں لیکن یہ سب باتیں ان کے اختیار میں نہیں ہوتی ہیں یہ حکم الٰہی سے صادر ہوتی ہیں، یہ کرامتیں کبھی کبھی کسی وقت صادر ہوتی ہیں اور یہ بھی لازم نہیں کہ صادر ہی ہوں یا جس سے صادر نہ ہوں وہ علم و تقویٰ کے باوجود ولی نہ ہو، ولی کو کبھی اپنا ولی ہونا بھی نہیں معلوم رہتا ہے خواجۂ نقشبند سے کسی نے کہا کوئی کرامت دکھلاؤ انہوں نے فرمایا یہ کیا کم کرامت ہے کہ معاصی اور گناہوں کے بارگراں کے باوجود ہم زمین کے اوپر چلتے ہیں زمین کے اندر دھنس نہیں جاتے اس سے زیادہ اور کیا کرامت دیکھنا چاہتے ہو، امام شافعی رح نے فرمایا اللہ کے ولی یہی علماء دین ہیں جو کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں اگر یہ لوگ ولی نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی ہے ہی نہیں، شیخ عبدالقادر جیلانی یا اور کسی ولی اللہ نے فرمایا ہے کہ حنفیہ میں کبھی کوئی ولی نہیں ہوتا یہ بات شاید اس لئے کہی ہوگی کہ اس طائفہ کا دار و مدار رائے اور قیاس پر ہے اور ولایت بغیر کتاب و سنت کی اتباع کے مل نہیں سکتی اس لئے یہ لوگ ولی نہیں ہوتے ہیں، واللہ اعلم

یہ کرامت درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، کرامت کے صدور سے ولی کی ولایت ظاہر ہوتی ہے، لسنفی نے کہا ہے: لن یکون ولیا الا یکون محققا دیانتہ دیانتہ الاقرار برسالۃ رسولہ انسان ولی صرف اس وقت ہوگا جب اس کی دیانت اور تدین ٹھیک ہو اور دیانت اقرار رسالت رسول سے ملتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حسن العقیدہ کا لفظ یہ ہے : وھم ای الاولیاء المومنون العارفون باللہ وصفاتہ المحسنون فی ایمانھم ، اولیاء وہ مومنین ہیں جنہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے اور صفات الٰہی کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اپنے ایمان میں بہتر ہیں ،

کشف و الہام الہام کشف اور خواب ایک بھی اسلام میں حجت نہیں ہیں ، نہ ان سے کوئی دینی حکم ثابت ہو سکتا ہے ان کی حیثیت بس اتنی ہے کہ احکام ثابتہ کی تائید کریں ، قاضی ثناء اللہ مرحوم نے کہا ہے ، کشف و الہام اگر آحاد احادیث اور قیاس ۔ شروط قیاس متوفر ہونے کی صورت میں ۔ کے خلاف ہوں تو حدیث اور قیاس کو ترجیح دی جائے گی ، کشف و الہام اور خواب پر غلطی کا حکم لگے گا یہ مسئلہ سارے سلف و خلف کا مجمع علیہ ہے کیونکہ رسول اللہ کا قول قطعی حجت ہوتا ہے اس کی روایت میں کذب و نسیان کا بڑا کم احتمال ہے اور اولیاء کے کشف میں غلطی بہت ہوتی ہے ،

سنت اور منصوص کتاب و سنت اہل سنت حقیقت میں کسی خاص مذہب کا نام نہیں ہے جب اہل قبلہ مختلف ہو کر کئی فرقے بن گئے تو وہ ضروریات دین پر متفق رہے اور بہت سے مسائل میں ہر ایک نے اپنی رائے و قیاس پر عمل کیا اس وقت ایک گروہ ظاہر کتاب و سنت کو خوب مضبوطی سے پکڑے رہا ، وہ سلف کے عقائد پر جم گئے اور اصول عقلیہ کی موافقت یا مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کی اگر انہوں نے اتفاقاً معقولی کلام کیا تو مخالف کی تردید اور حصول طمانیت کے لئے کیا نہ کہ عقائد میں عام فائدہ کے لئے انہیں کو اہل سنت یا اہل حدیث یا سلفی کہتے ہیں ،

دوسروں نے ظاہر نص کی تاویل کی پھر جس بات کو اپنے خیال میں اصول عقلیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے مخالف پایا وہاں علم کلام کا سہارا لیا تاکہ مسئلہ کی توضیح کرسکیں، قبر میں سوال، اعمال کا وزن، مرور صراط، رویت باری تعالیٰ، کرامات اولیاء وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں، سلف کا ان پر یقین تھا، لیکن ایک قوم کے خیال میں عقل انہیں قبول نہیں کرسکتی اس لئے ان لوگوں نے ان امور کی تاویل کی،

ایک گروہ اور ہے جس نے کہا ہم ان باتوں پر ایمان لاتے ہیں گو ہم کو ان کی حقیقت معلوم نہیں نہ ہماری عقل ان پر گواہی دیتی ہے، ایک اور گروہ کا خیال ہے کہ ہم ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں ہمارے رب کے طرف سے ان کے سلسلے میں بیان آگیا ہے، ہماری عقل بھی اس کی گواہی دیتی ہے،

رہے وہ مسائل جن پر قرآن ناطق نہیں ہے نہ سنت میں ان کے متعلق بیان ہے نہ صحابہ نے ان کے سلسلے میں گفتگو کی ہے تو ان مسائل میں بعد میں آنے والے کچھ لوگوں نے کلام کیا، انہوں نے ان مسائل میں کئی طرح کلام کیا ایک عقلی دلائل سے استنباط کرنا جیسے انبیاء کی فضیلت ملائکہ پر حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فاطمہ پر، دوسرے ان کے اصول سنت کے مطابق ہوں اور ان مسائل سے وابستہ ہوں جیسے امور عامہ یا جواہر و اعراض کے کچھ مباحث کیونکہ حدوث عالم موقوف اس پر ہے کہ ابطال ہیولی اور اثبات جزء لایتجزی تسلیم کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا یہ اس قضیہ کے ابطال پر موقوف ہے کہ واحد سے صرف واحد کا صدور نہیں ہوتا ہے یا معجزات کا عقیدہ اس پر موقوف ہے کہ اسباب اور مسببات کے درمیان جو عقلی تلازم ہے درست نہیں ہے اسی طرح معاد کے عقیدہ کی صحت اس پر موقوف ہے کہ اعادۂ معدوم ممکن ہے اسی طرح اور دیگر مسائل کو بھی پرکھا جاسکتا ہے، اس طرح کے دیگر مسائل حجۃ اللہ البالغہ میں کثرت سے موجود ہیں۔

نصوص کتاب وسنت اپنے ظاہر پر محمول ہوں گے انہیں اپنے ظاہر سے کوئی پھیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں سکتا مثلاً وہ آیتیں جن سے بظاہر جہت اور جسمیت معلوم ہوتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ آیتیں نصوص نہیں ہیں، ..... بلکہ متشابہ ہیں اس لئے کہ یہاں نصوص میں ان کا کوئی مقابل مفسر محکم لفظ مراد نہیں ہے، ہمارے نزدیک ان نصوص سے وہی مفہوم مطلوب ہے جو عام و متعارف ہے ان کے ظاہری معنی کو بدل کر اہل باطن کے معنی مراد لینا الحاد ہے، فاسد آراء پر عقائد کی بنا رکھنی اور ان کے مخالفین پر کفر کا حکم لگانا خواہ ظواہر قرآن و حدیث کے اولہ انہیں مخالفین کی تائید میں ہوں، درحقیقت قرآن و حدیث کو غلط ٹھہرانا ہے، آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کو بیان کے لئے بھیجے اور رسول اکرم افصح الناس ہونے کے باوجود ظاہر میں ایسے الفاظ کہیں جن پر اعتقاد رکھنا کفر ٹھہرے، یہ جرأت اسی قوم میں ہو سکتی ہے جن میں صغیر السن جوان ہو گیا ہو اور جوان کبیر السن ہو گیا،

امت محمدیہ امتِ اسلام بہترین امت ہے، قرآن نے اس پر تنصیص کی ہے، حدیث میں آیا ہے:

انتم تتمون سبعین امة انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ (ترمذی)

تم ستر امت پورے کرو گے تم بہترین امت ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے باعزت،

معلوم ہوا اس امت سے پہلے ۶۹ امتیں تھیں ان سب امتوں کا وقت صبح سے عصر تک تھا اس امت کا وقت عصر کے بعد ہے لیکن گذشتہ امتوں کا اجر اس امت سے کم ہے، جتنی اگلی امتیں تھیں وہ ہو چکیں صرف اہل کتاب کسی قدر باقی ہیں لیکن اپنی کتاب پر قائم نہیں ہیں اس لئے انہیں اہل کتاب نہ کہنا درست ہے، اگر یہ لوگ اپنی کتابوں پر قائم بھی رہتے پھر بھی یہ ناجی نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ ناسخ کے بعد منسوخ پر عمل کرنا شرعاً و عقلاً درست نہیں ہے، اس امت کے فضائل اور ان کے لئے کثرت ثواب کے وعدہ پر بہت حدیثیں آئی ہیں اور اس کے بہت سے خصائص بھی ہیں جو بالتفصیل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"المواھب اللدنیۃ" میں مذکور ہیں، حضرت معاویہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذلک (متفق علیہ)

ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ امر الٰہی سے ثابت قدم رہے گا ان کے مخالفین اور ان کو رسوا کرنے والے انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہ قیامت تک رہے گا، امر الٰہی آنے تک وہ اپنی روش پر قائم رہیں گے،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کا وجود قیامت تک برقرار رہے گا، کوئی یہ چاہے کہ اسلام دنیا سے مٹ جائے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے، یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کی سلطنت و حکومت باقی نہ رہے مسلمان غریب ہو گئے ہیں مگر اس غربت کے باوجود بالکل فانی نہ ہوں گے فنا کو چھوڑیئے ان کا کوئی نہ کوئی گروہ ہمیشہ کسی نہ کسی خطۂ زمین میں غالب و منصور رہے گا، مخالف کے ہاتھ سے اس کو کوئی نقصان نہ پہونچے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے کہ ہر ابتدائے صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا رہا ہے جس نے سنت کو قائم کیا اور بدعت کو دور کیا، یہ تجدید کبھی بذریعہ زبان و بیان ہوتی ہے اور کبھی بذریعہ سیف و سنان، کبھی ایک عصر میں متعدد اشخاص مجدد ہوئے کوئی کسی خطہ میں، کوئی کسی علاقہ میں، کوئی مغرب میں ظاہر ہوا کوئی مشرق میں، کوئی زمرۂ اہل علم سے اٹھا کوئی طائفۂ ملوک سے اور کوئی لشکر سے اس لئے یہ بات اہل سنت کے عقیدہ میں داخل ہے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام والتحیہ اکمل شریعت ہے اور یہ دین جملہ ادیان کی ناسخ ہے یہ کمال صرف اس امت کو حاصل ہے جس کے لئے کتاب و سنت کے منطوقات و منصوصات، قیاسات و مجتہدات کے بغیر کافی ہیں کیونکہ قرآن و حدیث کے دلائل جملہ حوادث ظاہرہ و باطنہ کے لئے کافی ہیں، فاسد آرا اور نارسا عقلوں کی انہیں ضرورت نہیں، جب رسول اکرم خاتم الانبیاء ٹھہرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو ضروری ٹھہرا کہ آپ کے بعد کسی دوسری شریعت کی ضرورت نہ ہو،

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت	آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور
علیکم نعمتی ورضیت لکم	تمہارے اوپر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور
الاسلام دینا (مائدہ - ۳)	تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا،

جس کا خیال یہ ہو کہ دین کا کام فقہی تفریعات و فتاوی کے بغیر نہیں چل سکتا اس نے گویا اس آیت کا انکار کیا، اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے،

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا	جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کی
فلن یقبل منہ (آل عمران - ۸۵)	تلاش کی تو ہرگز اس کی تلاش مقبول نہ ہوگی،

یعنی اس کے سوا اللہ کے یہاں کوئی دین مقبول نہیں ہے خواہ مجوس کا دین ہو یا ہنود کا یا یہود کا، یا نصاری کا، موسوی شریعت کی بنیاد قہر و جلال پر تھی اس میں قتل نفس، تحریم طیبات اور تعجیل عقوبات کا حکم تھا اور غنائم ان کے لئے ممنوع تھے، موسیٰ علیہ السلام بھی عظمت و ہیبت، شدت غضب اور بطش اعدائے دین میں ایسے کامل تھے کہ کوئی ان کے طلعت مبارک پر نظر نہیں کر سکتا تھا، عیسیٰ علیہ السلام مظہر لطف و جمال تھے نہایت درجہ ملائم رفیق اور شفیق تھے ان کی شریعت سراپا فضل و احسان تھی جس میں دبال و قتال کا نام بھی نہ تھا بلکہ ان پر مقاتلہ کرنا حرام تھا انجیل مقدس میں ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک رخسار پر طمانچہ مارے تو تو منہ پھیر دے کہ وہ تیرے دوسرے رخسار پر بھی طمانچہ مار لے جو کوئی تیرا دامن پکڑے تو اس کو اپنی چادر دیدے جو تجھ کو ایک میل تک بیگار میں لے جاوے تو اس کے ہمراہ دو میل تک چلا جائے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دونوں نبیوں کی صفات کے جامع تھے اور آپ کی شریعت دونوں شریعتوں کی خصوصیات کی حامل ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصحابِ رسول

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم خیار امت و ابرار ملت تھے ان کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں، یہ اجر و ثواب میں ساری امت سے افضل ہیں اگر کوئی شخص پہاڑ برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے پھر بھی وہ ان کے آدھ سیر جو کو نہیں پہونچتا ہے،

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم،

میرا زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو میرے بعد ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے،

سے ان کی فضیلت تابعین پر اور تابعین کی فضیلت تبع تابعین پر ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے قرآن و سنت کو زبانِ نبوی سے بلا واسطہ سنا ہے وہ آپ کے ساتھ سفر و حضر شدت و آرام اور غزوات میں رہے ہیں، اپنی جان و مال اور اولاد کو راہ الٰہی میں بے دریغ فدا کر دیا ہے ایسی صورت میں کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا ہے، شیعہ خارجی ناصبی رافضی ان کے دشمن ہیں، بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ تمام امت پر ان کی یہ فضیلت من حیث المجموع ہے فردی حیثیت سے نہیں ان کی دلیل ترمذی کی یہ روایت ہے:

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ،

میری امت کی مثال اس بارش کی سی ہے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اس کا اول بہتر ہے کہ آخر،

لیکن اگر اس آخر امت سے وہ لوگ مراد لئے جائیں جو مہدی علیہ السلام کے زمانۂ ظہور میں ہوں گے تو ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کی بات صحیح ہو اس لئے کہ تیرہ سو برس ہجرت کو گذر گئے، اب چودھویں صدی کا دوسرا سال ہے، اس وقت اسلام سے زیادہ کوئی دین غریب و مضمحل نہیں ہے، نام کی مسلمانی باقی رہ گئی ہے، ہر طرف کفر و فسق کا زور ہے، دنیا طلبی و دین فروشی کا شور ہے ان لوگوں میں خیر باقی نہیں رہ گیا ہے پھر اس دور کے یہ آخر امت کیسے مراد ہو سکتے ہیں، کبائر کا رواج ان میں فرائض کی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے، زنا کاری، شراب خوری، گانا بجانا ان کا مذہب ٹھہرا ہے، فسق و فجور کذب و زور ان کا دین ہو گیا ہے، مکر و فریب ظلم و زور ان کا ایمان قرار پایا ہے، اگر مہدی علیہ السلام کا آنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آنا متعین نہ ہوتا تو اس دور کے لوگ ایسے ہیں کہ نفخ صور شاید انہیں پر ہو جاتا۔

خلفاء: صابونی نے فرمایا: اصحاب حدیث شہادت دیتے ہیں کہ صحابہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم یہی خلفاء راشدین بھی تھے، رسول اکرم کے فرمان

الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ — خلافت میرے بعد تیس سال ہو گی،

سے یہی مراد ہیں، جب ان کا زمانہ بیت گیا تو خلافت راشدہ جاتی رہی ملک گزندہ دور آ گیا نسفی میں ہے: نبی اکرم کے بعد افضل بشر خلفاء اربعہ ہیں یعنی ترتیب خلافت کے مطابق پھر ان کے بعد ملک و امارت ہے، حسن العقیدہ میں ہے: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر امام برحق ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی پھر خلافت تمام ہو گئی، پھر اس کے بعد بادشاہی آ گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال چھ ماہ خلیفہ رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساڑھے دس برس، حضرت عثمان بارہ برس اور حضرت علی چار سال نو ماہ امام حسن چھ ماہ علی مرتضیٰ کی شہادت ہجرت کی تیسویں سال ہوئی اس سے یہ بات نکلی کہ حضرت معاویہ اور جو لوگ ان کے بعد امیر ہوئے وہ خلیفہ نہ تھے، ملوک و امراء تھے، نبی اکرم کے بعد ابو بکر کی تمام صحابہ پر افضلیت تمام وجوہ سے نہ تھی کہ حسب و نسب، شجاعت و قوت اور علم وغیرہ کو بھی شامل ہو آپ کی افضلیت اس بناء پر تھی کہ آپ سے اسلام کو سب سے زیادہ فائدہ ہوا، حضرت علی مرتضیٰ کو شیخین پر مقدم سمجھنا جمہور علماء کے مسلک کے خلاف ہے ابو الطفیل صحابی رسول رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل مانتے تھے، حضرت ابو بکر کی افضلیت قطعی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے ان کو اپنی زندگی ہی میں نماز میں اپنا نائب بنایا تھا اور یہ بات دین سے ثابت ہے کہ امامت کا مستحق افضل ہوتا ہے، آپ کی امامت مدینہ میں اکابر صحابہ کی موجودگی میں ہوئی ایک بار حضرت عمرؓ آگے بڑھ گئے اور حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے تھے تو آپ نے فرمایا تھا

یابی اللہ والمومنون الا ابابکر — اللہ اور مومنین کو ابوبکر منظور ہیں،

غرضیکہ اشاعتِ حق میں یہی دو بزرگ سب سے برتر سمجھے جاتے ہیں، یہاں یہی دیکھا ہی جاتا ہے کہ انسان میں اسلام کی اشاعت کس نے زیادہ کی ہے اللہ کے دین حق اور رسول اکرم کی سنت مطہرہ کو کس نے سب سے زیادہ پھیلایا، کفر و فسق کس نے زیادہ مٹایا جس سے یہ کام ہوا بلاشبہ وہ ان لوگوں سے بہتر ہے جن سے یہ کام نہیں ہوا یا کم ہوا، یہی بات امراء، رؤسا اور ملوک میں قابل التفات ہوتی ہے کہ جو ان میں زیادہ دیندار، حق پرست، متبع سنت، بدعت ختم کرنے والا، فسق و فجور ظلم و جور دور کرنے والا ہو وہ ان سے افضل ہے جو ان امور میں ان کے برابر نہ ہوں یا ان سے کم ہوں وہ لوگ جو زندگی میں شتر بے مہار ہیں ان کی بات جدا ہے یہ امت کے بدترین لوگ ہیں، خلاصہ یہ کہ رسول اکرم کی زندگی کے دو رخ ہیں، ایک میں وہ اللہ سے لیتے ہیں دوسرے میں وہ مخلوق کو دیتے ہیں، جو خصوصیت اور کمال شیخین کو حاصل تھا وہ دوسروں کو حاصل نہیں تھا، شیخین کو اعطاء خلق، تالیف قلب اور لوگوں کو متحد رکھنے اور تدابیر جنگ میں امتیاز حاصل تھا، یہ امتیاز ان دونوں کے سوا دوسروں کے پاس نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ انہیں رسول اللہ کا وزیر کہا جاتا ہے، باقی صحابہ کا ذکر خیر ہمارے لئے لازم ہے کیونکہ سارے صحابہ دین میں ہمارے امام اور پیشوا ہیں ان کو برا بھلا کہنا گالی دینا حرام ہے اور ان کی تعظیم کرنا واجب ہے اللہ ان روافض خوارج اور نواصب سے سمجھے جنہوں نے صحابہ خصوصاً شیخین اور حضرت عائشہ کی بے آبروئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے، حالانکہ مسلمان کی جان و مال اور آبرو کا حکم یکساں ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آبروریزی خونریزی کے برابر ہوتی ہے جو حکم ان کفار کا ہے جنہوں نے صحابہ کو شہید کیا تھا وہی حکم ان تبرا کرنے والوں کا ہے، درحقیقت یہ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قاتل ہیں کیونکہ زبان کا زخم سنان کے زخم سے کاری ہوتا ہے، ان لوگوں کا کفر اس آیت قرآنی سے نکلتا ہے،

لیغیظ بہم الکفار (فتح - ۲۹) تاکہ کفار کو ان سے جلائے

اگر کسی شخص کو کسی صحابی خواہ کبیر ہو یا صغیر، امیر ہو یا فقیر پر غصہ آتا ہے وہ کفار کا بھائی ہے اس تیرہ صدی میں ایسے جاہل بھی پیدا ہوئے ہیں جو دعوی تو سنی مذہب پر کاربند ہونے کا کرتے ہیں مگر زبیر، طلحہ اور عائشہ رضوان اللہ علیہم پر حضرت علی سے بغاوت کا الزام لگاتے ہیں، اب ایسوں کے بارے میں سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والظالمین،

عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ: اصحابِ حدیث اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ قطعی جنتی ہیں، اسی طرح فاطمہ خدیجہ، عائشہ، حسن حسین صحابہ اور اہل بیت کی تعظیم کرنا اور ان سے محبت کرنا اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کا اقرار کرنا اہل بدر اور اہل بیت الرضوان کو جنتی جاننا حق ہے حدیث سے ثابت ہے کہ اہل بدر تین سو سے زائد تھے، سابقین اولین انصار ہوں یا مہاجرین باقی صحابہ سے افضل ہیں، قرآن کریم میں اس کی صراحت موجود ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل بالترتیب خلفاء ہیں پھر بقیہ عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر، پھر اہل احد پھر باقی اہل بیعت الرضوان، پھر بقیہ صحابہ، حجۃ الوداع میں صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کچھ زائد تھی، صحابہ کرام کی اولاد کی فضیلت علم و تقوی پر موقوف ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صحابہ کی اولاد کی فضیلت صحابہ کی فضیلت کے تابع ہے جن کے آباء صحابہ کرام میں زیادہ افضل ہیں وہی سب سے افضل اولاد ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ہوں گے اسی طرح ترتیب داران کی فضیلت مانی جائے گی، البتہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کو خلفاء ثلاثہ کی اولاد میں فضیلت حاصل ہے کیونکہ انہیں رسول اکرم کی قرابت داری کا شرف حاصل ہے اس لئے یہ مقدس و پاک اہل بیت میں شمار ہوں گے۔

اللہ کی کتابیں ہیں: اللہ کی کتابیں ہیں جن کو پیغمبروں پر آسمان سے زمین پر اتارا ہے، ان کتابوں میں امر و نہی وعدہ وعید سب کچھ ہے، تمام کتابوں میں افضل قرآن عظیم ہے یہ کلام اس کی صفت قدیم ہے، جتنی آسمانی کتابیں اتریں یہ کتاب ان سب کا خلاصہ اور فصل الخطاب ہے افضل رسل پر نازل ہوئی، اعجاز نظم اسی کا خاصہ ہے، دوسری کتابوں میں یہ خصوصیت نہیں ہے، عقیدہ و عمل میں اس کتاب کو حرز جاں بنانا فرض عین ہے، اس کی مخالفت صریح کفر اور واضح گمراہی ہے اس کے ہوتے کسی آسمانی کتاب کا پڑھنا دیکھنا (بنظر استحسان و تعبد) درست نہیں ہے، عمر فاروق کے ہاتھ میں رسول اکرم نے توریت دیکھی تو چہرۂ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا فرمایا:

لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی۔ — اگر موسی زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میری تابعداری کے اور کچھ نہ بنتا۔

جب توریت اور انجیل کا یہ حکم ٹھہرا تو پھر اور کسی کتاب کا کیا ذکر ہے خصوصا اس کتاب کا جو آسمان سے بھی نہ آئی ہو نہ کسی پیغمبر پر اتری ہو اسے اسی زمین پر کسی مولوی ملا، مشائخ، فقیہہ، درویش یا شاعر نے گھڑی ہو اس میں اپنی عقل کی کارروائی کی ہو اس بنا پر اس میں سب یا اکثر یا بعض مطالب کتاب و سنت کے خلاف ہوں ظاہر ہے اس کو پڑھنا، اس پر عمل کرنا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا اللہ اور رسول اللہ کی مخالفت کرنا ہے، آخر یہ کیسے درست ہو سکتا ہے معلوم نہیں یہ کیسا ایمان ہے کس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح کا احسان ہے اور کس طرز کا اسلام ہے، انا للہ

یہ سیکڑوں عقلی فتادی اور فقہ جن میں لاکھوں مسئلے بے دلیل لکھے گئے ہیں کیا ان پر چلنا اللہ کے دین پر چلنا ہے یا ابلیس لعین کے آئین پر، ہر امتی کا قول و عمل اسی وقت لائق سماعت اور مستحق التفات ہو سکتا ہے جب اس کے پیچھے کتاب و سنت کے نصوص ہوں جو اس کی تائید کرتے ہوں،

توریت موسیٰ علیہ السلام پر اتری تھی اللہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اتنی بڑی کتاب تھی کہ پیغمبر کے سوا اس کو کوئی حفظ نہ کر سکا، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر اتری اور زبور داؤد علیہ السلام پر، ان سب کتابوں میں رب پاک اس کے احکام و شریعت خطب و موعظت، احوال و صفات اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے آپ کے اصحاب و امت کا تذکرہ بھی ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص کفر و عناد میں ان نصوص کا انکار کر دے یا ان بشارتوں کو بدل ڈالے یا ان کا مطلب بگاڑ دے یا وقتاً فوقتاً ان میں اصلاح کرتا رہے، ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے اترے تھے قرآن شریف نے سب کو منسوخ کر دیا ہے، اب نہ کسی کتاب کی تلاوت درست ہے نہ دراست،

سب آسمانی کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے، کتابوں کی گنتی معلوم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ کسی قطعی دلیل سے سماوی کتب کی تعداد معلوم نہیں، ساری کتابیں اس حیثیت سے کہ اللہ کا کلام پاک ہیں رتبہ میں برابر ہیں گو بعض دیگر وجوہ سے کسی کتاب کو کسی کتاب پر افضلیت حاصل ہو، قرآن کریم کو تمام کتابوں پر برتری حاصل ہے اس لئے کہ اس کتاب کو اللہ نے ہر قسم کی تحریف تبدیل نقصان اور تادیل سے بچا رکھا ہے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ اس کا ایک حرف بدل دے یا ایک حرف کم و بیش کر دے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ومن لاخلفہ تنزیل من حکیم حمید (حم سجدہ - ۴۲)

قرآن کے پاس باطل آگے پیچھے سے پھٹک نہیں سکتا، یہ حکمت والے لائق حمد وثنا ذات کی طرف سے اتری ہے۔

ملائکہ: فرشتے اللہ کے بندے ہیں اللہ کا جو حکم ہوتا ہے اس کو بجا لاتے ہیں، ان میں کسی کے تین کسی کے چار چار پر ہوتے ہیں، ہر ایک فرشتے کی ایک خاص جگہ مقرر ہے، یہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں نہ ان کو نر کہہ سکتے ہیں نہ مادہ، نہ ان کے اولاد ہوتی ہے نہ یہ کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں، یہ وحی پہونچاتے ہیں اور عرش الٰہی اٹھائے ہوئے ہیں ان کے لائق جو فضل وکمال ہوسکتا ہے وہ انہیں بالفعل حاصل ہے، یہ زن وشوئی سے بھی مبرا ہیں، بت پرستوں کا یہ کہنا کہ اللہ کی لڑکیاں ہیں محال اور باطل ہے،

ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا، (جن - ۳)

اللہ نے بیوی یا بیٹا نہیں بنایا،

لم یلد ولم یولد (اخلاص - ۳)

نہ جنا نہ جنا گیا،

شیاطین: شیاطین کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، یہ انسانوں کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں اور انہیں راہ راست سے بہکاتے ہیں ان کے اندر فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں میاں بیوی کو آپس میں لڑاتے ہیں،

ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون (انعام - ۱۲۲)

شیاطین اپنے دوستوں کو القا کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے لڑیں اگر تم ان کی مانو گے تو تم بھی مشرک بنو گے،

اللہ جس آدمی پر چاہتا ہے انہیں مسلط کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ان کے کید ومکر سے بچا لیتا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم برجلك وشاركهم في الاموال والاولاد وعدهم ومايعدهم الشيطان الا غرورا (بنی اسرائیل - ۶۴)

تو جن کو بھی اپنی دعوت سے پھسلا سکتا ہے پھسلا اور ان پر اپنے سواروں سے چڑھائی کر اور ان کے اولاد اور جائداد سے حصہ بٹا اور ان سے وعدے کر ان سے شیطان کا وعدہ محض دھوکا ہے،

غالباً شیاطین کا یہ تسلط اہل دنیا مرتجین کبائر اہل شرک وکفر پر زیادہ ہوتا ہے ان پر پیدل اور سوار شیطان مسلط رہتے ہیں وہ ان کے مال واولاد میں شریک ہوتے ہیں یہی سبب ہے کہ رؤسا وامرار کا اکثر مال اللہ کی مرضی کے خلاف صرف ہوتا ہے عشق ومستی میں برباد ہوتا ہے اولاد شریر فاسق فاجر نالائق جاہل اور مشرک وسرکش پیدا ہوتی ہے، یہی شیطان کا سارا وعدہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں جہاں کہیں سے ہم مال کماتے ہیں سب کا نتیجہ اچھا ہوگا آرام وسکون ملے گا ناموری ہوگی یہ سب غلط ہے، یہ کام ان کو جہنم کی سیر کرائے گا نیکنامی چالاکی اور عیش کوشی ان کو دوزخ کا کتا سور بنا دے گی بہرحال وہ شیطان کے دوست ہیں انہیں پر اس کا تسلط رہے گا،

وہ غربا اسلام جن کا اللہ پر ایمان ہے جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، دنیا کے عاشق مال کے بندے نام کے طالب نہیں ہیں ان پر شیاطین کا داؤں نہیں چلے گا،

انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون (نحل - ۱۰۰)

جو ایمان لائے اور جن کو اللہ پر توکل ہے ان پر شیطان کا داؤں نہیں چل سکتا،

ان عبادي ليس لك عليهم سلطان وكفى بربك وكيلا (بنی اسرائیل - ۶۵)

میرے بندوں پر تیرا تسلط نہیں ہو سکتا تیرا رب کارسازی کے لئے کافی ہے،

ان سے اگر بھول چوک ہو جائے تو متنبہ ہونے پر فوراً نادم ہو کر تائب ہو جاتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مالدار نصیحت کرنے پر ضد کرنے لگتے ہیں،

واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد (البقرہ - ۲۰۶)	اگر اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو گناہ سے سرفرازی اسے باز رکھتی ہے اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے،

قیامت کی نشانیاں:

قیامت کی نشانیاں حق ہیں، غربت اسلام، قلت علم، کثرت جہل، قتل عام، ظہور مہدی، نزول عیسیٰ خروج دجال، ظہور دابۃ الارض، خروج یاجوج ماجوج، مغرب سے سورج کا نکلنا اور رفع قرآن وغیرہ چھوٹی بڑی بہت سی نشانیاں اور چھوٹے بڑے فتنے قرآن وحدیث سے ثابت ہیں رسول اکرم صادق ومصدوق نے اس کی خبر دی ہے،

اسی طرح نفخ صور، بعث بعد الموت، نفخ اجیار، انشقاق سماوات، وقوع نجوم، طیران جبال، خراب ارض، مخلوق کا دوبارہ زندہ ہونا، مردوں کا قبروں سے زندہ ہو اٹھنا، دوزخ کی مختلف عذاب کی قسمیں جیسے سانپ، بچھو، زنجیر، طوق، آب گرم زقوم اور غسلین وغیرہ اور جنت کی مختلف نعمتیں جیسے حور وقصور، اکل وشرب اور دیگر لذات بھی حق ہیں،

سیوطی نے حال برزخ پر ایک کتاب تالیف کی ہے، میں نے جنت وجہنم پر ایک رسالہ لکھا ہے اور قبر کے حالات پر علیحدہ ایک کتاب "شمار التنکیت" تالیف کی ہے، صاحب اشاعہ اور اقتراب الساعہ نے قیامت کی نشانیوں کو اکٹھا جمع کر دیا ہے، جو کچھ ان کتابوں میں آیات واحادیث سے ثابت کیا گیا ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس کا انکار کفر والحاد اور زندقہ وارتداد ہے، جتنے مخالفین اسلام ہیں ان کا کفر یہی انکار معاد اور احوال قبر، حشر ونشر اور دوزخ وجنت ہے، توریت وانجیل میں معاد جسمانی اور دخول جنت وجہنم کا ثبوت موجود ہے، دہریہ نیچریہ معاد کا انکار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا صرف معادِ روحانی تسلیم کرتے ہیں، مرنے کے بعد انہیں اچھی طرح معاد کی حقیقت معلوم ہو جائے گی،

قبر میں نکیرین کا سوال:

قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے، یہ دو فرشتے ہوتے ہیں عظیم و مہیب اور سیاہ کبودی آنکھوں والے یہ قبر میں آکر بندے سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ رسول کون ہے؟ دین کیا ہے؟ اگر بتوفیق الٰہی بندے نے شافی جواب دیدیا تو نعمت و ناز میں رہے گا نوعروسی کے خوابِ راحت میں لطف اندوز ہوگا، قبر اس کے حق میں ایک باغ بہشت ہو گی اللھم اجعلنا منھم، اور خدانخواستہ اگر کسی نے صحیح جواب نہ دیا تو مشقت اور عذاب میں پڑ جائے گا قبر دوزخ کا ایک گڑھا بن جائے گی، ہمیں معلوم نہیں کہ یہ عذاب و راحت روح پر ہو گی جو دوبارہ لوٹائی جائے گی یا کسی اور طرح پر قادرِ مطلق ہی کو معلوم ہے کہ یہ کیونکر ہوتا ہے البتہ اس کے ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں، عذاب قبر کا منکر اللہ کا منکر ہے، النسائی میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے،

وانکم تفتنون فی القبور قریبا من فتنۃ الدجال،	تمہیں قبروں میں فتنۂ دجال کے قریب پریشانی ہو گی،

یہ سوال دفن کے بعد ہوتا ہے جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس آجاتے ہیں اگر کسی تابوت میں رکھ کر میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے یا کوئی درندہ اس کو کھا جاتا ہے یا دریا میں وہ ڈوب کر مر جاتا ہے یا آگ میں جل کر فنا ہو جاتا ہے تو بھی اس سے سوال ہوتا ہے، ہاں گروہِ انبیاء سے سوال نہیں ہوتا یا توحید و احوالِ امت کا حال ان سے بھی پوچھا جاتا ہے لیکن یہ پرسش تشریف و تعظیم کے طور پر ہوتی ہے خطاب و عتاب کے طور پر نہیں،

شاید بعض موتی سے سنت و بدعت کے متعلق بھی پوچھا جاتا ہے، عقیدہ و عمل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا حال بھی پوچھا جاتا ہے، اکثر اہل علم کے نزدیک اطفال مومنین بھی مسئول ہوتے ہیں لیکن وہ فرشتوں کے سوال کا جواب آسانی سے دیدیتے ہیں، امام ابوحنیفہ نے اطفال مشرکین کے حق میں توقف کیا ہے، یہی بات ٹھیک اور درست ہے اس لئے کہ خود شارع علیہ السلام نے بھی توقف فرمایا ہے عام دلائل سے مذکورہ لوگوں سے سوال کے متعلق معلوم ہوا البتہ کافر مجاہر سے سوال کی کوئی حاجت نہیں وہ بے سوال ہی معذب ہوتا ہے البتہ منافق سے پوچھ گچھ ضرور ہوگی، شہید اور مرابط کو اور اس آدمی کو جو یوم جمعہ یا شب جمعہ مرگیا ہے اور اس شخص کو جو ہر رات سورۃ "تبارک الذی" پڑھتا ہے یا استسقاء و اسہال میں مرگیا ہے انہیں سوال سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، البتہ جمعہ والی حدیث ضعیف ہے،

قبر کا عذاب و راحت: قبر میں عذاب و راحت کا ہونا حق ہے، عذاب کافر و فاسق کو ہوگا اور راحت مومن کو ہوگی، اللہ تعالیٰ میت میں ایک طرح کی روح پیدا کرتا ہے جس سے میت کو عذاب یا راحت کا احساس ہوتا ہے الم و لذت پاتا ہے لیکن یہ عذاب شب جمعہ اور روز جمعہ کو منقطع ہوجاتا ہے نیز جو کوئی جمعہ کے روز انتقال کرجاتا ہے وہ بھی عذاب سے بچ جاتا ہے، لیکن صحیح تو یہ ہے اس دعوی کے دلائل قطعی نہیں ہیں، رسول اللہ اور سارے سلف صالحین کا عذاب قبر سے پناہ چاہنا ثابت ہے اس لئے عذاب قبر کی تصدیق کرنا واجب ہے،

ضغطۂ قبر: ضغطۂ قبر حق ہے مومن کامل بھی اس ضغطے سے بچ نہیں سکتا، گو اس پر ضغطہ قبر آسانی سے ہو، فاسق و فاجر کی بات ہی کیا ہے، حدیث میں آیا ہے اگر کوئی اس ضغطہ سے بچتا تو حضرت سعد بن معاذ بچتے جن کے انتقال پر عرش ہل گیا پھر دوسروں کا کیا حال ہو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ضغطہ کا مطلب یہ ہے کہ قبر کی زمین مردے کو دبوچتی ہے، میت پر تنگ ہوجاتی ہے، پھر اللہ اس جگہ کو مردے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر کشادہ اور وسیع کر دیتا ہے اور یہ کشادگی مومن کے حد نظر تک ہو جاتی ہے،
بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ مومن کے لئے ایسا ہوتا ہے جیسے بچہ کسی دور دراز سفر سے آئے تو اس کی ماں شفقت سے اسے گلے لگا لے،

قبر سے دوبارہ زندہ ہونا: مرنے کے بعد دوبارہ قبر سے زندہ ہو کر اٹھنا حق ہے،

ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون — پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے،
(مومنون - ۱۶)

حشر اجساد کے سلسلے میں کثرت سے آیات و احادیث وارد ہیں، مسلمان کے اعتقاد کا دارومدار اسی ایمانی مسئلہ پر ہے، آدمی کے اندر ایک ہڈی ہے جس کو عجب الذنب کہتے ہیں یہ ہڈی باقی رہتی ہے، ذرہ برابر ہوتی ہے اسی سے پھر انسان کو تن بدن کے ساتھ اٹھا کر کھڑا کر دیا جائے گا، آسمان سے بارش ہو گی پھر سارے انسان حیوان چرند پرند، کیڑے مکوڑے جمع ہو جائیں گے، ہر ایک کو اس کا بدلہ ملے گا بچے کا بچے سے جانور کا جانور سے، پھر حیوان ماکول خاک بہشت بن جائیں گے، پہلا نفخہ صور مارنے کے لئے ہو گا اس کی خوفناک آواز سے سارا عالم فنا ہو جائے گا، دوسرا نفخہ جلانے کیلئے ہو گا اس سے تمام مردے اٹھ کھڑے ہوں گے،

ثم نفخ فیہ أخری فإذا ھم قیام ینظرون (زمر - ۶۸) — پھر صور میں دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا پھر لوگ اٹھ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے،

اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ ملائکہ مقربین، حور و قصور، خزنہ، حملۂ عرش، جنت و دوزخ، اور کرسی فنا نہیں ہوں گے، مرنے سے لے کر دخول جنت تک کے زمانے کا نام قیامت ہے لیکن اگر عبرت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ہر روز یہی قیامت انسان پر گذرتی ہے مگر اسے اس رستخیز دن کی کوئی خبر نہیں ہوتی ہے، کانوں میں تیل ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جوں تک نہیں رینگتی، کلام پاک وکلام نبوت میں گویا شک وشبہ سمجھ لیا ہے، رات کا سونا مرنے سے کچھ کم نہیں، صبح کا جاگنا بعث کی مانند ہے وہ نفخۂ اولیٰ کا نمونہ ہے اور یہ نفخۂ ثانیہ کی نشانی، غرضکہ سارے مردے اپنے مکمل تن بدن اور روح کے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے

فلاسفہ کے نزدیک یہ اعادہ ممتنع ہے ان سے زیادہ شاید کوئی مخلوق جاہل نہ ہوگی بھلا جس نے پہلی بار بنایا تھا کیا اب دوبارہ بنا نہیں سکتا عجب عقل ہے ان کی،

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

بہرحال معاد جسمانی حشر اجساد باعادۂ روح حق ہے اس دن اس ناسوتی بدن میں انسان ہوگا نہ طول وقصر میں تفاوت ہوگا کیونکہ وہاں کافر کا دانت کوہِ احد کے برابر ہوگا، یا یہاں کے دانت سے بھی لطیف تر، وہاں لوگ جرد مرد ہوں گے،

میزان حق ہے: اعمال کا ترازو میں تلنا حق ہے،

والوزن یومئذ الحق، (اعراف۔ ۸) اس دن وزن بالکل حق ہوگا۔

اس وزن اور میزان کی کیفیت صرف اللہ کو معلوم ہے، ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیئے، معتزلہ کا وزن سے انکار کرنا کچھ لائق التفات نہیں آیات واحادیث کے ہوتے وہ لائق التفات نہیں، اس ترازو کے دو پلے ہوں گے جو ہمزبان ہوں گے،

قرطبی نے کہا ہے کہ یہ میزان سب کے لئے نہ ہوگی اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ستر ہزار آدمی بے حساب داخل بہشت ہوں گے، اس میزان میں طاعت ومعصیت دونوں کا وزن ہوگا، اس کی کیفیت ہم کو معلوم نہیں ہے خواہ صحائف اعمال وزن کئے جاویں، خواہ اعمال کو مجسم کر دیا جائے، ابن عمرو سے ترمذی میں حدیث بطاقہ کی روایت ہے یہ حدیث مرفوع ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لا یثقل مع اسم اللہ شئی — اللہ کے نام کے برابر کوئی شے وزنی نہ ہو گی،

اس حدیث میں مخلصین و متبعین سنت کے لئے بڑی بشارت ہے،

حساب حق ہے: حساب کا ہونا حق ہے یہ حساب بدلہ دینے کے لئے ہو گا اس پر کتاب و سنت شاہد ہیں گو اس محاسبہ میں لوگ متفاوت ہوں گے، کسی کے ساتھ مناقشہ ہو گا کسی کے ساتھ مسامحت ہو گی، ایک پر اگر عتاب ہو گا تو دوسرے سے درگذر کیا جائے گا، جس کی تفتیش و تحقیق ہوئی وہ تباہ ہو گا اور جس کا حساب سنا دیا جائے گا وہ عافیت میں رہے گا ایسے بھی لوگ ہوں جو بلا حساب جنت میں جائیں گے، یہ لوگ مقربین بارگاہِ الٰہ ہیں، انبیاء سے تبلیغ کا سوال ہو گا، کفار سے تکذیب کے متعلق سوال ہو گا، انبیاء کا سوال اہل بدعت سے ان کی سنت پر ترکِ عمل کے متعلق ہو گا، عامۂ مسلمین سے ان کے اعمال کا حساب ہو گا،

صراط حق ہے: صراط ایک پل ہے جو جہنم پر رکھا جائے گا، یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، کافروں کے پاؤں یہاں لڑکھڑائیں گے، یہ جہنم میں گر جائیں گے، اہل ایمان بفضل رحمٰن ثابت قدم رہیں گے پل سے پار ہو کر جنت میں جا پہونچیں گے، اس پل کی دلیل یہ ہے،

وان منکم الا واردھا کان علیٰ ربک حتما مقضیا (مریم - ۷۱) — ہر ایک کو اس پر آنا ہے، یہ اللہ کا حتمی فیصلہ ہے،

لوذی نے کہا ہے اس آیت سے مراد مرور صراط ہے، یہی قول جمہور مفسرین کا ہے، فرمان رب ہے،

فاھدوھم الیٰ صراط الجحیم وقفوھم انھم مسئولون (صٰفٰت ۲۳ - ۲۴) — انہیں جہنم کا پل بتلا دو اور انہیں کھڑا لو ان سے سوال ہو گا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ امور نا ممکن نہیں ہیں خواہ یہ معتزلہ کی عقل میں آئے یا نہ آئے، اس لئے کہ جس نے پرندے کو ہوا میں پرواز کی قدرت دی ہے وہ آدمی کو ایسے پل کے اوپر سے گذار سکتا ہے معتزلہ کے انکار کی تردید اس حدیث سے ہوتی ہے،

یضرب الصراط بین ظھری جھنم — جہنم پر صراط رکھا جائے گا،

حدیث مظہر ہے کہ اس پل پر کوئی بجلی کی طرح گزرے گا کوئی پرندہ کی طرح غرضیکہ گذرنے کے انداز مختلف ہوں گے، جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی مرور ہوگا صراط کے دونوں طرف آنکڑے ہوں گے وہ کفار اور نافرمانوں کو جکڑ لیں گے اور جہنم میں گرادیں گے یہی سارے اہلحدیث کا عقیدہ ہے،

حوض: رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حوض برحق ہے، یہ دو حوض ہوں گے ایک میزان اور صراط کے قبل جو لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے وہ پہلے اس حوض پر آویں گے، دوسرا حوض جنت کے اندر ہوگا، دونوں کا نام کوثر ہے جب اس حوض پر امت محمدیہ آئے گی تو کچھ لوگ وہاں پہونچنے سے روک دیئے جائیں گے رسول اکرم فرمائیں گے،

یارب إنه من امتی — اے رب یہ میری امت کے لوگ ہیں، جواب ملے گا

ما احدثت بعدک (مسلم) — کیا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا چیزیں ایجاد کی ہیں،

اس سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم کو غیب کا علم نہیں ملا ہے اور جو لوگ حوض پر آنے سے روک دیئے جائیں گے وہ بدعتی ہوں گے کیونکہ احداث ابتداع کے معنی میں آتا ہے، اس حوض کی لمبائی اتنی ہوگی کہ ایک ماہ چل کر اسے طے کیا جا سکتا ہے، یہ حوض چاندی سے زیادہ سفید، مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا وہاں تاروں سے زیادہ پیالے ہوں گے، جو ایک بار اس حوض کا پانی پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعمال نامہ: کتاب یعنی اعمال نامے کا ملنا حق ہے، یہ اعمال نامہ مومنوں کو دلہنے ہاتھ میں اور کافروں کو بائیں ہاتھ میں ملے گا، یا پسِ پشت، رب پاک نے فرمایا،

ونخرج لھم یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا، (بنی اسرائیل۔ ۱۳) ہم ان کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالیں گے وہ اسے پھیلایا ہوا پائے گا،

اس آیت کے علاوہ اعمال نامہ ملنے کی دلیل حدیث سجلات بھی ہے،

معتزلہ اس کا بھی انکار کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ ایک عبث بات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا خیال قطعاً غلط ہے، حدیث اور قرآن سے اعمال نامہ کا تلنا اعمال نامے کا تقسیم ہونا، حساب ہونا اور پل سے گذرنا ثابت ہے، ان کا انکار کرنا کفر ہے، ان کی تاویل بھی نہیں کی جاسکتی کیونکہ تاویل کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب ظاہری معنی اختیار کرنا درست نہ ہو لیکن یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے قادر وقدیر ان تمام امور پر قدرت رکھتا ہے،

شفاعت: شفاعت حق ہے، یہ شفاعت اس کے لئے ہوگی جس کے لئے اجازت مل جائے گی اس کے مستحق اہل کبائر ہوں گے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پہلے شافع اور مشفع ہوں گے، جس جگہ شفاعت کی نفی آئی ہے اس سے مراد بے اذن شفاعت ہے یعنی بغیر اذن الٰہی کے کوئی نبی ولی کسی کے لئے شفاعت نہیں کرسکتا، رب پاک نے فرمایا،

الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا، (النباء: ۳۸) مگر جس کے لئے رحمٰن اجازت دیدے اور وہ صحیح کہے گا،

معتزلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ جب عفو ومغفرت جائز نہیں ہے تو شفاعت بھی جائز نہ ہوگی لیکن حدیث،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی، میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔

اور آیت

واستغفر لذنبک وللمومنین اپنی اور مومنوں کے گناہ کی مغفرت چاہو،

ان کی تردید کے لئے کافی ہے، شفاعت کی ابتدا رسول اکرم سے ہوگی، جب لوگ آدم پھر نوح پھر ابراہیم پھر موسیٰ پھر عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاکر شفاعت کرنے کی التجا کریں گے، یہ اولوالعزم رسول شفاعت کرنے سے معذرت کردیں گے، پھر آپ کے پاس آئیں گے آپ شفاعت کرنے کے لئے تیار ہوجائیں گے اور مقام محمود پر آکر خالق عباد سے احوال عباد عرض کریں گے آپ کو شفاعت کی اجازت مل جائے گی پھر آپ شفاعت کریں گے، یہ وہ دن ہوگا جس میں قدر و عزت اور جاہ نبوی عیاں ہوگی،

جنت و جہنم: جنت و جہنم حق ہیں یہ دونوں مکان اس وقت موجود ہیں، یوم الجزاء سے پہلے ان کا وجود ہے، کتاب و سنت کے نصوص اس پر دال ہیں،

اعدت للمتقین (آل عمران۔۱۳۳) جنت متقیوں کیلئے بنائی گئی ہے،

واعدت للکافرین اور جہنم کافروں کے لئے،

شب معراج میں رسول اکرم کا گذر دونوں کے پاس سے ہوا، آدم و حوا کی سکونت جنت سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے گو یہ یقینی طور پر نہیں معلوم ہے کہ وہ جنت یہی جنت اخروی تھی یا کوئی اور جنت تھی، ابن القیم نے حادی الارواح میں لکھا ہے کہ سارے صحابہ و تابعین و تبع تابعین تمام اہل سنت و حدیث اور سارے فقہاء اہل اسلام اور اہل تصوف و زہد کا یہی اعتقاد ہے کہ جنت اور دوزخ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس وقت موجود ہیں،

البتہ قدریہ اور معتزلہ اسے نہیں مانتے، ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن پیدا کریگا، ظاہر ہے یہ لوگ اگر انکار کریں تو بدعتی کا اطلاق کس پر ہوگا، بہرحال یہ جنت اور جہنم ہمیشہ کے لئے باقی ہیں ان کو یا ان کے باسیوں کو کبھی فنا نہیں ہے کیونکہ دونوں فریق کے حق میں لفظ، خالدین فیھا ابدا آیا ہوا ہے،

جہمیہ کا خیال ہے کہ یہ دونوں فنا پذیر ہیں، ان کا یہ عقیدہ کتاب الٰہی اور سنت رسالت پناہی کے خلاف ہے،

رہی یہ بات کہ جنت اور جہنم کس جگہ ہیں سو اس سلسلے میں کتاب و سنت میں کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اگرچہ اجمالاً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنت آسمان پر ہے اور جہنم زمین تلے، جنت کا بالائے آسمان زیر عرش الٰہی ہونا کہیں زیادہ پائدار طور پر ثابت ہے بہ نسبت اس کے کہ جہنم زمین تلے ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ من و شما کو اس پیکر میں پڑنا ہی نہیں چاہیئے کہ جنت کس جگہ ہے اور جہنم کہاں ہے، بس ہمارا یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ دونوں کا وجود ہے،

کافروں گناہ گاروں اور اہل کبائر کا حال:

کافر جن کو جہنم کا عذاب ہوگا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، رب پاک نے فرمایا

لاملأن جھنم من الجنة والناس اجمعین (سجدہ - ۱۳)

جن و انس تمام لوگوں سے میں جہنم ضرور بھروں گا،

جو جن مسلمان ہیں وہ جنت میں جائیں گے، سارے اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ رب پاک نے فرمایا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولمن خاف مقام ربہ جنتان فبای آلاء ربکما تکذبان، (رحمٰن - ۴۷-۴۶)
جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنت ہے پھر تم اپنے رب کی کن نعمتوں کی تکذیب کروگے،

مسلمان صاحب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا گو بے توبہ ہی کیوں نہ مر گیا ہو، رب پاک نے فرمایا،

ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (النساء - ۱۱۶)
شرک کے علاوہ جس کی چاہے اللہ مغفرت کرے گا۔ وقال تعالیٰ

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (النساء - ۳۱)
اگر تم ان کبائر سے بچو جن سے تم روکے گئے ہو تو ہم تمہارے گناہ ختم کردیں گے،

یعنی اگر تم بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں سے درگذر کردیں گے کیونکہ حسنات سیئات کو دور کر دیتے ہیں، کبائر کو بخشا جا سکتا ہے لیکن بہ طرزِ بغاوت ہوکر گناہ کبیرہ کو حلال سمجھ لیا جائے تو پھر یہ کفر ہوگا،

کبیرہ گناہ کی تعداد محدود نہیں ہے وہ امور جن پر کتاب و سنت میں جہنم کا دعدہ ہے یا جن پر حد مقرر کی گئی ہے یا جن کے ارتکاب سے خروج دین قرار دیا گیا ہے یا جس کا فساد بہت عظیم ہو یا جن پر رسول اکرم نے گناہ کبیرہ کا حکم لگایا ہے وہ سب کبائر میں داخل ہیں، زواجر میں ابن حجر مکی نے اور دلیل الطالب میں ہم نے چار سو سے زائد کبائر گنائے ہیں، اللھم احفظنا،

دنیا اور آخرت میں اللہ کے دو کام دو طرح پر انجام پانے میں یا ایک سنت الٰہیہ کے مطابق جو معمول کے مطابق بندوں میں جاری و ساری رہتے ہیں، دوسرے خرقِ عادت کے طور پر، اس بنیاد پر اس شخص کا گناہ کبیرہ معاف ہو سکتا ہے جو بغیر توبہ کئے مر جائے اس کے کبائر معاف نہیں ہو سکتے، لیکن اہل سنت کا خیال ہے کہ اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی رحمت بڑی ہے، اس کا عفو عام ہے اس کے دائرہ عفو کو تنگ نہیں کیا جا سکتا، اس طرح حقوق عباد کو رب پاک بطریق خرق عادت معاف کر سکتا ہے، اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ حسب عادت مستمرہ زہر کھانے والا مر جاتا ہے لیکن کبھی کوئی دوسرا زہر کھاتا ہے تو نہیں مرتا ہے سو یہ خرق عادت ہوا۔ اس طرح جو بعض افعال عباد دنیا میں بطور خرق عادت کے ظاہر ہوتے ہیں آخرت میں بھی بعض کبائر کا معاف کیا جانا بطور خرق عادت کے ہو سکتا ہے، اس سلسلے میں جو نصوص شریعت وارد ہیں اور باہم متعارض معلوم ہوتے ہیں ان میں توفیق و تطبیق کی یہی صورت ہے جو ذکر کی گئی ہے واللہ اعلم،

بہرحال ہر مومن باکمال کے لئے لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے سارے کبائر صغائر اور حقوق عباد سے تائب ہو کر مرے ورنہ خدا کو اختیار ہے کہ اس کے گناہ معاف فرما دے یا معاف نہ فرما دے اگرچہ بندے کو اس میں کچھ اختیار نہیں ہے، لیکن ناامیدی بھی ٹھیک نہیں ناامیدی کفر ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

ایمانیات

ایمان کی حقیقت : اہل حدیث کہتے ہیں ایمان قول عمل اور معرفت کا نام ہے، ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے، عمیر بن حبیب نے فرمایا، جب ہم اللہ کو یاد کر کے حمد و تسبیح کرتے ہیں تو ایمان زیادہ ہوتا ہے اور جب ہم غافل ہو جاتے ہیں اللہ کو بھولنے لگتے ہیں تو ایمان ناقص ہو جاتا ہے سارے سلف کا یہی قول ہے کہ ایمان نام ہے عمل، قول اور معرفت کا جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایمان محض اقرار کا نام ہے عمل اس میں داخل نہیں ہے اس پر امام مالک اور امام اوزاعی نے نکیر کی ہے اور فرمایا ہے کہ بے عمل کا ایمان معتبر نہیں ہوتا جس کے طاعات اور حسنات زیادہ ہیں ان کا ایمان بھی کامل ہے اور جو طاعت کم کرتا ہے معصیت زیادہ کرتا ہے اس کا ایمان ناقص ہے، ایمان یہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے ہیں دل سے اس کی تصدیق ہو، زبان سے اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اقرار ہو اور اعضاد جوارح سے اس کے موافق عمل ہو، بعض اہل علم کا یہ قول کہ ایمان میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی ہے کمی وزیادتی عمل میں ہوتی ہے صحیح نہیں ہے بلکہ ظاہر کتاب کے خلاف ہے کیونکہ خود اللہ نے فرمایا ہے زادتھم ایمانا (انفال۔ ۲)

اس طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں جن کی تاویل بھی نہیں ہو سکتی تاویل کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں ظاہری معنی مراد لینا مشکل ہو ظاہری مراد کے لئے یہاں کوئی چیز مانع نہیں ہے، اجمالی ایمان کا رتبہ تفصیلی ایمان کے رتبہ سے کم نہیں ہوتا ہے، دونوں طرح کے مومن ناجی ہیں اہل کلام کی تفصیل طلبی فساد اور بگاڑ کا پیش خیمہ بن گئی،

سمرقندی کہتے ہیں ایمان مخلوق ہے، اہل بخارا کہتے ہیں کہ مخلوق نہیں ہے، یہی قول محدثین کی ایک جماعت کا ہے، اشاعرہ کا میلان بھی اسی طرف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ صحابہ وتابعین نے اس میں کچھ کلام نہیں کیا ہے تو ہمیں بھی اسی پر سکوت اختیار کرنا چاہئے

ایمان نیند، غفلت، بے ہوشی اور موت کے ساتھ بھی باقی رہتا ہے باوجود یکہ ان میں ہر ایک تصدیق کی ضد ہے مگر چونکہ شارع نے ان حالات میں بقاء ایمان کا حکم لگایا ہے تو کس کو مجال کہ ان حالات کے ایمان کا انکار کرے، اس سلسلے میں معتزلہ کا انکار بھی لائق اعتبار نہیں،

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے، یہی قول حنفیہ کا ہے شافعیہ بھی اسی کے قائل ہیں اگر یہ رائے درست تسلیم کر لی جائے تو اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ ایمان عمل میں داخل ہے کیونکہ حدیث جبریل میں جو متفق علیہ ہے ایمان کا اطلاق تصدیق پر اور اسلام کا اطلاق اعمال پر اور احسان کا اطلاق اخلاص اور حضور قلب پر ہوا ہے، نتیجہ سے قطع نظر بظاہر ایمان اور اسلام کے درمیان فرق مذکور ثابت ہے، یہ اور بات ہے کہ کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مومن ہے مگر مسلم نہیں یا مسلم ہے مگر مومن نہیں، کیونکہ ایمان اسلام کے بغیر اور اسلام ایمان کے بغیر پایا نہیں جا سکتا، جس نے دونوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک کہا اس کا یہی مطلب ہے ، دین کا لفظ ایمان اسلام سارے شرائع اور احکام پر بولا جاتا ہے ، جب کسی مومن سے تصدیق مع الاقرار پائی گئی تو اب وہ یہ بات کہہ سکتا ہے کہ میں سچ مچ مومن ہوں لیکن اکثر سلف کہا کرتے تھے ان شاء اللہ ہم مومن ہیں ، ان کا اس طرح کہنا اللہ کے نام سے تبرک کے طور پر تھا ، شک کی بنیاد پر نہیں تھا اس صورت میں دونوں باتیں ایک ہوئیں ، نفی کا یہ لکھنا کہ ان شاء اللہ نہیں کہنا چاہیے درست نہیں ہے اس جملہ مبارکہ کو تو ہر بات کے ساتھ کہنا چاہیے ،

ایمان بأس: ایمان بأس مقبول نہیں ہے ، بأس سے مراد سکرات موت اور احوال آخرت کے وقوع کا وقت ہے ، مرتے وقت مومن بہشت کو اور کافر دوزخ کو دیکھنے لگتا ہے ، ایسے وقت میں کافر کا ایمان لانا کچھ مفید نہ ہوگا ۔ کیونکہ اللہ کو مطلوب ایمان بالغیب ہے ، سارے متقدمین و متاخرین اہل حق کا اس ایمان کے مقبول نہ ہونے پر اتفاق ہے ، حدیث میں آیا ہے کہ غرغرہ کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی ہے ، قرآن میں ہے :

فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا باسنا (مومن ۔ ۸۵)	جب انہوں نے باس کو دیکھا تو ان کا ایمان ان کو نفع نہ دے گا ،
لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الآن (النسآء ۱۸)	وہ لوگ جو برائیاں کرتے ہیں پھر جب ان کی موت قریب ہوتی ہے تو کہتے ہیں اب میں توبہ کرتا ہوں ایسوں کے توبہ کا اعتبار نہیں

معلوم ہوا کہ جو لوگ عمر بھر گناہ کبیرہ کرتے رہتے ہیں جب ان کو موت آنے لگتی ہے زندگی سے ناامیدی ہو جاتی ہے تو توبہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ، ایسوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انسان کی متغیر ایمانی حالت : سعادت یاب شقی اور شقی سعادت یاب ہو جاتے ہیں وہ اس طرح کہ ایمان کے بعد ارتداد اور عملِ صالح کے بعد کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں یا کفر کے بعد ایمان نصیب ہو اور کبائر کے بعد توبہ حاصل ہو اور عمل صالح کی توفیق نصیب ہو یہ تغیر سعادت و شقاوت پر ہوتا ہے اسعاد اور اشقار پر نہیں، اسعاد اور اشقار اللہ کی صفتیں ہیں جو تکوین سعادت اور اشقار تکوین شقاوت کا نام ہے، تغیر اللہ کی صفت میں ممکن نہیں ہوتا تغیر انسانی صفات میں رونما ہوتا ہے،

کبیرہ گناہ سے ایمان زائل نہیں ہوتا : کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے ایمان زائل نہیں ہوتا ناقص ضرور ہو جاتا ہے کیونکہ ارتکاب کبیرہ کے باوجود تصدیق باقی رہتا ہے اس طرح مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا، معتزلہ کا ایسے شخص کو ایمان سے بالکل خارج کر دینا یا خوارج کا ایسے شخص کو داخلِ کفر کہہ دینا قرآن و حدیث کے خلاف ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی نے ایسے گناہ ہوں اور اسے اس پر اصرار ہو تو اس کا انجام بہتر نہ ہو اور اس کے اصرار اور تکرار کے سبب اس کی بخشش نہ ہو رہی توبہ توبہ سارے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، گنہگاروں کو بے گناہ اور پاک بنا دیتی ہے، وہ لوگ جن کو توبہ نصیب نہ ہو وہ بڑے بدبخت ہیں خاص طور پر وہ لوگ جن کی عمر چالیس پچاس سے تجاوز کر چکی ہو اور ان سے زیادہ بدبخت وہ ہیں جو توبہ کر کے مدتوں اچھے اور صالح رہتے ہیں اور یکبارگی توبہ توڑ کر اپنے اگلے کردار پر آجاتے ہیں،

عاصی مومن : اہل سنت کا یہ قول ہے کہ مومن سے چھوٹے بڑے کتنے ہی گناہ کیوں نہ سرزد ہوں وہ کافر نہیں ہوتا گو دنیا سے وہ بے توبہ ہی کیوں نہ گیا ہو اگر اس کی وفات توحید اور اخلاص پر ہوئی ہے تو اللہ کو اختیار ہے وہ اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاف کرسکتا ہے اور قیامت کے دن صحیح سالم بہشت میں داخل کرسکتا ہے اور اس کے گناہ پر مواخذہ کر کے جہنم میں ڈال بھی سکتا ہے البتہ اسے خلود فی النار سے نجات ملی رہے گی، ایک دن جہنم سے نکل کر بہشت میں جائے گا، سہل بن محمد نے فرمایا مومن مذنب جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوگا لیکن وہ کافروں کی طرح آگ میں نہ ڈالا جائے گا نہ ان کی طرح اس میں رہے گا نہ ان کی طرح شقی ہوگا، کیونکہ قرآن میں آیا ہے اللہ شرک کو نہیں بخشتا باقی سارے گناہوں کو بخشتا ہے وہ صغیرہ پر سزا دے سکتا ہے اور کبیرہ پر درگذر کرسکتا ہے بشرطیکہ گنہگار کبیرہ کے استحلال کا قائل نہ ہو کیونکہ کسی گناہ کو حلال کر لینا کفر ہے مرتکب صغائر کو اطمینان اور مرتکب کبائر کو ناامیدی زیبا نہیں ہے، کسی کو خبر نہیں کہ اس کے صغائر بخش دیئے گئے ہیں کبائر کی تو بات ہی جدا ہے خاص طور پر وہ کبائر جن سے توبہ نہیں نصیب ہوئی یا توبہ کے بعد پھر اس کا ارتکاب ہونے لگا ایسے لوگ کافر نہیں قرار دیئے جاسکتے لیکن ان کے سوء خاتمہ کا ڈر ضرور ہے،

تارکِ صلاۃ کا حکم: عمداً فرض نماز کے تارک کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کافر ہے یا نہیں، امام احمد اور علماء سلف اس کو کافر کہتے ہیں، ان کی دلیل ہے کہ حدیث صحیح میں کافر اور مسلم کے درمیان فرق نماز ہی کو بتلایا گیا ہے اس لئے جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہوا، ترک نماز یوں ہو کہ بالکل نماز پڑھی ہی نہ جائے یا ایک دو وقت کی پڑھی جائے اور باقی کو چھوڑ دیا جائے یا نماز کا وقت گذار کر دو چار ٹکریں لگا لی جائیں یا دیدہ و دانستہ نماز کا وقت گذر جانے دیا جائے، امام شافعی اور علماء سلف کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جب تک ایک مسلمان نماز کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے اس وقت تک وہ کافر نہیں ہوتا، البتہ لائق قتل ہوتا ہے اسے مرتد کی طرح قتل کیا جاسکتا ہے، انہوں نے حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ ترک صلاۃ سے مراد وجوب صلاۃ کا انکار ہے نہ کہ ترک نماز،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس میں شک نہیں کہ جو حدیثیں اس باب میں آئی ہیں ان کے الفاظ ترک صلاۃ کے کفر ہونے پر دلیل ہیں ان سے فرضیت صلاۃ کا وجود انکار سمجھنا درست نہیں، علامہ ابن القیم نے اپنی کتاب الصلاۃ میں تارک صلاۃ کے کفر کو راجح قرار دیا ہے، یہی بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے، اکثر علماء جو تارک صلاۃ کو کافر کہتے ہیں تارک صیام حج اور زکوٰۃ کو فاسق بتلاتے ہیں اسے کافر نہیں کہتے حالانکہ اس تفریق کی کوئی آیت یا حدیث موجود نہیں بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب عبادات کا حکم ایک ہے کیونکہ یہی چیزیں اسلام کی بنیاد ہیں، جس گھر کی ایک دیوار بھی گر جاتی ہے وہ گھر محفوظ نہیں رہتا ہے اس طرح جب ان ارکان اربعہ میں سے ایک رکن کو بھی عمداً ترک کیا جائے تو خانہ اسلام ویران ہو جائے گا اور صاحب خانہ کافر بن گیا اس کا حال وہی ہوگا جو کفار کا حال نار جہنم میں ہوگا اس کی مغفرت کی بھی امید نہیں ہے،

جنت کسی کیلئے واجب نہیں: اہل حدیث کہتے ہیں جنت کسی کے لئے واجب نہیں ہے خواہ اس کے اعمال کتنے ہی اچھے ہوں فضل الٰہی ہی سے کسی کے لئے جنت واجب ہو سکتی ہے اس لئے کہ اس نے جو نیک کام کئے ہیں وہ اللہ کے آسان کرنے سے ہوئے ہیں اگر اللہ ان کو آسان نہ کرتا تو کبھی وہ کام اس شخص سے نہ بنتا اگر اسے اللہ کی طرف سے توفیق ہدایت نہ ملتی تو کبھی بھی وہ راہ راست پر نہ آتا،

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء (نور - ۲۱)

اگر تم پر فضل الٰہی و رحمت ربانی نہ ہوتی تو تم سے کوئی ہرگز پاکیزہ نہ رہ پاتا، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اس کا تزکیہ کر دیتا ہے،

شفاعت محمدی: اہل سنت اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گنہگاران اہل توحید کی شفاعت کریں گے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مرتکبین کبائر کو بخشوائیں گے ، حدیث میں آیا ہے ،

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی لکنھا للمذنبین المتلوثین الخطائین ان اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الٰہ الا اللہ خالصا من قبل نفسہ ،

(رواہ الصابونی لبندہ)

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی ، شفاعت خطا کاروں اور گنہگاروں کے لئے ہوگی ، میری شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت یاب وہ شخص ہوگا جس نے خلوص دل سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے ،

رسول اکرم کی شفاعت کا اعتقاد رکھنا ایمان میں داخل ہے ، احادیث کے الفاظ مطلق ہیں اس لئے کسی شخصی تعین کا سوال نہیں نہ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہماری شفاعت ضرور ہوگی ، قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت اللہ کی اجازت سے ہوگی ، جب شفاعت اذن الٰہی پر موقوف ہے تو کسی کو کیا معلوم کہ اللہ اس کے لئے شفاعت کی اجازت دیں گے ، شفاعت کا انکار ممکن نہیں ، اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے ، شفاعت کی آس میں معصیت کرنا حماقت اور جہالت ہے بخاری کی حدیث ہے فیحد لی حدا یعنی شفاعت کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی کہ فلاں فلاں قسم کے لوگوں کی شفاعت کرو یہ شفاعت انہیں اہل کبائر کی ہوگی جنہوں نے شرک وبدعت نہیں کیا ہے ، جو گور پرست پیر پرست ہیں ، رات دن سیئات اور بدعات میں ڈوبے رہتے ہیں ان کی شفاعت نہ ہوگی اس لئے کہ مشرک شفاعت یا بے شفاعت کسی طرح بخشا نہ جائے گا ، اکثر لوگ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں لیکن کام شرک کا کرتے ہیں کیونکہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ باریک ہے ، فرمان باری ہے ،

وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون اکثر لوگ ایمان کے دعویدار ہیں لیکن ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی مشرک بھی ہیں ،

خبر الٰہی میں شک کرنا کفر ہے جب اللہ ہی نے کہہ دیا کہ بہت سے ایمان لانے والے مشرک ہیں تو اگر وہ مشرک یہی قبر پرست نہیں ہیں تو پھر کون ہیں ، شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک اللہ کے ساتھ اس کی تفصیل تقویۃ الایمان ، در نضید اور تطہیر الاعتقاد وغیرہ کتب میں موجود ہے ، دوسرا شرک رسول کے ساتھ ہوتا ہے اس کا بیان " الدین الخالص " میں مذکور ہے ، جب کسی امام عالم فقیہہ اور مجتہد کی ایسی تقلید اختیار کی جائے کہ اس کے مقابلے میں اللہ اور رسول کے فرمان کو چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے ، شرک بخشا نہیں جاتا ایسے مشرکوں کو شفاعت رسول کی امید نہیں رکھنی چاہیے شفاعت گناہ کی ہوتی ہے شرک و کفر کی نہیں ، اہل بدعت کی یہ تہمت کہ اہل حدیث شفاعت کے منکر ہیں محض افترار ہے اور اللہ نے فرمایا وقد خاب من افتری (جس نے افترار کیا وہ ناکام ہوا) گناہوں پر نادم ہو کر انبیاء صلحاء ، شہداء علماء اور اولیاء کی شفاعت کا امیدوار ہونا اہل ایمان کا شیوہ ہے ۔

موت کا ایک دن معین ہے : اللہ نے ہر مخلوق کے لئے ایک مدت و اجل مقرر کر رکھی ہے کوئی جاندار بے اجل نہیں مر سکتا ، ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا ، جب اجل پوری ہو جاتی ہے تو موت آجاتی ہے کوئی ذی روح موت سے بچ نہیں سکتا ،

لکل امۃ اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (اعراف - ۳۴)

ہر امت کی ایک مدت ہے جب اس کی اجل آجائے گی تو وہ ایک ساعت تاخیر یا پیش روی نہیں کر سکتی ،

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا (آل عمران ۱۴۵)

کسی کے بس میں نہیں کہ مر جائے ہاں اذن الٰہی سے مر سکتا ہے اس کے موت کا معین وقت لکھا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی کو لڑائی میں سیکڑوں زخم لگتے ہیں، کسی کو کوئی زہر پلا دیتا ہے، کوئی زہر کھا لیتا ہے لیکن نہیں مرتا ہے کیونکہ ابھی اس کی اجل نہیں آئی ہوتی ہے، کوئی فرش پر بیٹھے بیٹھے ناگہاں مرجاتا ہے، کسی کو چلنے پھرنے راستے میں موت آجاتی ہے حالانکہ وہ نہ مریض ہوتا ہے نہ اس کو کسی طرح کی شکایت ہوتی ہے نہ کسی دکھ درد کا شکار ہوتا ہے ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی اجل پوری ہوچکی ہوتی ہے، اہل حدیث کا عقیدہ ہے جو شخص مرگیا یا قتل ہوا اس کی اجل منقضی ہوگئی،

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الیٰ مضاجعھم (آل عمران ۱۵۴)

کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں رہو تب بھی وہ لوگ جن کی موت لکھی ہے وہ اپنے موت گاہ پر پہونچیں گے،

اہلِ علم نے کہا ہے کہ مقتول اپنی اجل مقدر سے مرتا ہے، یہ بات نہیں تھی کہ اس کی اجل آئی ہی نہیں تھی، اجل سے پہلے کسی کے قتل کرنے سے مرگیا، اس مدعا کی دلیل مذکورہ آیات ہیں، موت میت کے ساتھ لگی ہے وہ اللہ کی مخلوق ہے،

خلق الموت والحیاۃ (ملک - ۲)

اللہ نے موت اور حیات کو پیدا کیا،

موت اور اجل یعنی مرگ اور علامت مرگ اہل سنت کے نزدیک ایک ہی چیز ہے، بعض لوگوں کا یہ خیال کہ مقتول کے لئے دو اجل ہیں ایک قتل ایک موت، اگر مارا نہ جاتا تو اپنی اجل یعنی موت تک جیتا رہتا درست نہیں، فلاسفہ کا یہ قول ہے کہ جاندار کی ایک طبعی اجل ہے، اپنی اجل تک پہونچتے پہونچتے حرارت غریزی کے ختم ہوتے اور بجھ جانے کے سبب اس کے رطوبات تحلیل ہوجاتے ہیں اور وہ مرجاتا ہے دوسری اجل اختراعی ہے، یہ اجل آفات و امراض کے سبب لاحق ہوتی ہے، یہ قول بالکل باطل ہے، کسی آیت یا حدیث سے دو اجل ثابت نہیں، یہ لوگ اس جہل کے باوجود بھی حکماء اور عقلاء کہلاتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہٖ صحیح وجدان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ روح سے بدن میں پیدا استعداد جب ختم ہو جاتی ہے پھر جان نکل جاتی ہے اس کا نام موت ہے، یہ بات صحیح نہیں کہ روح قدسی روح حیوانی سے جدا ہو جاتی ہے، جب روح امراض کے سبب تحلیل ہو جاتی ہے تو حکمت الٰہی اس بات کی مستوجب ٹھہرتی ہے کہ جان اتنی باقی رہ جائے کہ اس کے ساتھ روح الٰہی کا ارتباط باقی رہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

متفرق عقائد کے بیان میں

عہد میثاق

عہد و میثاق کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے: اذاخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم (اعراف۔ ۱۷۲) وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے نکال انکی ذریت سے عہد لیا اس سے متعلق احادیث مشکوٰۃ وغیرہ میں ہیں، معتزلہ کا آیت و حدیث کو مجازی معنی پر محمول کرنا بے جا ہے، جو ایمان لایا ہے وہ اس عہد پر قائم و دائم ہے جس نے کفر کیا ہے اس نے میثاق کو بدل ڈالا ہے اور قالوا بلیٰ کے بعد سخت بلا میں پڑ گیا ہے یہ عہد ربوبیت کا لیا گیا تھا تاکہ کوئی بندہ شرک نہ کرے، ربوبیت کو لوگوں نے مانا الا ماشاء اللہ مگر الوہیت میں اکثر لوگ مشرک ہو گئے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بندے بنے، کوئی صنم و دثن کی پوجا کرتا ہے، کوئی ملائکہ و نجوم کا پجاری ہے، کسی نے اولیاء کو بندگی کے لئے چن لیا ہے، کوئی معشوق کا بندہ بن گیا ہے، پارسیوں کے دو خدا ہیں، نصاریٰ کے تین خدا اور یہود کے چھتیس کروڑ معبود،

ہدایت و ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے، رسول یا اصنام کی طرف اس کی نسبت مجازاً ہوتی ہے جیسے

اضلھم السامری (طٰہٰ، ۸۵)	سامری نے انہیں گمراہ کر دیا،
وانھن اضللن کثیرا من الناس (ابراہیم، ۳۶)	انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا،

روح: روح محدث ہے اسے ابدیت حاصل نہیں ہے، تمام صحابہ و تابعین کا یہی اعتقاد تھا، ان کے بعد ایک ایسا فرقہ نمودار ہوا جس نے خیال ظاہر کیا کہ روح کو ابدیت حاصل ہے، تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ روح مخلوق ہے، بعض محدثین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، کسی کا خیال ہے روح مرجاتی ہے، کسی نے کہا نہیں مرتی ہے نہ مرنا ٹھیک ہے احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر مرجاتی تو بدن سے مفارقت کے بعد حشر تک کیسے عذاب یا نعمت پاتی صحیح تو یہ ہے روح کا حال اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم،

قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی اسرائیل، ۸۵)	کہدو روح میرے رب کے حکم سے ہے تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے،

تکلیف مالا یطاق: حنفیہ معتزلہ کے نزدیک تکلیف مالا یطاق جائز نہیں ہے، اندھے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دیکھ، لنگڑے کو چلنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا، شافعیہ اور اشاعرہ کے نزدیک یہ تکلیف جائز ہے، اگر جائز نہ ہوتی تو یہ سوال کیوں اٹھتا کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ربنا لا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ (بقرہ ۔ ۲۸۶) اے ہمارے رب تو نہیں ہماری طاقت سے زیادہ بوجھل نہ بنا ۔

حق تو یہ ہے کہ تکلیف مالا یطاق (طاقت سے زیادہ ذمہ دار بنانا) جائز نہیں ہے ؛

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ۔ (بقرہ : ۲۸۶) اللہ کسی کو طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں بناتا ۔

پہلی آیت میں آفات سے پناہ مانگی گئی ہے ، اس سے تکلیف مالا یطاق نہیں مراد لے سکتے ، دعا مانگنا تکلیف کے منافی نہیں ہے یہ ویسی ہی بات ہے جیسے حدیث میں بہت سی چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے حالانکہ ان میں ایسی چیزیں بھی ہیں جن پر صبر کرنے سے جنت کا وعدہ ہے ۔

تکفیر اہل قبلہ : اہل سنت کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے ، اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ضروریات دین پر اتفاق ہے مثلاً عالم کو حادث جانتے ہیں ، اجساد کا حشر مانتے ہیں اللہ کے لئے سبھی کلیات جزئیات کا علم جانتے ہیں اسی طرح باقی مسائل مہمات اسلامیہ کے معتقد ہیں کیونکہ جو شخص تمام عمر اطاعت و عبادت کرتا ہے مگر قدم عالم ، نفی حشر کا قائل ہے ، اللہ کے لئے علم تسلیم نہیں کرتا تو اس کا شمار اہل قبلہ میں نہیں ہو گا ، عدم تکفیر سے یہ مراد ہے کہ جب تک کفر یا ارتداد کی علامت پائی نہ جائے یا موجبات کفر میں سے کوئی شے صادر نہ ہو تب تک اس کی تکفیر نہیں کی جاوے گی ، مثلاً صانع ، عالم ، قدیر ، علیم ، مختار وغیرہ کا انکار اس طرح کرنا جس طرح دہریہ کرتے ہیں یا بت پرستوں کی طرح غیر اللہ کی عبادت کرنا یا فلاسفہ کی طرح معاد کا منکر ہونا یہ سب موجبات تکفیر میں داخل ہیں ، اسی طرح نبی کا انکار اور تمام مرویات و مسائل شریعت کا انکار بھی موجبات تکفیر میں داخل ہے ان کے سوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ ہے ان کا قائل مبتدع اور گمراہ ہے اسے کافر نہیں کہہ سکتے، حدیث میں کسی کو کافر کہنے سے منع فرمایا گیا ہے، محققین محققین کا یہی عقیدہ ہے کہ صاحب تاویل کی تکفیر نہیں کی جائے گی اس لئے کہ وہ استدلال کسی آیت یا حدیث سے کرتا ہے وہ صرف رائے اور قیاس نہیں استعمال کرتا ہے اس کی غلطی صرف اتنی ہے کہ اس نے آیت یا حدیث کے وہ معنی نہیں سمجھے جو حقیقت میں ہے مگر اپنے خیال میں مطلب صحیح نکالتا ہے گو نفس الامر میں وہ معنی غلط ہے، بہرحال اس کا ارادہ یہی ہوتا ہے کہ جو اس آیت یا سنت کا مطلب ہے میں وہی کہتا ہوں اس لئے اسے صرف مبتدع کہا جا سکتا ہے کافر نہیں جیسے زیدیہ حنفیہ وغیرہ کا مذہب، وہ لوگ جن کے صریح خیالات میں جیسے روافض خوارج وغیرہ تو ان کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں، خوارج کو کلاب نار فرمایا گیا ہے اور روافض کو بھی جہنمی ٹھہرایا گیا ہے، جو بدعت حد کفر تک نہیں پہونچی ہے اس کے فاعل کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے، جس کا قدم دائرہ احداث سے باہر ہو گیا ہے کفر کی سرحد تک اس کی رسائی ہو گئی ہے وہ کافر ہے، کافر مشرک اور مبتدع فاسق میں امتیاز کرنا کچھ مشکل نہیں ہے، فرائض اسلامیہ کا منکر یا تارک عمد کافر ہوتا ہے، سنن ثابتہ کا مخالف بدعتی کہلاتا ہے کبائر کا مرتکب فاسق ہوتا ہے، فسق کا رشتہ کفر سے نزدیک ایمان سے دور ہوتا ہے،

رحمتِ الٰہی سے ناامیدی:

اللہ تعالیٰ سے مایوس ہونا کفر ہے،

لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (یوسف - ۸۷) اللہ کی رحمت سے صرف کافر قوم مایوس ہوتی ہے

اللہ سے مامون رہنا بھی کفر ہے،

ولا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون — صرف خسارہ یاب قوم ہی ربانی تدبیر سے بے فکر رہتی ہے،

بالکل ناامید ہونا بہتر ہے نہ بالکل بے خوف ہو جانا اچھا ہے، بعض لوگ گزشت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گناہ سے ناامید ہو جاتے ہیں کہ اتنے گناہ ہو گئے ہیں معافی نہیں ہو سکتی، حالانکہ اگر مشرق سے مغرب تک گناہ سے بھر جائیں تو بھی خالص توبہ سب کو مٹا دیتی ہے، پھر ناامیدی کس سے ،

ایک بوڑھا آدمی شیخ فانی ایک بزرگ کے پاس آیا اور کہا مجھ کو توبہ کرا دو اور نصیحت کرو، بزرگ نے کہا تم بہت دیر میں آئے، اس نے کہا جو کوئی مرنے سے پہلے آیا ہے وہ دیر میں نہیں آیا ہے اس نے جلدی کی ہے، بزرگ حق پسند منصف مزاج تھے کہا تم سچے آدمی توبہ کرو ،

جب شرک توبہ سے معاف ہو جاتا ہے تو پھر دوسرے گناہ بدرجہ اولیٰ معاف ہوں گے، البتہ انابت کی توفیق اور ندامت درکار ہے، سو یہ اللہ کے ارادے ہی پر موقوف ہے ورنہ سیکڑوں بدنصیب توبہ کر کے توبہ توڑ دیتے ہیں ،

ان کی بے فکری کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ جو عبادت و اطاعت گذار ہوتے ہیں کبائر سے بچتے ہیں انہیں یہ تصور ہوتا ہے کہ ہماری مغفرت ضرور ہو جائے گی، ہم اطاعت گذار ہیں نافرمان نہیں ہیں اسی طرح کے تصور یقین کا نام بے فکری ہے لیکن ان کو کیا معلوم کہ مرنے سے پہلے کیا ہو گا، ہو سکتا ہے کہ وہ گناہوں میں پھنس کر دفات پا جائیں تو ساری عبادت و طاعت دھری کی دھری رہ جائے گی، یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے توبہ کی سالہا سال تک صالح رہے پھر یکبارگی آخری عمر میں جوانی کا جوش آیا شیطان نے بہلایا اور لگے زنا کرنے، شراب پینے، گانے بجانے، کچھ ایسے بھی دیکھنے میں آئے کہ نشہ شراب میں جوانی ہی میں مر گئے، بعض کو دیکھا گیا کہ حج کے بعد زنا کرتے کرتے قبر میں جا کر سڑ گئے اور ایسے بھی ملے کہ ان کے منہ سے کلمۂ کفر نکلنے لگا اللھم احفظنا، اسی لئے یہ عقیدہ ٹھہرا کہ ایمان خوف و امید کے درمیان ہے نہ اس قدر اطمینان ہو کہ سارے گناہ کا ارتکاب کرتا رہے نہ ایسا خائف ہو کہ عبادت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے بازرہ جاوے بلکہ عمل صالح کے باوجود حسن خاتمہ کی دعا کرنی چاہیئے اور معاصی سے توبہ کرتے رہنا چاہیئے،

معصیت رَوا سمجھ لینا کفر ہے: معصیت خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی اسے روا سمجھ لینا کفر ہے، اسے معمولی سمجھنا شریعت سے استہزا کرنا بھی کفر ہے، صغیرہ پر اصرار کرنا اور کبیرہ کا ارتکاب کرنا کبیرہ ہی ہوگا لیکن معاصی کفر کا پیامبر ہوتے ہیں ہر گناہ پر دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے، پھر پیہم گناہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اوندھے برتن کی طرح بن جاتا ہے، اس وقت نہ خود ہوش آتا ہے نہ کسی کے کہنے سننے سے اثر ہوتا ہے آخر یہ گناہ اسے جہنم کے دروازے پر پہونچا دیتے ہیں اور دوزخ میں داخل کر دیتے ہیں، ہنسی دل لگی اور مذاق میں بھی کفر کا کلمہ بکنا کفر ہے اس لئے کہ اگرچہ اس کلمہ کا اعتقاد نہیں ہوتا لیکن اس دل لگی سے دین کی توہین ہوتی ہے اور گناہ کا ہلکا سمجھنا متصور ہوتا ہے اس لئے شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہوگا البتہ نقل کفر کفر نہ ہوگا، کوئی اگر یہ کہے کہ ہزل میں ہم نے کفریہ کلمہ جہالت کے سبب کہا تھا تو یہ جہل عذر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اکثر کفار جہل ہی کے سبب کفر کرتے ہیں، اب اگر ہازل معذور سمجھا جائے تو کفار کو بھی معذور سمجھنا چاہیئے، صغیرہ یا کبیرہ میں جہل کا عذر کبھی مقبول ہو بھی سکتا ہے مگر کفر و شرک میں جہل کا عذر مقبول نہیں، البتہ سہو و نسیان بسبقت لسانی عذر ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر توبہ کرنا چاہیئے ورنہ وہ جانے اس کا کام جانے اپنی عاقبت کا ذمہ دار وہ خود ہوگا،

کاہن کی غیب دانی: کاہن جو غیب کی خبر دیتا ہے اس کو سچا جاننا کفر ہے یہ مسئلہ قرآن و حدیث دونوں سے ثابت ہے، غیب کا علم صرف اللہ سبحانہ، جل جلالہ کو ہے،

لا یعلم من فی السموت والارض زمین اور آسمان میں جو بھی ہیں غیب کا علم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الغیب الا اللہ (نمل - ۶۵) اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے،

حدیث میں آیا ہے،

من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلے اللہ علیہ وسلم، جو شخص کاہن کے پاس آئے پھر اس کی باتوں کی تصدیق کرے، وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ فرامین الٰہی کا منکر ہے،

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہوتا ہے انہیں جو کچھ علم ہوتا ہے وہ بطریق خرق عادت یا کشف یا الہام کے ذریعہ ہوتا ہے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ولی کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے وہ شخص کافر ہے، جب غیب کا علم کسی نبی پیغمبر کو نہیں رہا تو کسی ولی، پیر، فقیر کی کیا ہستی ہے، رب پاک نے خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا،

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب (انعام - ۵۰) کہدو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں،

پھر جب زندہ پیر کو غیب نہیں معلوم ہے تو پیر مردہ کو قبر میں غیب کی خبر کیسے ہو سکتی ہے، یاروں کو عقل کا ہیضہ ہو گیا ہے کہ اپنے ایمان کو ہر قبر بہر برہمن کے ہاتھ مفت بیچے پھرتے ہیں انا للہ، کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرتا ہے، روافض کے نزدیک ائمہ اہل بیت ما کان ومایکون کا علم رکھتے تھے، اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے،

مدہوش کے تصرفات:

نسفی نے کہا ہے کہ بدمست جس کی عقل جاتی رہتی ہے یعنی اختیار کی باگ اس کے ہاتھ میں باقی نہیں ہے، ہذیان بکتا ہے اگر کوئی کلمہ کفر اس کی زبان سے نکل جاوے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا لیکن مدہوش کے باقی تصرفات جیسے طلاق، عتاق، بیع، شراء وغیرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو اس میں اختلاف ہے، مدہوش کا اسلام حالت مدہوشی میں اس لئے جائز ہے کہ کفر و ردت ایک مذموم چیز ہے، عقل کا زائل ہو جانا اس کے لئے عذر ہو سکتا ہے اس کے برعکس اسلام مرغوب و مطلوب ہے، ہر طرح اس کا ثبوت واجب ہے، امام ابوحنیفہ کی ایک روایت ہے کہ مدہوش کا کفر، کفر مانا جائے گا لیکن حدیث میں تین آدمیوں کو کسی بھی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، ایک بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے، دوسرے دیوانہ جب تک کہ وہ ہوش میں نہ آئے، تیسرے سونے والا جب تک وہ جاگے نہ اس طرح مدہوش دیوانہ عقل کھو بیٹھتا ہے اس کا شمار پاگل و دیوانہ زائل العقل ہی میں ہوگا،

اللہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات ہے،

دعا: ادعونی استجب لکم (مومن - ۶۰) مجھے پکارو میں تمہاری قبول کرونگا دعا کو اس آیت میں عبادت فرمایا گیا ہے اس لئے غیر اللہ کو پکارنا شرک ٹھہرا ہے، جب تک دعا کسی گناہ یا قطع رحم کے لئے نہ ہو تب تک مقبول ہوتی ہے، یہ مضمون حدیث میں آیا ہے، کافر کی دعا صرف امور دنیا میں مقبول ہو سکتی ہے، مظلوم خواہ کافر ہو اس کی دعا مقبولِ بارگاہ ہوتی ہے،

ایصال ثواب: مردوں کے لئے زندوں کا دعا کرنا، ان کے لئے صدقہ کرنا مردوں کے لئے مفید ہوتا ہے، اس سلسلے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں، نماز جنازہ اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے جس کی نماز جنازہ میں چالیس موحد نمازی شریک ہوں اور وہ مردے کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں تو اللہ ان کی سفارش اس کے حق میں قبول فرماتا ہے پھر جس کے جنازے میں ایسے سو آدمی ہوں تو اس کا کیا پوچھنا، سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا، انہوں نے رسول اکرم سے پوچھا افضل صدقہ کیا ہے فرمایا پیاسوں کو پانی دینا، سعدؓ نے اپنی ماں کی طرف سے ایک کنواں کھدوا کر وقف کر دیا، دوسری حدیث میں آیا ہے کہ دعا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئی بلا کو لوٹا دیتی ہے، صدقہ اللہ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے بلکہ دعا قضا کو بھی پھیر دیتی ہے، شمار التنکیت میں ہے کہ دس چیزیں ہیں جن کا ثواب میت کو ملتا ہے، تین کا ذکر بخاری و مسلم دونوں میں ہے، ۱۔ صدقہ جاریہ ۲۔ علم جس سے لوگ مستفید ہوں ۳۔ نیک لڑکا جو میت کے لئے دعا کرے ۴۔ رباط فی سبیل اللہ ۵۔ اچھے کام کی بنیاد ڈال جانا ۶۔ دین کی تعلیم دے جانا ۷۔ قرآن شریف کا ترکہ میں چھوڑنا ۸۔ مسجد بنانا ۹۔ نہر کھود جانا ۱۰۔ مسافر خانہ بنوانا، ان کے سوا کنواں کھودنے، درخت لگانے کا بھی ذکر ہے، صدقہ والی حدیث بخاری میں ہے ثواب صوم کا ذکر صحیحین کی روایت میں ہے، قریب کی طرف سے حج کا ثواب بھی میت کو پہونچتا ہے، ہدیہ، دعا، استغفار، تلاوت اور نماز کا اجر بھی پہونچتا ہے جب کہ یہ سارے کام میت کی طرف سے کئے جائیں ان کا انکار کرنا شریعت کے مقصد کے خلاف ہے ہاں سوم چہلم، ششماہی، برسی کرنا بدعت وضلالت ہے، سنت مطہرہ میں جس قدر آچکا ہے اور جس طرح پر وارد ہوا ہے اسی پر اقتصار کرنا اتباع سنت کی دلیل اور سعادت دارین کی علامت ہے،

اجتہاد: ہر مجتہد غلطی کر سکتا ہے اور اس کا اجتہاد صحیح بھی ہو سکتا ہے خواہ اس کا اجتہاد شرعیات میں ہو، خواہ عقلیات میں، بعض اشاعرہ اور معتزلہ کا قول ہے کہ ہر مجتہد مسائل شرعیہ فرعیہ میں جہاں کوئی برہان قاطع موجود نہیں ہے مصیب ہی ہوتا ہے درست نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم معین ہے اس پر ظنی دلیل موجود ہے جس مجتہد نے اس کو پالیا وہ تو مصیب ہے جس نے نہ پایا وہ مخطی ہے، مجتہد اس بات کا مکلف نہیں ہے کہ وہ مصیب ہی ہو کیوں امر مجتہد فیہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہوتا ہے، کبھی مجہول ہوتا ہے کبھی ذرا واضح ہوتا ہے اس لئے مخطی معذور ہوتا اور ایک اجر کا مستحق اور مصیب دوہرے اجر کا مستحق، مخطی اپنی خطا میں بے گناہ ہے اسی وجہ سے کسی مجتہد کو اس کی غلطی کی بنا پر عاصی کہنا برا بھلا کہنا درست نہیں ہے جو لوگ مجتہدین اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اربعہ کی بدگوئی کرتے ہیں وہ بہت برے ہیں، کسی مسئلہ میں مجتہد اگر خطا کر جائے اور اس کا اجتہاد قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو تو مطلوب یہ ہے کہ اس غلطی پر عمل پیرائی سے احتراز کیا جائے، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجتہد کو اس کی غلطی کی بنا پر برا کہا جائے اس کو محنت کا اجر مل گیا اسے برا کہنے والا معصیت میں اپنی عاقبت خراب کرے گا، مجتہد غلطی کر سکتا ہے قرآن خود اس پر دلال ہے۔

ففھمناھا سلیمان (انبیاء ۷۹) ہم نے سلیمان کو فہم عطا کر دیا،

اگر داؤد اور سلیمان علیہما السلام دونوں کا اجتہاد صحیح ہوتا تو فہم سلیمان کی تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی، عبداللہ بن عمر کی ایک روایت ہے،

ان الحاکم اذا اجتھد فاصاب فلہ اجران وان اجتھد واخطا فلہ اجر (صحیحین) حاکم اگر اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد صحیح نکلے تو اس کے لئے دو اجر ہے اور اگر اجتہاد کرے لیکن اجتہاد غلط ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے

بعض صحابہ نے بعض صحابہ کے اجتہاد کا تخطیہ کیا ہے، یہ بات حد شہرت کو پہنچی ہے، حنابلہ کے نزدیک کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں ہوتا ہے یہی بات ابن دقیق العید نے بھی کہی ہے، زبیری کا بھی یہی خیال ہے، اس قول کی دلیل یہ حدیث ہے۔

لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق (ترمذی) میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا

اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتلاتا ہے کہ ہر عصر میں سرزمین کے کسی نہ کسی گوشے میں کوئی نہ کوئی مجتہد ضرور گذرا ہے، خصوصاً زمرہ علماء حنابلہ اور شافعیہ میں اور علی الخصوص عارفان کتاب وسنت میں اجتہاد کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ سوائے ائمہ اربعہ کے کسی کے ہاتھ نہ لگی ہو حنفیہ کو چھوڑ کر ائمہ ثلاثہ کے مقلدین میں ہمیشہ مجتہد مستقل، مجتہد فی المذہب ہوتے رہے ہیں، ملک یمن ہمیشہ اہل اجتہاد کا گہوارہ رہا ہے اس ملک میں مقلد کم تر پیدا

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے، مجتہد اکثر ظاہر ہوئے وہ لوگوں کو دعوت دیتے تھے کہ کتاب و سنت کی اتباع کریں وہ اجتہاد کرتے یا روایات کے اندر ترجیح تطبیق کر کے جمع کی صورت نکالتے وہ رائے قیاس اور غیر کے اجتہاد پر قانع نہیں ہوتے، تقلید کو طریقۂ اسلام کے خلاف سمجھتے، متاخرین اہل علم کو اجتہاد کے جو اسباب و ذرائع میسر ہیں وہ اگلوں کو میسر نہیں تھے، پھر اجتہاد متقدمین پر ختم کر دینا انصاف کے خلاف نہیں تو پھر اور کیا ہے اس سے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اجتہاد کے شرائط اور ان سے بڑھ کر اجتہاد کی جو سہولتیں اصحاب صحاح ستہ اور ائمہ کو حاصل تھے وہ ائمہ اربعہ میں کسی کو بھی حاصل نہیں تھے، امام احمد کو علم حدیث دیگر ائمہ کی بہ نسبت زیادہ حاصل تھا، بخاری مسلم اور ترمذی اس علم میں ان سے بھی بڑھ کر تھے فرق صرف شرف تقدم زمانہ اور شرف کمال علم کا ہے بے شک اولین سابقین کو متاخرین پر فضیلت حاصل ہے مگر اس فضل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مسلمان ان کی غلطی میں بھی ان کی پیروی کرے۔

الہی دیدۂ تحقیق دہ ہر یک مقلد را   چو عینک تا بکے ہر سو بچشم دیگراں بیند

تقلید: تقلید کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے ایک جماعت نے کہا ہے کہ بالکل جائز نہیں بلکہ امام مالک اور جمہور علماء کے نزدیک غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کرنا واجب ہے، یہ لوگ تقلید کو باطل کہتے ہیں، ابن حزم نے فرمایا ہے کہ عدم تقلید پر اجماع ہے، شوکانی نے "القول المفید" میں تقلید کی ممانعت کے سلسلے میں ائمہ اربعہ کے اقوال نقل کئے اور ادب الطلب و ارشاد الفحول میں رد تقلید اچھی طرح کی ہے، مولف کے فرزند عزیز کا رسالہ اقلید بھی رد تقلید پر مشتمل ہے تقلید کی ممانعت پر اگر اجماع نہ بھی ہو پھر بھی جمہور کا مذہب تو ضرور ہی ہے مردوں کی تقلید کے عدم جواز پر اجماع ہے یہ اجماع جمہور کے مذہب کا موید ہے اگر دلیل میسر نہ ہو تو مجتہد اپنی رائے پر چل سکتا ہے لیکن دوسروں کو اس کی رائے پر چلنا ضروری نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ اس اجماع سے تقلید کی جڑ کٹ جاتی ہے، جو لوگ اجماع کو حجت سمجھتے ہیں یہ ان کے لئے حجت قاطعہ ہے یہ الگ بات ہے کہ لوگ ہٹ دھرمی اور ضد میں آکر یہ بات نہ مانیں اور تقلید کو واجب اور مستحب کہے جائیں، تقلید عرف عام میں نام ہے کسی شخص کی بات کو بلا دلیل مان لینے کا خواہ وہ بات کسی عالم کی ہو یا امام فقیہ اور بادشاہ کی، یا کسی جاہل پیر فقیر کی ہو، مثلاً کتب فقہ و فتاویٰ اور رائے میں لاکھوں مسئلے ایسے ہیں جن کے پیچھے کتاب و سنت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، پس قرآن و حدیث کی طرف رجوع کئے بغیر ان کا ماننا، ان کے مطابق فتویٰ دینا اور ان کے مطابق مسئلہ بتانا بدبختانہ تقلید ہے، دنیا میں فقہ الحدیث کی کتابیں بکثرت موجود ہیں عربی و فارسی اور اردو ہر زبان میں دستیاب ہیں ان میں ہر مسئلہ دلیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے رائے اور قیاس کا ان میں بالکل دخل نہیں ہے، ان سے مستفید ہونا ان کے مطابق عمل کرنا کافی ہے منتقی الاخبار، بلوغ المرام، نہج مقبول، بنیان مرصوص، عرف الجادی، فتح المغیث اور بدور الاہلہ احکام عبادات اور معاملات کے بیان کے لئے کافی ہیں، قرآن و سنت کے عالم سے جاہل کا یہ پوچھنا کہ فلاں مسئلہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے اور اس کا یہ بتلا دینا کہ قرآن و حدیث میں یہ آیا ہے تقلید میں داخل نہیں ہے اس کو روایت کہتے ہیں اس کا نام رائے نہیں ہے ممانعت رائے پر عمل کرنے کی آئی ہے عمل بالروایت کی ممانعت نہیں ہے، قرون ثلاثہ کے بعد مذاہب کی کتابوں میں ایک آفت یہ لگ گئی ہے کہ علماء مذاہب نے ائمہ کے قواعد پر ہزاروں لاکھوں مسئلے اپنی رائے و قیاس سے لکھ گئے ہیں جب کتاب و سنت سے ان کا موازنہ کیا جاتا ہے تو ہزار میں دس بیس مسئلوں میں بھی دلیل نہیں ملتی، یہ مسائل تو ایسے ہیں کہ اگر آج امام اعظم زندہ ہوتے اور ان سے فتویٰ لیا جاتا تو وہ ہرگز اس طرح کا فتویٰ نہ بتاتے اگر ان کی طرف ان مسائل کو منسوب کیا جاتا تو سخت نکیر کرتے اور ان سے اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاعلمی اور بیزاری کا اظہار کرتے، اس طرح کے مسائل کا ائمہ اربعہ کی طرف انتساب کرنا محض ظن و وہم ہے، ان کے فرشتوں کو بھی ایسے مسائل کی خبر نہ رہی ہوگی، یہ وہی مثل ہے کہ گاؤں میرا نام نیترا بہرحال علماء و درویشوں کی تقلید ایک ایسی چیز ہے جس کو خدا نے قرآن میں کفار و مشرکین کے متعلق بیان کیا ہے مسلمانوں اور مومنوں سے اس کا انتساب نہیں کیا ہے مگر جس طرح آخر امت نے علم کلام و فلسفہ کو علوم شریعت کا حصہ تسلیم کر لیا ہے اور دین کی صورت کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے اسی طرح اکثر عوام اور علماء نے اتباع کے عوض تقلید اختیار کر لی ہے، قرآن و حدیث کی بجائے کتب رائے و قیاس کو اصل فتویٰ سمجھ رکھا ہے اسی سمجھ کا انجام موت کے بعد آئے گا اور اس وقت منکر نکیر کے جواب میں لاادری (میں نہیں جانتا) کے سوا کچھ نہ بن پڑے گا،

مسئلہ تقلید میں ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ عامی پر تقلید واجب ہے اور مجتہد پر حرام ہے، ائمہ اربعہ کے متبعین کا یہی قول ہے لیکن ائمہ اربعہ کا یہ قول نہیں ہے وہ سب کو اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کر گئے ہیں اور اپنی ذمہ داری پوری کر گئے ہیں، عامی جس طرح فقیہ رائے سے یہ مسئلہ پوچھ کر عمل کر سکتا ہے اسی طرح وہ کتاب و سنت کے عالم سے بھی اللہ اور رسول کا حکم دریافت کر کے عمل کر سکتا ہے یہ بات کہ عامی کے لئے تقلید واجب ہے اس کی دلیل نہ کتاب و سنت سے مل سکتی ہے نہ اجماع سے نہ قیاس ہی اس کے وجوب کا مقتضی ہے، یہ قول محض ایک نامعقول بات ہے اور غلط ذمہ داری ڈالنا ہے مزید یہ کہ اجماع میں اعتبار مجتہدین کے اقوال کا ہوتا ہے عام مسلمانوں کا نہیں، مذاہب اربعہ کے مقلدین نے ائمہ اربعہ کی تقلید پر جو اجماع کر لیا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں، اگر بفرض محال اسے اجماع مان بھی لیا جائے تو یہ اجماع کتاب و سنت کے منشار کے خلاف ہوگا ایسی صورت میں وہ ہرگز لائق حجت نہ ہوگا، اجماع کے لئے خود مستند دلیل اور نص درکار ہے اور یہاں اکثر اجماعات محکیہ بے اصل ہوتے ہیں، جس مسئلہ میں اہل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شہر یا محلہ یا اقلیم کا اختلاف نہ پایا جائے خواہ کسی نے اس پر مجبوراً سکوت کیا ہو یا کھلم کھلا اس مسئلہ کے خلاف کلام نہ کیا ہو اس کو یاروں نے اجماع سمجھ رکھا ہے، اجماع تو جب ہوتا ہے کہ ساری امت کا اتفاق ہو یا مجتہدین ملت کا وفاق ہو ورنہ کسی کے معمولی اختلاف کے اظہار سے اجماع کا ثبوت بے پایہ ہو جائے گا،

جو شخص تقلید کا قائل ہے اس کے جواز کی کوئی دلیل اس کے پاس موجود نہیں ہے اور تقلید واجب ماننے والوں کا تو مسئلہ ہی الگ ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی مولوی ملا یا فقیہہ دس بیس فقہہ کی کتابوں سے یہ روایت لے آئے کہ فلاں فلاں اہل علم نے اپنی فلاں فلاں کتاب میں تقلید کو واجب یا مستحب یا جائز لکھا ہے لیکن ان اہل علم کا یہ حکم کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے یہ بھی رائے اور قیاس ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ انہیں کتابوں میں بہت سے اہل علم کا عدم تقلید کا قول بھی مل جائے گا جب ہم مذہب علماء سے ان کی کتابوں میں دو طرح کی رائیں مل سکتی ہیں تو پھر ایسی صورت میں مسئلہ اللہ و رسول پر چھوڑ دینا چاہئے، دربار الٰہی سے جو حکم صادر ہو اور سنت میں جو رہنمائی ملے وہی واجب مانیں، ہم نے مسئلہ تقلید کو کتاب و سنت پر پیش کیا فرضیت وجوب اور استحباب کی بات تو الگ رہی وہاں سے جواز کی بو تک نہ ملی،

بعض علماء مقلدین نے تقلید کے سلسلے میں بعض آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے لیکن اس کی بنیاد نافہمی پر تھی، اعلام الموقعین اور الدین الخالص میں اس پر مفصل بحث موجود ہے، شوکانی نے بڑی اچھی بات فرمائی ہے

حاصل کلام یہ کہ تقلید کو واجب کہنے والوں کو چھوڑیئے جن لوگوں نے تقلید کو جائز قرار دیا ہے وہ کوئی دلیل نہ پیش کر سکے جس کے جواب دینے میں دلچسپی لی جائے ہمیں شرائع کو لوگوں کی آراء کی طرف لوٹانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے ہمیں تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوٹنے کا حکم ملا ہے، یہ قرون ثلاثہ جو بلاشبہ اس امت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہترین قرون ہیں جو چیز ان سے ہو سکی اگر وہ کسی سے نہ ہو پائی تو اللہ ایسے کو کسی لائق نہ بنائے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز کی بے شمار آیتوں میں مقلدین کی مذمت کی ہے،

قرآن پاک کے علاوہ جا بجا حدیث میں اختلاف امت کا ذکر ہے اور بدعت سے احتراز کرنے کی ترغیب ہے، یہ تقلید بدعت ہے اس کا سنت سے کوئی تعلق نہیں اگر سنت ہے تو ہمارے سر آنکھوں پر ہے لیکن ذرا ثبوت سے اس کی سند تو ملے یہ سارا اختلاف جس کی مذمت آئی ہے اسی نیک بخت تقلید کی بدولت امت میں پھیلا ہے، اسلام میں عظیم تفرقہ اسی بدعت تقلید سے رونما ہوا ہے جس کا انجام یہ ہوا کہ مسلمان اور اسلام دونوں غریب ہو گئے اب فقط اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے مسلمانان در گرد و مسلمانی در کتاب انا للہ وانا الیہ راجعون،

مقلد کا ایمان: اس مقلد کا ایمان جس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اس کی شفاعت ہو سکتی ہے گو استدلال کے ترک کر دینے سے وہ فاسق ٹھہرتا ہے یہ ابو منصور کا قول ہے، ائمہ حدیث نے بھی اسی طرح کہا ہے مگر ترک استدلال پر فاسق نہیں ٹھہرایا، یہی مذہب ابو حنیفہ، مالک، سفیان ثوری، اوزاعی شافعی احمد اور عام فقہاء کا ہے، بعض علماء کا خیال یہ ہے علماء کا اسی پر اجماع ہے، اشعری اور عام معتزلہ اس کو مومن نہیں کہتے ان کے نزدیک وہ تقلید کے دائرہ سے باہر نکل کر ہی مومن ہو سکتا ہے شوکانی کا تبصرہ ہے کہ اشعری کا یہ قول ایسا ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل کانپنے لگتا ہے یہ قول صرف غلط ہی نہیں بلکہ پوری امت پر ظلم ہے اور اس کی طاقت سے باہر ذمہ داری ڈالتا ہے، وہ صحابہ جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہونچے تھے ان کو تو اجمالی ایمان کفایت کر گیا، رسول اکرم انہیں کے اندر موجود تھے مگر ان پر یہ ذمہ داری نہ ڈالی کہ تفصیلی استدلالی ایمان لے آؤ،

ان کی کم علمی کے سبب ان سے یہ نہیں کہا کہ تم مومن نہیں ہو سارے سابقین اولین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اسی اجمالی ایمان پر اکتفا کیا تھا، اسی ایمان پر خیر القرون گذر گئے ہیں بلکہ اکثر نے غور کرنے کو حرام کہا ہے اور اسے جہل و ضلال ٹھہرایا ہے، جوینی اور قشیری کا خیال ہے کہ یہ قول امام اشعری سے ثابت نہیں ہے، ہو سکتا ہے یہ بات صحیح ہو، ابن سمعانی کہتے ہیں اصول کی معرفت کو واجب بتلانا متکلمین کے قول کی طرح درستگی اور حجت سے بعید تر ہے،

اجماع: اجماع کی حقیقت یہ ہے کہ ملت اسلام کا ایک گروہ جن کے بارے میں عام لوگ کا اکثر یا ہمیشہ خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ اچھے ہیں کسی ایک بات پر اتفاق کر لیں ایسے اتفاق کی بہ نسبت یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کسی حکم کے ثبوت کے لئے قطعی دلیل ہوتا ہے یہ اجماع اس امر پر ہوتا ہے جس کی اصل کتاب و سنت سے معلوم نہ ہو وہ مسئلہ جس کی سند کتاب و سنت یا استنباط قرآنی یا نبی سے ثابت ہے اس کے قائل ہونے پر سب کا اتفاق ہے یہ اجماع مذکورہ اجماع سے الگ چیز ہے اسی طرح جس کا ثبوت قرآن و سنت سے نہ ہو اس کے عدم جواز پر لوگوں کا اجماع ہے یہ دونوں اجماع کسی حکم کے ثبوت سے تعلق نہیں رکھتے،

فرقہ ناجیہ: فرقہ ناجیہ میں اختلاف ہے کہ کسی فرقہ کا یہ حال و قال ہے، ہر طائفہ کا خیال ہے کہ ناجی وہی ہے، حنفیہ تو خود کو صحت پر اور دوسروں کو خطا پر سمجھتے ہیں، فرقہ ناجیہ کی سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو خود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، معلم شرائع علیہ السلام نے کھول کر راجح طور پر کہہ دیا ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ گروہ ہے جو میرے اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے، دین سے جس شخص کو ادنیٰ لگاؤ ہو وہ معلوم کر سکتا ہے کہ رسول مصطفیٰ اور اصحاب مجتبیٰ کا کیا رنگ ڈھنگ تھا ان کے اقوال احوال اور افعال ہم تک پہونچ چکے ہیں ان کے کھانے پینے جاگنے سونے چلنے پھرنے عبادت کرنے معاملہ کرنے کا حال ہم کو معلوم ہے گویا ہم آج ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پھر جس کسی کو اللہ نے انصاف پسند بنایا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم اور صحابہ کی جو راہ ہے اور جس کی تفصیل سنت میں موجود ہے اگر سنت کے آئینے میں وہ لوگوں کے اعمال و افعال کا جائزہ لے تو فیصلہ کر سکتا ہے کہ مبتدع کون ہے اور متبع کون ہے،

حجۃ اللہ البالغہ میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں، فرقہ ناجیہ وہ گروہ ہے جس نے اپنے عقیدہ و عمل کو ظاہر کتاب و سنت سے اخذ کیا ہے جمہور صحابہ و تابعین اسی طریق پر گذرے ہیں غیر منصوص میں ان کا باہمی اختلاف جو بعض ادلہ سے استدلال یا مجمل کی تفسیر میں تھا اس میں کچھ حارج نہیں، فرقہ غیر ناجیہ وہ گروہ ہے جس نے اپنا عقیدہ سلف کے خلاف یا کوئی عمل ان کے اعمال کے خلاف کیا ہے،

امیر صنعانی کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ جماعت اہل سنت یعنی اصحاب حدیث ہیں اس لئے کہ ان کا عقیدہ و عمل ما انا علیہ واصحابی (جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں) کے مطابق ہے، باقی جتنے فرقے ہیں گو وہ کفر سے علیحدہ ہوں مگر بدعت سے خالی نہیں ہیں مانا کہ جن کی بدعت سرحد کفر تک نہیں پہونچی ہے کبھی وہ نار جہنم سے آزاد ہو جائیں گے لیکن ان لوگوں کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے جو خالص متبع قرآن و سنت ہیں،

ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ دو آدمی عبادت کرتے ہیں ایک کو لذت ملتی ہے دوسرے کو کچھ حلاوت نہیں ملتی، یہ دونوں اگرچہ عبادت میں اخلاص کے سبب جنت میں جائیں گے مگر جنت کا جو لطف صاحب لذت پائے گا وہ اس بے حلاوت کو نہ ملے گا،

فرقہ ناجیہ اشعریہ ماتریدیہ اور معتزلہ کی طرح کوئی متعین جماعت نہیں ہے اس کی تشکیل مختلف آبادیوں بستیوں اور قبائل سے ہوتی ہے، حدیث میں ان کی پہچان بتائی گئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب سب لوگ بگڑ جائیں گے تو یہ سنبھلے رہیں گے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بنادین لے کر فتنوں سے بھاگیں گے، جو سنت لوگوں نے بگاڑ دی ہے اس کو ٹھیک
ریں گے یہ ایک صالح قوم ہوتی ہے، ایسے بہت سے لوگوں میں تھوڑے ہوتے ہیں عاصی
ہت میں مطیع کم ہوتے ہیں یہی مراد ہے اس حدیث سے کہ

لاتزال طائفۃ من امتی ظاھرین — میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ
علی الحق — حق پر جما رہے گا،

حکومت اسلام کے زوال کے بعد سے اصحاب حدیث کا حال اب تک یہی رہا ہے
ر ہمیشہ یہ قلیل ان کے اعداء کثیر رہے ہیں، ان کے دوست کم دشمن زیادہ رہے، زمانہ
وت سے آخر سلطنت اسلامیہ تک ہمیشہ ان کا ڈنکا بجتا رہا اگرچہ ان کے وقت میں
ھی مقلد رہے لیکن کمزور، مغلوب، مقہور، پست تھے، جب سے اسلام اجنبی ہو گیا
صلی مسلمان گور میں جا سو رہے ہے، دنیا میں ظلم و فسق حب جاہ و مال سے بھر گئی حق مضمحل
و گیا، باطل غالب آیا مقلدوں نے سر اٹھایا حکومت نے ان کی ہمنوائی کی پھر بھی ہر زمانے
یں ایک نہ ایک گروہ اپنی اسی پرانی چال پر قائم رہا، حامی سنت اور ماحی بدعت رہا،
یامت تک یہ کارخانہ فنا برابر اسی طرح چلتا رہے گا، صادق و مصدوق کی بات جھوٹی نہیں
ہو سکتی، ساری دنیا میں یہی مقلد بھائی رہ جائیں گے اور عامل بالحدیث متبع سنت، موحد
خالص مٹ جائیں یہ نہیں ہو سکتا،

فاسق مسلم حکمرانوں کا دور جانے دیجئے ادراب جو جاری سلطنت کفر قائم ہے
مقلدین ان سلطنتوں کے دوست بن کر متبعین سنت کو مٹانا چاہتے ہیں لیکن تب بھی
ان کی مراد پوری نہیں ہوتی ہے، یہ حکام کے پاس اہل اتباع کی جس قدر شکایت کرتے
اور چغلی کھاتے ہیں جتنی کتابیں اتباع سنت کی رد میں لکھتے ہیں مناظرہ کی جگہ مجادلہ مخاصمہ
مکابرہ اور مشاتمہ کرتے ہیں اتنا ہی اتباع کا نور پھیلتا جاتا ہے، بدعت کی ظلمت مٹتی
جاتی ہے، حکام وقت بھی ان کو پہچان گئے ہیں اہل حق کے خلاف ان کے داؤ پیچ جان گئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اب وہ بھی ان خرافات کی طرف توجہ نہیں دیتے، میکڑوں مقلد اس زمانہ میں ہدایت یاب ہو گئے ہیں لیکن کسی نے یہ نہ دیکھا سنا ہو گا کہ دس بیس متبع نے توبہ کر کے تقلید اختیار کی ہو یہ معجزۂ رسول کا ظہور ہے آپ کا وعدہ ہے کہ اس امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا قیامت تک کوئی مخالف اسے بھٹکا نہ سکے گا وللہ الحمد

تین چیزیں عقیدے میں داخل ہیں

اصحاب حدیث کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ علم تین چیزوں کا نام ہے قرآن، حدیث اور فرائض اس کے سوا جو چیزیں ہیں وہ زائد ہیں اسے علم صنعت فن جو بھی نام دیا جائے گو وہ لغۃً علم میں داخل ہو مگر اسلام کی نگاہ میں علم انہیں چیزوں کا نام ہے،

العلم ثلاثة اٰية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سوى ذلك فهو فضل

علم تین ہیں، محکم آیت، مضبوط سنت اور عدل پر در فریضہ، ان کے سوا جو ہیں وہ زائد ہیں،

(ابو داؤد، ابن ماجہ)

شاہ ولی اللہ نے فرمایا اس حدیث سے وجوب کفائی کی تحدید ہوتی ہے، قرآن کی لفظی معرفت اور محکم کی تحقیقی معرفت واجب ہے، غریب کی شرح اسباب نزول کی معرفت، مشکل کی توجیہ، ناسخ و منسوخ کی دریافت کرنا چاہیئے، متشابہ میں توقف یا محکم سے ہم آہنگ کرنا چاہیئے،

www.KitaboSunnat.com

سنۃ قائمہ وہ شرائع اور سنن ہیں جو عبادات اور ارتفاقات میں ثابت ہیں انہیں پر فقہ حدیث موقوف ہے، قائم سے مراد وہ ہے جو منسوخ و مہجور نہیں ہے جن میں شاذ راوی نہیں پایا جاتا اور جمہور صحابہ و تابعین کا اس پر تعامل رہا ہوتا ہے اس کی اعلیٰ قسم وہ ہے جس پر فقہاء مدینہ دکو ذکر کا اتفاق ہو، اس کی پہچان یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہوتا ہے پھر اس سے کمتر وہ قسم ہوتی ہے جس میں جمہور صحابہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دو تین قول ہیں، ہر قول پر اہل علم کے ایک گروہ نے عمل کیا ہے، اس قسم کی روایات موطا اور جامع عبدالرزاق وغیرہ میں موجود ہیں، ان کے سوا جو کچھ ہے وہ بعض فقہاء کا استنباط ہے اس کا شمار سنۃ قائمہ میں نہیں ہوگا،

فریضۂ عادلہ ورثا کے سہام ہیں، قضا کے ابواب کو بھی اس میں شمار کیا جا سکتا ہے یعنی مسلمانوں کے تنازعات عدل سے طے کرنا۔ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے شہر کا خالی ہونا حرام ہے اس لئے کہ دین انہیں تین چیزوں پر موقوف ہے ان کے سوا بقیہ کا شمار زائد میں ہوتا ہے،

اس تفصیل کا مطلب یہ ہوا کہ ہر شہر میں ایک ایسے شخص کا ہونا ضروری ہے جو محدث، مفسر اور فرائض داں ہو، جو شہر عالم کتاب و سنت یا عارف احکام سہام سے خالی ہو وہ شہر علم و برکت سے محروم ہے۔ اہل رائے اور فقہاء چاہے جتنے ہوں، وہ قابل اعتنا نہیں ان کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا، عالم قرآن و حدیث سے کسی شہر کا خالی ہونا حرام تھا لیکن اب حلال ہو گیا ہے انا للہ،

بدعت ضلالت ہے: ہر بدعت علی الاطلاق گمراہی ہے یہ احادیث مستفیضہ سے ثابت ہے، بدعت کی رائج تقسیم کسی حدیث سے ثابت نہیں اسی لئے علماء کاملین نے اس تقسیم کا انکار کیا ہے، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی بھی اس تقسیم کے منکر ہیں، اسی طرح علامہ شوکانی اور جمہور محدثین کا یہی خیال ہے جن علماء کے یہاں تقسیم بدعت کا خیال پایا جاتا ہے ان کے نزدیک سنت قلیلہ بدعت حسنہ سے بہتر ہیں، ہستیں اس قدر ہیں کہ اگر کوئی سب پر عمل کرنا چاہے تو مشکل ہے پھر بدعت پر عمل کرنے کی کیا ضرورت، اس بدعت کے عوض اگر ادنیٰ سنت بجا لائی جائے خصوصاً اس دور میں تو شہید کا اجر ملتا ہے، بدعت کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو اس پر مواخذہ ہونے والا ہے جس کو عمل کی طاقت ہے اور فرصت بھی ہے اسے اپنے اوقات کو

کتاب و سنٹ کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنت پر عمل کرنے میں لگانا چاہیئے، اسی سے بازی جیتی جا سکتی ہے، غفلت کی صورت میں سنت زندہ کرنے کے اجر سے محرومی ہے، ہر بدعت ایک سنت ختم کر دیتی ہے گو کسی کو معلوم نہ ہو اصحاب حدیث کا مذہب ہے کہ ہر بدعت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی گمراہی ہے،

افضل تابعین

اہل مدینہ کہتے ہیں کہ افضل تابعین سعید بن المسیب تھے اہل بصرہ کے نزدیک حسن بصری اور اہل کوفہ کے نزدیک اویس قرنی، بعض نے کہا کہ صحیح قول اخیر ہے اس لئے کہ مسلم میں حضرت عمر سے مرفوع روایت آئی ہے کہ خیر التابعین رجل یقال لہ اویس (بہترین تابعی ایسا شخص جسے اویس کہا جاتا ہے) حنفیہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی مانتے ہیں اور بقیہ ائمہ مجتہدین سے افضل جانتے ہیں اور ان کی تقلید کرنا افضل سمجھتے ہیں، اول تو امام صاحب کی تابعیت میں کلام ہے اور اگر بفرض محال وہ تابعی تھے تو بنص نبوی اویس قرنی ان سے افضل ہیں پھر ان کی تقلید کرنا زیادہ افضل ہونا چاہیئے، پھر جب کسی تابعی کی تقلید جائز ٹھہری تو صحابہ یقیناً ہر تابعی سے افضل ہیں امت کا اس پر اجماع ہے ایسی صورت میں تابعین کو چھوڑ کر صحابہ کی تقلید کرنی زیادہ بہتر ہے، پھر افضل صحابی کی تقلید مفضول صحابی سے بہتر ہونی چاہیئے اس سے بڑھ کر صحابہ کو چھوڑیئے نبی اکرم کی تقلید سب سے بہتر ہوگی لیکن آپ کی تقلید کو تقلید نہیں اتباع کہیں گے، اسی اتباع کو اصحاب حدیث نے پہلے ہی اختیار کر رکھا ہے، جو مقلدین کی انتہا تھی وہ متبعین کی ابتدا رہے وللہ الحمد،

بہرحال صحابہ کے بعد افضل امت تابعین ہیں اس کی دلیل حدیث خیر القرون ہے مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اتباع تبع تابعین بھی خیر القرون میں داخل ہیں اسی بنیاد پر اصحاب کتب ستہ بھی خیر القرون میں داخل ہوں گے، خیریت کی خصوصیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کچھ ائمہ مجتہدین تک محدود نہیں ہے ،

حنفیہ کے امام ابوحنیفہ تابعی ہیں لیکن ان کے علاوہ دوسروں کے نزدیک ان کا شمار تبع تابعین میں ہے جس طرح کہ امام مالک تبع تابعین میں شمار کئے گئے ہیں ، امام شافعی امام مالک کے شاگرد اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ، اسی طرح چاروں امام اور چھ ائمہ حدیث اہل قرون مشہود لہا بالخیر میں شمار ہوتے ہیں ، وللہ الحمد ان قرون کے بعد باہمی تفاضل علم وعمل کے تفاضل پر موقوف ہے پس جو کوئی عالم باعمل قرون خیر سے زیادہ قریب ہے وہی زیادہ افضل ہے جیسے اصحاب سنن معاجم اور اسانید وغیرہم کہ ان کو علم وہدایت ، رہنمائی وراہ بری ، صدق وعدل ، حفظ ودیانت ثقاہت وانصاف ، سلامت صدر وقلب ، احسان وامانت ، قیام بالدین ، تبلیغ ماجاء بہ الرسول ، اقتدار آثار سلف صالحین . اخذ طریقۂ صحابہ وتابعین میں ہر باب میں ان کو نمایاں فضیلت وبرتری حاصل تھی وہ ہر نقیر وقطمیر ، قلیل وکثیر جلیل وحقیر ، عسر ویسیر میں اتباع نبوی کے پابند اور طریقہ سلف پر کاربند تھے ان کی روایت کا سلسلہ آج تک صحیح متصل سند تلقی بالقبول کے ساتھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے ، ان کا اور اہل رائے قیاس اور اجتہاد کا صرف اتصال سند ہی میں فرق نہیں ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک حیثیت سے یہ صحابہ کا حکم رکھتے ہیں ، بارگاہ نبوت میں باریابی اور صحبت نبوی میں فیض یابی سے اگرچہ یہ محروم ہیں لیکن یہ اصحاب انفاس مصطفوی ہیں یہ امتیاز ایسا ہے کہ عوام کو تو چھوڑیئے علماء بھی ان کے شریک وسہیم نہیں ہیں ، فعلیک باتباعھم اللھم ارزقنا ،

فریب رائے عزیزاں کجا خورم کہ مرا
حدیث سید کونین بر زبان باقی ست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کافروں پر انعام الٰہی : دنیا میں کافر پر اللہ انعام کرتا ہے رسول اکرم نے فرمایا،

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر — دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے،

یہ نعمتِ ظاہری درحقیقت کافر کے حق میں ایک عذاب الٰہی ہے کیونکہ وہ اللہ کی اخروی رحمت سے محروم ہے رب پاک نے فرمایا:

ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لایشعرون (مومنون ۵۶ پ ۱۸) — کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مال واولاد سے ان کی مدد کر رہے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ان کے لئے اچھائیوں کے سلسلے میں جلدی کر رہے ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں،

معلوم ہوا کہ ان کی یہ نعمت یہیں دنیا تک ہے آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا

ولایغرنک تقلبھم فی البلاد متاع قلیل ثم ماواھم جھنم وبئس المصیر — شہروں میں ان کا چلنا پھرنا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے یہ تھوڑی سی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور بڑا ہی برا ٹھکانا،

ان آیتوں پر اہل ایمان اگر غور کریں تو دنیا کی ساری مصیبتیں ان کی نظر میں حقیر ہو جائیں گی لیکن یہ اپنی کم فہمی کے سبب امراء ورؤسا کو خوش نصیب سمجھتے ہیں فقرا اور غربا کو حقیر جانتے ہیں، بظاہر فریقین میں اسی طرح کا تفاوت ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی یہ نعمت دولت امارت وسلطنت آنی جانی ہے، آنکھ بند ہوئی کہ ساری نعمت جاتی رہی بلکہ اکثر زندگی ہی میں چھن جاتی ہے، البتہ اہل ایمان مرتے ہیں اور سیدھے روضۂ جناں میں پہونچ جاتے ہیں،

القبر روضۃ من ریاض الجنۃ اوحفرۃ من حفر النار — قبر یا تو جنت کی ایک کیاری ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے جملے میں صلحاء کے آرام گاہ کا ذکر ہے، دوسرے میں کافروں اور نافرمانوں کی اذیت گاہ کا،

اللھم اجعلنا من اصحاب الریاض دون اصحاب الحفر (اے اللہ ہمیں جنتی بنا جہنمی نہ بنا) آمین ثم آمین

جادو اور نظرِ بد کی تاثیر:

جادو کی تاثیر اور نظر لگنا حق ہے، بخاری اور مسلم کی حدیث ہے:

العین حق، — نظر لگنا ثابت ہے،

رب پاک نے فرمایا:

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت (البقرہ - ۱۰۲) — اور جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا۔

ومن شر النفاثات فی العقد (فلق - ۴) — عقدوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں،

موزوں پر مسح:

سفر اور حضر میں مقیم کے لئے ایک رات دن اور مسافر کے لئے تین رات دن موزوں پر مسح کرنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے جو اس کا انکار کرے گا ڈر ہے وہ کفر کا ارتکاب کر بیٹھے، ایک جماعت نے موزوں پر مسح کا انکار کیا تھا اس لئے اہل علم نے اس مسئلہ کو فقہ سے نکال کر عقائد میں داخل کر دیا،

نماز تراویح:

شب رمضان میں جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھنا سنت صحیحہ سے ثابت ہے یہ نماز عبادتِ نافلہ ہے جتنی بھی زیادہ ہو کوئی ممانعت نہیں ہے مگر بیس یا اس سے زیادہ رکعات کا ثبوت کسی مرفوع حدیث سے نہیں ہے نیز وجوب کا بھی ثبوت نہیں ہے اس لئے اکثر اہل علم گیارہ رکعت مع وتر کو صحیح قرار دیتے ہیں اور اسی پر ان کا عمل ہے لیکن تیس چالیس رکعت پڑھنے سے منع بھی نہیں کرتے، تراویح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے، نماز شب میں عدد مسنون یہی گیارہ یا تیرہ رکعتیں آئی ہیں اس سے زیادہ نہیں، جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ آپ نے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھا (رواہ ابن خزیمہ وابن حبان) عرف سنت میں اس نماز کو قیام رمضان کہتے ہیں نہ کہ صلوۃ التراویح اس کا جماعت سے پڑھنا فعل نبوی سے ثابت ہے اس لئے نافلہ میں جماعت کرنا کوئی منکر امر نہیں ہے، علی مرتضی نے بیس رکعت تین وتر پڑھی ہے لیکن یہ حجت نہیں ہے، غرضیکہ یہ جماعت اس کمیت اور کیفیت کے ساتھ جو آج کل مروج ہے دلیل مرفوع سے ثابت نہیں ہے خواہ اسے جائز ہی کیوں نہ مانا جائے۔

نماز ہر نیک و بد کے پیچھے جائز ہے:

نماز ہر نیک و بد کے پیچھے جائز ہے بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

صلوا خلف کل بر و فاجر (رواہ ایضا الدارقطنی) ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو،

ملا علی قاری کہتے ہیں جو شخص جمعہ اور جماعات فاجر امام کے پیچھے نہیں پڑھتا ہے وہ اکثر علماء کے نزدیک بدعتی ہے البتہ اس کی نماز ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں، ابن مسعود وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، ولید بن عقبہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حالانکہ وہ شراب خور تھا، اہل علم نے ہمیشہ فساق اہل اہواء اور اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھی ہے کسی نے انکار نہیں کیا، جس نے انکار کیا ہے اس کا مطلب کراہت لیا گیا ہے، عدم جواز نہیں کیونکہ ایسی نماز کی کراہت میں کوئی کلام نہیں،

معتزلہ باوجودیکہ فاسق کو مومن نہیں کہتے ہیں مگر ہر فاسق کے پیچھے نماز پڑھنی جائز سمجھتے ہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک شرط امامت عدم کفر ہے نہ کہ وجود ایمان، بمعنی تصدیق اقرار اور عمل،

صابونی نے کہا ہے اصحاب حدیث کا اعتقاد ہے کہ جمعہ و عیدین وغیرہ صلوات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر امام مسلم کے پیچھے نیک ہو یا بد پڑھنا چاہیئے، ان کے ساتھ کفار سے جہاد کرنا چاہیئے گو یہ ظالم و فاسق ہوں ان کے لئے اصلاح و صلاح کی توفیق کی دعا مانگنا چاہیئے ان کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیئے وہ ظلم و جور کرتے ہوں اور فرقۂ باغیہ سے اس وقت تک لڑنا چاہیئے جب تک وہ امام کی اطاعت نہ قبول کر لیں،

اسی طرح نماز جنازہ ہر نیک و بد پر پڑھنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ میت کا انتقال حالت ایمان میں ہوا ہو اس سلسلے میں مختلف روایتیں آئی ہیں جو اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن اہل سنت کا اس پر اتفاق اور عمل چلا آیا ہے اس لئے اہل سنت یہی اعتقاد رکھتے ہیں

فاجر سے مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو باوجود فسق کے نماز روزہ وقت پر ادا کرتا ہے فاسق سے مراد وہ شخص نہیں ہے جو عمداً فرائض ترک کر دیتا ہے، کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے لیکن پھر بھی نماز نہیں پڑھتا یا منافقوں کی طرح بے وقت پڑھتا ہے یا کبھی پڑھتا ہے کبھی اڑا جاتا ہے یا نماز پڑھتا ہے مگر روزہ نہیں رکھتا ہے یا زکوٰۃ نہیں دیتا ہے، یا استطاعت کے باوجود حج بیت اللہ نہیں کرتا ہے ایسے تمام لوگوں پر اصحاب حدیث کے نزدیک نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں خواہ فقہاء کے نزدیک جائز ہی کیوں نہ ہو، نمازی فساق و فجار پر نماز جنازہ پڑھنی فقہاء کے نزدیک بھی درست ہے البتہ یہ الگ ایک مسئلہ ہے کہ ایسے فاسقوں کی نماز مقبول ہوگی یا نہیں جس کی نماز اسے فحش اور منکرات سے باز نہ رکھے اس کی نماز کا کیوں کر اعتبار ہو سکتا ہے معتبر نماز کی دلیل ہے کہ ایسی نماز نمازی کو منکرات سے باز رکھے، رب پاک نے فرمایا:

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (عنکبوت - ۴۵) نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے،

ایسے فقہی فروعات کا ذکر اصول عقائد میں اس لئے ہوتا ہے تاکہ اہل سنت معتزلہ اور شیعہ سے ممتاز رہیں، خط فاصل دونوں کے درمیان قائم رہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر نشہ آور چیز حرام ہے: اصحابِ حدیث کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر نشے والی چیز حرام ہے خواہ انگور سے بنی ہو یا کھجور سے یا شہد سے یا کسی اور چیز سے تھوڑی ہو یا زیادہ سکر پر حد کو واجب سمجھتے ہیں،

چند دیگر عقائد: اصحابِ حدیث نماز کا اول وقت پر ادا کرنا تاخیر سے افضل مانتے ہیں، فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا واجب جانتے ہیں اور رکوع و سجود کو مکمل کرنا واجب سمجھتے ہیں، رکوع اور سجود کا اتمام یہ ہے کہ ان کی ادائی اطمینان سے ہو، اطمینان یہ ہے کہ رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو سجدہ سے سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھے سارے ارکانِ نماز اعتدال اور طمانیت کے ساتھ ادا کرے،

رزقِ حرام: حرام رزق ہے، ہر شخص اپنے رزق کو پورا کرتا ہے حلال ہو یا حرام کیونکہ دونوں سے تغذیہ حاصل ہوتا ہے البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اکلِ حرام پر عقاب و عذاب ہے، معتزلہ کا یہ کہنا کہ حرام رزق نہیں ہے درست نہیں ہے،

یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ آدمی اپنا رزق نہ کھادے یا دوسرا شخص اس کے حصے کا رزق کھا جادے،

لن تموت نفس حتی تستکمل رزقھا، — ہر شخص مرنے سے قبل اپنی روزی پوری کرلے گا،

اس کی تفصیل بغیۃ الرائد میں موجود ہے،

اللہ ظلم نہیں کرتا: اللہ پاک کو قادر علی الظلم نہیں کہیں گے اس لئے کہ محال قدرت کے تحت داخل نہیں ہے، معتزلہ کا خیال ہے کہ اللہ ظلم پر قدرت تو رکھتا ہے مگر ظلم کرتا نہیں،

کتبِ اصول دین میں ہے کہ صحیح تو یہ ہے کہ ایسے مسائل میں غور و خوض کرنا ٹھیک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے یہ اجمالی اعتقاد کہ باری تعالیٰ کی ذات پاک تمام نقص و زوال کی صفات سے پاک و مبرا ہے، تمام اوصاف کمال اور عظمت و جلال اسی کے لئے ہیں، اتنا جان لینا کہ اللہ سے کذب و ظلم صادر نہیں ہوتا درستی ایمان کے لئے کافی ہے ہمیں اس سے کیا مطلب کہ آیا وہ ان امور پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں ہم اجمالی طور پر اسے ہر شے پر قادر جانتے ہیں، یہ تفصیل جو یاروں نے ظلم و کذب میں نکالی ہے شکوک و اوہام سے خالی نہیں ہے، النسفی نے خوب کہا ہے،

لا یخرج عن علمہ وقدرتہ شئ — اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

امامت وخلافت

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے لئے ایک امام کا ہونا ضروری ہے، یہ امام حدود کو قائم کرے گا، سرحد کی نگرانی کرے گا، اسلامی لشکر فراہم کرے گا، امن عامہ برقرار رکھے گا، جمعہ و اعیاد قائم کرے گا، مسلم رعایا کے جھگڑے چکائے گا، حقوق پر فراہم شہادات کو قبول کرے گا، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرے گا اور غنائم کو تقسیم کرے گا،

یہ امام مخفی و منتظر نہ ہوگا جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے بلکہ اسے علی الاعلان اپنی امامت پر کاربند ہونا پڑے گا، امام کا قریشی ہونا شرط ہے غیر قریشی کو امام نہیں بنایا جاسکتا قریشیت کے ساتھ ہاشمیت کی شرط نہیں ہے، نہ یہ ضروری ہے کہ امام اولاد علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما میں سے ہو، امام کے لئے معصومیت کی شرط بھی نہیں ہے نہ ہی اسے سارے اہل زمانہ سے افضل و اکمل ہونا ضروری ہے، افضل کے ہوتے مفضول کی امامت بھی جائز ہے، امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہل ولایت مطلقہ سے ہو احکام کا نفاذ کرسکتا ہو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدود کی حفاظت اور دار الاسلام کی حمایت کر سکتا ہو، مظلوم کو ظالم سے حق دلا سکتا ہو اور سیاست شرعیہ چلا سکتا ہو اگر یہ تمام ذمہ داریاں وہ نبھا سکتا ہو تو اس کو کسی فسق یا ظلم کے ارتکاب کے سبب معزول نہیں کیا جا سکتا وہ بدستور امام بنا رہے گا امام شافعی کے نزدیک فسق سے امام کو امامت سے برطرف کیا جا سکتا ہے لیکن یہ صحیح قول وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا،

امام کا تعیین مخلوق پر واجب ہے اللہ پر نہیں اہل سنت اور عام معتزلہ کا یہی خیال ہے اس کی دلیل فرمان نبوت ہے،

من مات بغیر امام مات میتة جاهلیة (اخرجہ مسلم من حدیث ابن عمر)	جو بغیر امام کے مرگیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی،

صحابہ نے اس کام کو اتنا اہم اور ضروری سمجھا تھا کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر اسے مقدم سمجھا، حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ جس نے امام وقت سے بیعت نہ کی اس کی اطاعت اسے منظور نہ ہوئی تو اس کی موت کافروں جیسی ہوگی، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی وقت امام موجود نہ ہو جس کی اطاعت کی جاوے تو اس وقت کے سارے مسلمان جاہلیت کی موت مریں گے اور اگر یہ مطلب نہ ٹھہرایا جائے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جس جگہ مسلمان ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ کسی قریشی کو اپنا امام بنالیں گو وہ ملک کسی غیر مسلم ہی کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو اور اپنے معاملات دین میں اس کی طرف رجوع کریں اور امور دنیا میں حاکم وقت کے مطیع رہیں، طوائف الملوکی کا جواز بھی شریعت سے نکلتا ہے ایک مستقل رئیس کی رعیت پر دوسرے رئیس کی اطاعت واجب نہیں ہے، ہر رئیس اپنی ریاست کا مستقل حاکم ہے، رعیت اگر اسی مسلمان حاکم کو اپنا امام بنالے گی تو کچھ مشکل بات نہیں ہے البتہ یہ شرط ملحوظ رہے کہ امام قریشی النسب ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر جس کا تسلط ہو اور اس کی محکومیت میں رہنا پڑے اور وہ نماز پڑھتا ہے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کی بھی اطاعت سے منہ نہیں موڑنا چاہیے گو وہ فاسق یا ظالم ہی کیوں نہ ہو واللہ اعلم بالصواب

انعقاد خلافت و امامت :

انعقاد خلافت و امامت کئی طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ ارباب بست و کشاد جیسے اہل علم افسران لشکر اور اہل کار و دانشور جو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہوں جمع ہو کر کسی سے بیعت کر لیں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی طرح قائم ہوئی تھی،

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک خلیفہ دوسرے خلیفہ کے لئے وصیت کر جائے جس طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے کہہ گئے تھے کہ میرے بعد ان کو خلیفہ بنانا،

تیسری صورت یہ ہے کہ مشورے پر چھوڑ دیا جائے جس طرح فاروق نے خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے کیا تھا، انہوں نے چھ افراد کو متعین کیا تھا کہ ان میں سے جس کو سب لوگ پسند کریں وہی خلیفہ ہو، اسی طرح علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی کیا تھا،

چوتھی صورت یہ ہے کہ خود کوئی شخص جامع شروط امامت لوگوں پر مسلط ہو جائے جس طرح سارے خلفاء اسلام خلافت نبوت کے بعد خلیفہ بن بیٹھے تھے،

پھر اگر کوئی ایسا آدمی ملک پر مستولی ہو گیا جس میں امامت کے شروط جمع نہیں ہیں تو ایسی حالت میں بھی اس کی مخالفت درست نہیں اس لئے کہ اس کو بغیر خونریزی فتنہ اور فساد کے ہٹایا نہیں جا سکتا، اور اس کو معزول کرنے کے جو مصالح ہو سکتے ہیں وہ تو حاصل ہونے سے رہے ایک عظیم فتنہ و فساد برپا ہو جاتا ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسے حاکموں کے متعلق سوال کیا گیا کیا ہم ان کو چھوڑ نہ دیں، فرمایا نہیں جبتک وہ نماز پڑھتے رہیں اور تم ان کا کوئی صریح کفر نہ دیکھو تب تک انہیں نہیں چھوڑ سکتے، تمہارے پاس اللہ کا برہان موجود ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جتنے امراء یا بادشاہ جو حاکم بن بیٹھے یا اس وقت ہیں اور ان کے اندر شرائط امامت نہیں تھے یا نہیں ہیں ان سے اسی بنیاد پر بغاوت نہیں کی جاتی کہ ان کو معزول کرنے میں فساد عظیم برپا ہو جائے گا ان کی معزولی سے جو مقصد پیش نظر ہوتا ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، پھر مفت میں بکھیڑا کھڑا کرنے سے کیا فائدہ، وہ کیسے بھی ہوں آخر اپنے کو مسلمان تو کہتے ہیں، نماز تو قائم کرتے ہیں گو کیسی ہی ٹوٹی پھوٹی عبادت کیوں نہ ہو، ہاں اگر وہ بالکل نماز ترک کر دیں، صریح کفر اختیار کرلیں اور ضروریات دین کا انکار کر بیٹھیں تو پھر ان کا قتل کرنا ان سے لڑنا بھڑنا واجب ہو جاتا ہے، یہ قتال جہاد کا حکم رکھتا ہے اس پر فساد کا حکم نہیں لگ سکتا اس لئے کہ اب وہ مصلحت فوت ہو گئی جس کی خاطر ان کی امامت کو تسلیم کیا گیا اور ان کی ریاست وحکومت پر صبر کیا گیا اس کے بجائے اب فساد عام پیدا ہو گیا، حدیث میں آیا ہے مسلمان مرد پر اس وقت تک امام کی سمع وطاعت، ہر پسند وناپسند میں واجب ہے جب تک کہ وہ کسی معصیت کا حکم نہیں دیتا ہے، اگر وہ کسی معصیت کا حکم دے تو اس کی سمع وطاعت ضروری نہیں، اس وقت اس کی بات سننا اور اس کے کہنے پر چلنا ممنوع ہے،

خلافت امامت صحیح حدیث کی نص الائمۃ من قریش امام قریش سے ہوں گے۔ پر مبنی ہے، ملت اسلامیہ کے لئے یہ قطعاً درست نہیں کہ غیر قریشی کو اپنا امام بنائے گو وہ کیسا ہی لائق فائق کیوں نہ ہو، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں، اور حکم الٰہی اور رسول احمد مختار کی مخالفت کرتے ہیں لیکن جس جگہ عامۂ مسلمین کا زور نہیں چلے اور کوئی ترک، مغل، پٹھان، پارسی غلام بزور شمشیر جنگ وحرب سے حاکم بن بیٹھے تو اب چار وناچار جب تک وہ عمداً نماز نہ ترک کرے اور کفر صریح کا مرتکب نہیں ہے لائق اطاعت ہے، شرعاً اس کی اطاعت واجب ہے اور اگر وہ نماز ترک کر دیتا ہے اور کفر صریح کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی اطاعت واجب نہیں رہتی اگر کوئی اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر خروج کرے تو عاصی نہیں ہوگا ،

شریعت کی رو سے عورت کو امام بنانا بالکل درست نہیں ہے بلکہ حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے کہ جس قوم نے اپنا کاروبار حکمرانی کسی عورت کو سونپ دیا وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی (بخاری) اس لئے جس ملک میں عورت حاکم ہوتی ہے وہاں کبھی صلاح و فلاح نہیں دیکھی جاتی ، فلاح کا کیا ذکر عورت اپنی ہی فلاح و صلاح کو نہیں سمجھ سکتی اس سے ملک کی فلاح و صلاح کیا خاک ہوسکے گی آپ تباہ ہوگی آخر نقصان عقل و نقصانِ دین کا کچھ تو نتیجہ ظاہر ہی ہونا چاہیئے ، انا للہ ،

بیعت ایک ہی ہوسکتی ہے : جب ایک امام سے بیعت کر لی گئی پھر کوئی دوسرا شخص اٹھ کھڑا ہو اور امارت چھیننا چاہے تو اسے قتال کرنا حلال ہے اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے امام کی مدد کریں پھر اگر باغی کی بغاوت ایسی ہے کہ جس کی تاویل ہوسکتی ہے مثلاً وہ اپنے یا اپنی قوم یا خود اس امام کی منفعت دور کرنا چاہتا تھا اور اس کی خاطر وہ شرعی دلیل بھی پیش کرتا ہو گو وہ جمہور مسلمین کے نزدیک مسلم نہ ہو نیز اس میں کوئی ایسا برہان الٰہی بھی نہ ہو جس کا انکار نہ ہوسکتا ہو تو اس صورت میں ایسے باغی کی بغاوت اتنی اہم نہ ہوگی جتنے ایسے باغی کی بغاوت اہم ہوگی جو محض فتنہ و فساد اور خونریزی کی خاطر شمشیر بکف ہو اور شریعت کو نہ مانتا ہو ، جب ان دونوں کی بغاوت یکساں نہیں ہے تو ان پر حکم بھی یکساں نہ لگے گا ، پہلے قسم کے باغیوں کا حکم یہ ہے کہ امام کسی عالم ناصح کے پاس ایسے لوگوں کو بھیج دے گا جو ان کے شبہات دور کرے گا ، حضرت علی مرتضیٰ نے یہی کیا تھا کہ حروریہ خوارج کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تاکہ انہیں سمجھا بجھا کر جماعت مسلمین میں لوٹا لائیں ورنہ پھر ان سے جنگ ہو ایسے باغیوں کے ساتھی اگر پیٹھ پھیر کر جنگ سے بھاگ جائیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے گا نہ زخمی کو مارا [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مفسدوں کا قلع قمع کیا جائے، جب یہ مقصد خود ہی حاصل ہو تو اور بہتر ہوگا مزید قتل تعزیری کی ضرورت ہی کیا ہے،

رہی دوسری شکل تو ایسے باغی کو محارب قرار دیا جائے گا اسے ڈاکوؤں اور لٹیروں میں شمار کیا جائے گا، ان کی سزا کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے، وہی کافی وافی اور شافی ہے،

قضاء فاسق : فاسق شخص کو قاضی یعنی حاکم مقرر کرنا مذاہب ثلاثہ کے علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قاضی نے رشوت لی ہے تو اس کا حکم جاری نہیں ہو سکتا، اگر رشوت دے کر عہدۂ قضا حاصل کیا گیا ہے تو قاضی ہونے کے بعد بھی اس کی قضا صحیح نہ ہوگی نہ اس کا نفاذ ہو سکتا ہے یہ قضا زانی شافعی اور ملا علی قاری حنفی کا بیان ہے،

اب حرمین شریفین میں غالباً اسی قسم کے قضاۃ آتے ہیں جنہوں نے یہ خدمت شرعی بڑی خطیر رقم دے کر حاصل کی ہوتی ہے لیکن قضا پانے کے باوجود دست و برد سے محفوظ نہیں رہ سکتے، جب ایسی قضا شافعی اور حنفی مذہب میں درست نہیں ٹھہری تو پھر اصحاب حدیث کے یہاں ایسی قضا کیا مقام پا سکتی ہے، قرآن میں رب کریم نے فرمایا:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک	جنہوں نے فرمان الٰہی سے فیصلہ نہیں کیا
ھم الفاسقون (مائدہ - ۴۷)	وہی لوگ فاسق ہیں،

ایک دوسری آیت میں ظالمون اور تیسری آیت میں کافرون ارشاد کیا گیا ہے ما انزل اللہ سے فقط قرآن ہی نہیں مراد ہے بلکہ لفظ اپنے عموم کے مطابق خود حدیث نبوی کو بھی شامل ہے اس لئے کہ رسول اکرم کے سارے منطوق و ملفوظ کو قرآن میں وحی رب الارباب قرار دیا گیا ہے،

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا	وہ خواہش نفسانی سے بات نہیں کرتا اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وحی یوحی (نجم۔ ۴-۳) نطق وحی ہوتی ہے جو اسے کی جاتی ہے،

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص امام ہو یا عالم مفتی ہو یا قاضی ہو مگر وہ کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے تو وہ اپنی مخالفت کے بقدر عاصی ٹھہرے گا، تھوڑی سی مخالفت سے فاسق ہوگا، اوسط درجہ کی مخالفت میں ظالم قرار پائے گا، اعلیٰ درجہ کی مخالفت میں کافر ہو جائے گا، اللھم احفظنا،

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان پر واجب ہے، رب پاک نے فرمایا

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

تم معروف کا حکم کرتے ہو اور منکر سے روکتے ہو،

لیکن شرط یہ ہے کہ اس کام سے کوئی فتنہ نہ برپا ہو کیونکہ یہ کام اس لئے واجب ہے کہ منکر کے انکار سے معروف حاصل ہو لیکن جب اس انکار سے دوسرا زیادہ بڑا منکر رونما ہو جانے کا خدشہ ہو تو پھر نہی عن المنکر کے بجائے سکوت بہتر ہے، مثلاً ملوک در وقت پر انکار کرنے سے اگر بغاوت لازم آئے تو یہ ایک شر و فساد کا مانع ہو جائے گا، صحابہ نے رسول اکرم سے پوچھا تھا کہ جو امراء نماز تاخیر سے پڑھتے ہیں تو کیا ہم ان سے مقاتلہ کر سکتے ہیں، آپ نے فرمایا جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں ان سے نہ لڑو، آپ نے یہ بھی فرمایا جو شخص اپنے امیر کے منکر کو دیکھے تو اس پر صبر کرے اس کی اطاعت سے باہر نہ ہو، اسلام میں فتن اکثر اسی طرح رونما ہوئے کہ منکر پر بالکل صبر نہ کیا گیا، رسول اکرم مکہ میں انکر منکرات ملاحظہ کرتے تھے، قدرت نہ تھی کہ انہیں بدل دیں ناچار صبر کرتے تھے، جب اللہ نے مکہ فتح کر دیا یا دار الکفر دار الاسلام ہو گیا تو آپ نے چاہا کہ کعبہ کو اس کے اصلی حال پر لوٹا دیں مگر فتنہ کے خوف سے ایسا نہ کیا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مگر ہاتھ سے لڑنا نہیں چاہیئے اور اگر فائدے کی توقع نہیں ہے تو خاموشی بہتر ہے،

علامہ ابن قیم نے فرمایا انکار منکر کے چار مراتب ہیں، ایک مرتبہ ہے کہ منکر بالکل دور ہو جائے اس کی جگہ معروف قائم ہو جائے، دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ منکر کم ہو جائے گو بالکل زائل نہ ہو، تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک منکر تو ختم ہو جائے لیکن اس کی جگہ اسی طرح کا منکر آجائے، چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ ایک منکر زائل ہو اور اس کی جگہ اس سے بدتر منکر آجائے، چاروں مرتبوں میں دو تو مشروع ہیں تیسرا اجتہاد کا مقام ہے، چوتھا مرتبہ حرام کا ہے مثلاً کسی کو دیکھا گیا کہ وہ شطرنج کھیلتا ہے اگر اس کو منع کیا جائے تو شطرنج چھوڑ کر شراب پینے لگے گا ایسی صورت میں انکار کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہاں اگر وہ شطرنج چھوڑ کر تیراندازی یا گھوڑ سواری اختیار کر لے تو پھر انکار میں کچھ مضائقہ نہیں ہے، اسی طرح جب فساق لہو و لعب میں مبتلا ہوں یا گانے بجانے میں پھنسے ہوں اور یہ امید ہو کہ وہ اس کام کو چھوڑ کر شریعت کی اطاعت اختیار کر لیں گے تو ان پر انکار کرنا چاہیئے ورنہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، اسی طرح اگر ایک آدمی قصے کہانی کی کتاب دیکھتا سنتا ہے خدشہ یہ ہے کہ اگر اسے منع کیا جائے تو وہ اہل بدعت و ضلال کی کتابیں دیکھنے لگے گا تو اس پر نکیر کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر کتب توحید و سنت سے اشتغال کرنے کی امید ہو تو اسے روکنا چاہیئے،

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ داد خلہ فی فسیح جنانہ نے فرمایا کہ ایک بار میں اپنے رفقاء کے ساتھ تاتاریوں کے پاس سے گذرا دیکھا کہ وہ لوگ شراب پی رہے ہیں، رفقاء نے ان پر نکیر کی میں نے کہا تم یہ کیا کرتے ہو شراب اس لئے حرام ہوئی ہے کہ وہ نماز اور ذکر الٰہی سے روکتی ہے، ان لوگوں کو شراب قتل و خونریزی سے روکتی ہے، نسل انسانی کو تباہ کرنے اور مال لوٹنے سے باز رکھتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہیں کچھ نہ کہو، اگر یہ اس وقت شراب سے باز رہیں گے تو مذکورہ کام کریں گے ۔ غرضیکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مسئلہ بڑا وسیع ہے ۔ عالم مومن اور ہوشمند تقاضائے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسن تدبیر سے یہ فریضہ انجام دے گا، اور اگر وقت کا تقاضا خاموشی کا ہے تو خاموشی بہتر ہے ،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

سیرت سلف

اصحاب حدیث ایک دوسرے کو اس بات کی وصیت کیا کرتے تھے کہ سو رہنے کے بعد رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھیں، صلہ رحمی کریں، اسلام پھیلائیں، کھانا کھلائیں فقراء و مساکین اور یتیموں پر شفقت کریں، مسائل ملت سے دلچسپی رکھیں، کھانے پینے پہننے اور نکاح کرنے میں عفت اختیار کریں، صدقہ خیرات زیادہ کریں، نیکی کے کام میں سبقت کریں، دشمنی اور دوستی دین کی خاطر کریں، دین الٰہی میں جدال سے احتراز کریں، مذہبی نزاعات سے بچیں، اہل بدعت و ضلالت سے الگ رہیں، اصحاب اہواء و جہالات سے بیر رکھیں، سلف صالحین کے مقتدی بنیں، ائمہ دین اور علماء مسلمین کی عزت و ادب کریں اور اکابر اسلام کے طریقۂ دین پر چلیں انہوں نے جس دین مبین اور حق مبین کے ساتھ تمسک کیا تھا اسی کو پکڑے رہیں اور بدعتوں کی بدعات ایجاد کرنے کے سبب ان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیزار رہیں ان سے بات چیت ترک رکھیں، ان کی مصاحبت اور مجالست سے احتراز کریں، ان سے بحث ومباحثہ نہ کریں تاکہ ان کے اوہام وسادس اور اباطیل سے محفوظ رہیں رب پاک نے اسی سلسلہ میں فرمایا،

واذا رأیت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (انعام - ۶۸)	اور جب ہماری آیتوں میں لوگوں کی عقل خرامی دیکھو تو ان سے الگ رہو تاآنکہ وہ دوسری بات میں لگ جائیں،

بدعتیوں کی بدعت پسندی کی نشانی ہوتی ہے، اس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ محدثین اور اہل حدیث سے انہیں سخت عداوت ہوتی ہے یہ انہیں حقیر جانتے ہیں، ان کو حشویہ جہلہ ظاہریہ اور مشبہہ کہتے ہیں ان کا سارا عمل حدیث نبوی کے برخلاف ہوتا ہے ان کے نزدیک علم وہی ہے جو عقل کی حیرانی شیطان کے وسوسے اور نفس پرستی سے حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ یہ ہمیشہ شکوک وشبہات کا شکار رہتے ہیں اور حق کو دریافت نہیں کر پاتے رب پاک نے فرمایا:

اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم (محمد - ۲۳)	وہی وہ لوگ جن پر اللہ کی پھٹکار ہے، اللہ نے انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی نگاہوں کو بے نور کر دیا ہے،
ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء (حج - ۱۸)	جسے اللہ ذلیل کر دے تو اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے،

احمد بن سنان قطان کا قول ہے:

لیس فی الدنیا مبتدع إلا ھو یبغض اھل الحدیث فاذا ابتدع الرجل نزعت حلاوۃ الحدیث من قلبہ،	دنیا کا ہر بدعتی اہل حدیث کو ناپسند کرتا ہے جب انسان بدعت کرنے لگتا ہے تو حدیث کی حلاوت اس کے دل سے چھن جاتی ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نصر بن سلام فقیہہ نے فرمایا:

لیس شیئ اثقل علی اھل الالحاد	اہل الحاد کے لئے سب سے مشکل اور ناپسند
ولا ابغض الیھم من سماع الحدیث	چیز حدیث کا سماع اور اسناد کے ساتھ اس
وروایتہ باسنادہ	کی روایت ہے،

حاکم کا بیان ہے احمد بن اسحٰق نے ایک آدمی سے اثنار مناظرہ میں کہا حدثنا فلاں (ہم سے فلاں نے بیان کیا) اس نے کہا اسے چھوڑو کہاں تک حدثنا چلے گا، احمد نے کہا اے کافر الٹھ بھاگ اور پھر آج کے بعد سے میرے گھر کا رخ نہ کرنا، حاکم کا بیان ہے پھر احمد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اس شخص کے علاوہ آج تک میں نے کسی سے یہ نہیں کہا کہ میرے گھر نہ آنا،

ابو حاتم رازی نے فرمایا "اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں اور زندیقوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل حدیثوں کو حشویہ کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ اپنے اس طعن سے احادیث کو ملیا میٹ کرنا چاہتے ہیں، قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو جبریہ کہتے ہیں اور جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو مشبہہ کہتے ہیں اور روافض کی نشانی یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں یہ سب محض عصبیت کی وجہ سے کہتے ہیں، اہل سنت کا صرف ایک نام ہو سکتا ہے اور وہ اصحاب الحدیث ہے"

صابونی نے ان اقوال کو سنداً نقل کرنے کے بعد فرمایا "میں سمجھتا ہوں اہل بدعت نے اہل سنت کو یہ تمام نام دے کر مشرکین کا پارٹ ادا کیا ہے، مشرکین نے نبی اکرم کے ساتھ یہی کچھ کیا تھا کسی نے آپ کو کاہن کہا تھا کسی نے شاعر بتلایا، کسی نے ساحر کہہ کر پکارا، کچھ کا خیال تھا آپ نعوذ باللہ مجنون ہیں، چند لوگوں نے آپ کو جھوٹا بھی سمجھا حالانکہ نبی اکرم ان تمام تہمتوں سے بری تھے، آپ صرف رسول مصطفیٰ اور نبی مجتبیٰ تھے، رب پاک نے فرمایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا (بنی اسرائیل ۴۸)

دیکھو وہ تمہارے لئے کیا مثالیں بیان کرتے ہیں یوں وہ گمراہ ہو گئے، وہ راہ یاب ہو نہیں سکتے۔

یہی حال بدعتیوں کا ہے، سنت رسول سے ہدایت یاب سنت کے شیدائی، راویان حدیث حافظین آثار نبویہ اور ناقلین فرمان رسالت کو انہوں نے بے شمار ناموں سے یاد کیا کسی نے ان کا نام حشویہ رکھا کسی نے انہیں جبریہ کہا کسی نے مشبہ سے یاد کیا کسی نے نابیہ سے یاد کیا اور کچھ نے انہیں ناصبی کا خطاب دیا حالانکہ اہل حدیث ان تمام معائب سے بری ہیں اور ان خرافات سے پاکیزہ و طاہر ہیں، وہ صرف اہل سنت مضیئہ اور پسندیدہ سیرت لوگ ہیں ان کی راہ سیدھی ہے ان کے پاس قوی دلائل و براہین ہیں رب پاک نے انہیں اپنی کتاب وحی اور خطاب کے اتباع کی توفیق دی ہے اور اپنے رسول کی اقتدار کی ہدایت کی ہے اور آپ کے اخبار و احادیث کو راہ عمل بنانے کی توفیق بخشی ہے، ان میں آپ کی امت کے لئے معروف کے قول و عمل کا حکم ہے اور نہی عن المنکر کی خبر ہے، رب پاک نے انہیں آپ کی سیرت کو طرز جاں بنانے اور اس سے ہدایت یاب ہونے کے لئے نصرت عطا کی ہے اور آپ کی محبت ائمہ دین اور علماء شریعت کی محبت کے لئے ان کو شرح صدر عطا کیا ہے اور رسول اکرم کا فرمان ہے جو قوم جس سے محبت کرتی ہے وہ اسی کے ساتھ رہتی ہے، آپ نے فرمایا!

المرء مع من احب — آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہو'

اہل سنت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ائمہ سنت، علماء سنت، سنت کے انصار و اعوان سے محبت رکھتے ہیں اور ان ائمہ بدعت کو ناپسند کرتے ہیں جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو ہلاکت کے گڈھے جہنم میں گرا دیتے ہیں، رب پاک نے اپنے فضل و احسان سے اہل سنت کے دلوں کو علماء سنت سے محبت کے سبب منور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دم بن کر رہا ہے،

قتیبہ بن سعید نے کتاب الایمان میں لکھا ہے ابو عبداللہ حاکم نے اسے پڑھا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، شعبہ، ابن مبارک ابوحفص، شریک، وکیع، یحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن مہدی سے محبت رکھتا ہے تو اسے صاحب سنت سمجھو،

احمد بن سلمہ کہتے ہیں میں نے اس عبارت کے بعد اپنے قلم سے اتنا اور زیادہ کر دیا "یحیی بن یحیی، احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ سے بھی محبت رکھے"۔ صابونی کہتے ہیں، احمد بن سلمہ کے بعد میں نے اتنا اور بڑھا دیا "جو ان سے محبت رکھے گا وہ اہل حدیث ہوگا، اس کا شمار ائمہ اہل سنت میں ہوگا اور ان کے طریقہ پر چلنے والا ان کے اتباع اور ان کی جماعت میں سمجھا جائے گا"، پھر صابونی نے اس جماعت میں امام شافعی کا شمار کیا ہے اور ان سے پہلے سعید بن جبیر، زہری، شعبی اور تیمی کو بتلایا ہے۔ ان کے بعد لیث بن سعد اوزاعی، ثوری، ابن عیینہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، یونس بن عبید، ایوب بن عون اور ان کے بعد ان کے ہمعصروں کا نام لیا ہے، ان کے بعد یزید بن ہارون، عبدالرزاق، جریر بن عبدالحمید کا نام لیا ہے، ان کے بعد محمد بن یحییٰ، ذہلی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، رازی ابوحاتم، ابن ابی حاتم، محمد بن مسلم طوسی، عثمان دارمی، ابن خزیمہ، اسحق بستی، یحیی ہروی عدی بن حمدویہ کے اسماء کی تعیین کی ہے، صابونی پھر لکھتے ہیں کہ یہ لوگ سنت مطہرہ سے متمسک تھے، حدیث کی نصرت کرتے تھے حدیث کی طرف بلاتے تھے حدیث کی طرف راہ دکھاتے تھے ان سب کا وہی عقیدہ تھا جو اس کتاب میں لکھا گیا کسی کا اس سے اختلاف نہیں تھا سب کا اس پر اتفاق تھا کہ اہل بدعت سے الگ رہنا چاہیے اس صورت میں اللہ کا قرب مل سکتا ہے جب مسلمان اہل بدعت سے دور رہے ان کو چھوڑ دے ان تفصیلات کو لکھنے کے بعد صابونی پھر لکھتے ہیں "اور میں بفضل الٰہی ان ہی کے نقوش راہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر چلتا ہوں اور ان ہی کی انوار سے مستنیر ہوں، میں اپنے احباب کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان کے منارۂ ہدایت سے بھٹکیں نہیں، ان کے آثار و اقوال کو چھوڑ کر دوسرے کی نہ مانیں اور مسلمانوں کے درمیان مشہور بدعت پرستوں کی ان بدعتوں سے کوئی دلچسپی نہ رکھیں اگر ان ائمہ ہدایت کے زمانے میں آج کی ایک بدعت بھی رائج پذیر ہوتی تو ایسے بدعتی کو وہ لوگ چھوڑ دیتے اسے بدعتی قرار دیتے، اس کی تکذیب کرتے اور اس کو ہر طرح سے زک پہونچاتے، اہل بدعت کی کثرت اور ان کی بہتات سے وہ دھوکہ نہیں کھا سکتے تھے ان کی کثرت قرب قیامت کی نشانی ہے، رسول اکرم نے فرمایا، قرب قیامت اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت کی کثرت ہو گی علم سے مراد یہاں سنت ہے اور جہالت سے مراد بدعت ہے، جس نے سنت رسول سے تمسک کیا اس پر عمل کیا اور استقامت پذیر رہا اور اس کی تبلیغ کی تو اس کا اجر اس سے زیادہ ہو گا جتنا اوائل اسلام و ملت میں جملہ اسلام پر عمل سے تھا، رسول اکرم نے فرمایا اس کو پچاس کا اجر ملے گا پوچھا گیا پچاس ان میں سے فرمایا نہیں تم میں سے، اس اجر کی وجہ یہ ہے کہ فساد امت میں سنت پر عمل کیا"

رب کریم سے ہماری یہ دعا ہے کہ ہم کو ان لوگوں میں رکھے جو لوگوں کی بات سن کر اچھی بات پر عمل کرتے ہیں کتاب اور سنت پر عمل پیرا ہیں، بدعات اہواء و آراء سے بچتے ہیں، سنت کے مقابلے میں کسی کے قول فعل اجتہاد رائے اور قیاس کو سند نہیں مانتے ہیں، صلح کل کو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں، بدعات کی کوئی بھی قسم ہو اسے ایمان کے لئے تباہی اسلام کیلئے بربادی اور احسان کے لئے خرابی سمجھتے ہیں، دین حق کو قرآن اور حدیث میں محصور جانتے ہیں اور انہیں دونوں اصل اصیل کو سعادت دارین کے حصول کیلئے کافی سمجھتے ہیں، عمل صالح کا اہتمام کرتے ہیں اور سیئات سے جہاں تک ہو سکے بچتے ہیں، فروگذاشتوں اور غلطیوں سے توبہ کر ڈالتے ہیں، گناہ پر جمتے نہیں باہم خیر خواہی اور نصیحت کرتے ہیں، نصیحت اور خیر خواہی کو سخت ناپسند کرتے ہیں ان کو کوئی راہ سنت سے نہیں ہٹا سکتا اور کتاب و سنت کی مزاولت اور اصحاب حدیث کی صحبت سے انہیں کوئی باز نہیں رکھ سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

AQIDAT-UL-MUMIN

By

Abdul Moid Salafi

www.KitaboSunnat.com

Publisher

IDARATUL-BUHOOTH-IL-ISLAMIA
JAMIA SALAFIA, VARANASI (INDIA)